بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ سیدنا محمد وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم

یا اللہ جل جلالہ

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سیّدۃ النسآء اہلِ الجنۃ

سوانح حیات خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا

مؤلف: پروفیسر (ر) ڈاکٹر علی محمد چوہدری

سيدة النساء اهل الجنة

بسم الله الرحمن الرحيم

الٰہی بحق بنی فاطمہ
کہ برقول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامان آل رسول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	سیدۃ النساء اہل الجنۃ
مولف	پروفیسر (ر) ڈاکٹر علی محمد چوہدری
طبع اوّل	2016ء
تعداد	[illegible]
ناشر	پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی
کمپوزنگ	محمد خالد اقبال
مطبع	حزب الاسلام
معاونین	غلامان آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ خلیقیہ گرین ویو کالونی فیصل آباد

ملنے کا پتہ

☆......پروفیسر ڈاکٹر سرفراز حسن صاحب

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ خلیقیہ گرین ویو کالونی فیصل آباد فون نمبر 0300-6647692

☆......پروفیسر عبدالغفار نقشبندی علوی

نگہبان پورہ فیصل آباد فون نمبر 0302-7125492

☆.....میاں محمد سعید اقبال صاحب

چک نمبر 286 ج ب ٹوبہ ٹیک سنگھ، فون نمبر 0345-7484286

☆......میاں شاہد تنویر

وسیلہ نجات لائبریری گلی نمبر 10 محمود آباد فیصل آباد فون نمبر 0301-7169263

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	انتساب	۱۴
۲	تعلیمات	۱۵
۳	پیش لفظ	۱۶
۴	حیات سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک نظر میں	۱۸
۵	ولادت باسعادت	۲۲
۶	نام	۲۳
۷	''فاطمہ'' نام سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت	۲۴
۸	القاب	۲۴
۹	کنیت	۲۸
۱۰	سلسلہ نسب	۲۹
۱۱	شجرہ نسب	۲۹
۱۲	حلیہ مبارک	۳۰
۱۳	فضائل ومناقب	۳۱
۱۴	جنت کی خوشبو۔ جنت کی کلی	۳۳
۱۵	پیدائش زہراء پر حوروں کی آمد	۳۳
۱۶	نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری	۳۴
۱۷	تعلیم وتربیت	۳۴

۱۸	اُم المؤمنین طیبہ طاہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال مبارک	۳۷
۱۹	حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح مبارک	۳۸
۲۰	حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مکی زندگی	۳۹
۲۱	بنو ہاشم کا مقاطعہ اور محاصرہ	۴۴
۲۲	مقاطعہ کی تحریر	۴۶
۲۳	محاصرہ ختم کرنے کی تحریک	۴۸
۲۴	حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہجرت مدینہ	۵۰
۲۵	مدینہ منورہ میں رہائش	۵۲
۲۶	حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی مبارک	۵۳
۲۷	حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورہ	۵۴
۲۸	حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے خواستگاری	۵۵
۲۹	حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رضامندی	۵۶
۳۰	زرہ کی فروخت	۵۷
۳۱	نکاح کی تیاری	۵۸
۳۲	نکاح کا خطبہ	۵۹
۳۳	آسمانوں پر تقریب نکاح	۶۱

۳۴ آسمانوں پر خطبہ نکاح	۶۲
۳۵ آسمانوں پر سیدہ کا جہیز	۶۲
۳۶ حق مہر حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۶۲
۳۷ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جہیز مبارک	۶۵
۳۸ جہیز کی خریداری	۶۵
۳۹ فہرست جہیز	۶۶
۴۰ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی	۶۸
۴۱ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روانگی	۷۳
۴۲ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی لخت جگر کو نصیحت فرمانا	۷۵
۴۳ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیحت فرمانا	۷۶
۴۴ ضروری اشیاء کی خریداری	۷۷
۴۵ دعوت ولیمہ	۷۷
۴۶ شادی کے وقت عمر مبارک	۷۹
۴۷ رہائش گاہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۷۹
۴۸ جنگ اُحد اور حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۸۴
۴۹ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فی القرآن	۸۸
۵۰ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فی الحدیث	۱۱۳
۵۱ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی احادیث مبارکہ	۱۲۹
۵۲ احادیث مبارکہ میں دشمنان اہل بیت کی سزا	۱۳۶

۵۳	حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی نظر میں	۱۴۰
۵۴	حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا محدثین کی نظر میں	۱۴۵
۵۵	حضرت الشاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نذرانہ عقیدت	۱۴۸
۵۶	حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا نذرانہ عقیدت	۱۵۰
۵۷	بحضور سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا	
۵۸	سیرت حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۱۵۵
	(۱)..... محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۱۵۵
	(۲)..... شرم وحیا	۱۶۰
	(۳)..... راست بازی	۱۶۶
	(۴)..... علم اور عرفان	۱۶۸
	(۵)..... سخاوت اور ایثار	۱۷۰
	(i)..... سخاوت اور ایثار کی جھلکیاں	۱۷۲
	(۶)..... عبادت گزاری	۱۸۲
	(i) درود فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۱۸۹
	(۷)..... زہد وتقویٰ	۱۸۹
	(i)..... زہد وتقویٰ کی مثالیں	۱۹۱
	(۸)..... صلہ رحمی	۲۰۲
	(i)..... حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اطاعت گزاری	۲۰۲

	(ii).....حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فراق	۲۰۳
	(iii).....حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر گریہ زاری	۲۰۳
	(iv).....ازواج المطہرات سے محبت	۲۰۴
	(v).....حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا غم	۲۰۷
	(vi).....ہمسائے کی تعزیت	۲۰۸
۵۸	خانگی زندگی	۲۰۸
۵۹	ازدواجی زندگی	۲۱۴
۶۰	حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسری شادی کرنے کی ممانعت	۲۱۶
۶۱	تسبیحات زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۱۷
۶۲	سادگی	۲۲۰
۶۳	حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فراست وذہانت	۲۲۷
۶۴	حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فقر	۲۲۸
۶۵	حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا علم غیب	۲۳۱
۶۶	خدمت خلق	۲۳۶
۶۷	شعروشاعری	۲۳۷
۶۸	ادب واحترام اہل بیت	۲۴۵
۶۹	ادب واحترام اہل بیت کی جھلکیاں	۲۴۵
	(i).....حضرت عمر بن عبدالعزیز کا ادب اہل بیت	۲۴۵
	(ii).....حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب اہل بیت	۲۴۶

(iii).....سادات کی مدد کرنے کا صلہ ۲۴۶
(iv).....حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ادب اہل بیت ۲۴۸
نسبت بدلنے کی ممانعت ۲۵۰
(v).....حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب اہل بیت ۲۵۰
(vi).....حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تشریف لے جانا ۲۵۱
(vii).....حضرت احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ ۲۵۲
(viii).....ہر سال فرشتہ حج کرتا رہے گا ۲۵۲
(ix).....اہل بیت سے محبت کا صلہ ۲۵۳
(x).....نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفاقت ۲۵۴
(xi).....شفاعت کی امید ۲۵۴
(xii).....نسبت کا فائدہ ۲۵۵
(xiii).....قید سے رہائی ۲۵۵
(xiv).....اپنے علوی ہونے پر گواہ پیش کرو ۲۵۶
(xv).....سیدزادے کو مارنے پر تنبیہ ۲۵۹
(xvi).....معافی کی التجاء ۲۶۱
(xvii).....سادات کی خصوصیت ۲۶۲
(xviii).....اللہ تعالیٰ کی عنایت سے نسبت ملتا ہے ۲۶۳
(xiv).....حضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا احترام سادات ۲۶۵
(xx).....قریش کا فخر کرنا ۲۶۵

	(xxi).....حضرت سبیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طعن کرنے کی ممانعت	۲۶۷
	(xxii).....عباسی خلیفہ معتصم باللہ کے حکم پر معافی کا اعلان	۲۶۷
	(xxiii).....قاتل کو رہا کردو	۲۶۹
	(xxiv).....تعظیم سادات کا صلہ	۲۷۱
	(xxv).....عطائے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام	۲۷۲
	(xxvi).....سادات سے محبت کا انعام	۲۷۳
	(xxvii).....سادات کی مدد کا صلہ	۲۷۶
۷۰	سادات کا ادب اور اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۲۸۳
	(i).....خبردار صاحبزادے سے کوئی کام نہ لیا جائے	۲۸۳
	(ii).....سیدزادے کو ملازم رکھنا	۲۸۳
	(iii).....مردوں کو سونا پہننا جائز نہیں	۲۸۳
	(iv).....طالب علم کی راہنمائی	۲۸۴
	(v).....تنگدستی کا علاج	۲۸۵
	(vi).....سادات سے خدمت کرانا اور آپ کا کشف	۲۸۶
۷۱	کرامات حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۲۸۹
	(i).....حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیٹی	۲۸۹
	(ii).....زرق برق لباس	۲۹۰

(iii).....یہودنوں کی سازش اور حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے جنتی لباس ۲۹۲
(iv)....حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا درزی ۲۹۵
(v).....حضرت جبرائیل علیہ السلام جھولا جھلاتے ہیں ۲۹۷
(vi).....حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے معمولات کے لئے فرشتے مقرر تھے ۲۹۷
(vii).....حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مسکراہٹ ۲۹۸
(viii).....دعوت اور اُمت کے گناہگاروں کی بخشش ۲۹۹
(ix).....خوب رہی یہ تجارت ۳۰۳
(x).....فرشتے کام کرتے ہیں ۳۰۶
(xi).....جنتی کھانا اور شیطان ۲۰۷
(xii)....کھانے میں برکت ۳۰۹
(xiii).....نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیغام رساں ناقہ ''عصبا'' ۳۱۰
(xiv).....شکم مادر سے آواز دی ۳۱۱
۷۲ ارشادات حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۳۱۲
۷۳ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دعائیں ۳۱۹
(i).....صبح کے وقت کی دعا ۳۲۰
(ii).....دعائے فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۳۲۰
(iii).....بخار کی دعا ۳۲۲
(iv).....دعا کی قبولیت کا وقت ۳۲۲

۷۴ وصال مبارک حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۳۲۴

(i).....وصال کی خبر ۳۲۴

(ii).....وصال کی تیاری ۲۲۴

(iii).....سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خواب ۳۲۵

(iv).....غسل کی روایات ۳۲۶

(v).....حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح کا قبض ہونا ۳۲۷

(vi).....نماز جنازہ ۳۲۸

(vii).....جنازے کا خاص اہتمام ۳۲۹

(viii).....انتقال پر ملال ۳۳۱

(ix).....جائے دفن ۳۳۱

۷۵ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیتیں ۳۳۱

۷۶ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرثیہ ۳۳۳

۷۷ اولاد حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۳۳۵

(i).....حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۳۳۶

(ii).....حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۳۳۹

(iii).....حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۳۴۱

(iv).....حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۳۴۲

۷۸ فہرست کتب ماخوذ ۳۴۳

انتساب

پیر طریقت راہبر شریعت واقف اسرار حقیقت

بدر الملت سید العاشقین محبّ الفقراء والغرباء

شیخ المشائخ ابو العبد

حضرت نعمت اللہ قریشی نقشبندی اشرفی

المعروف سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ کے

نام

جن کی نگاہ عنایت نے مجھے ضیاء بخشی

تعلیمات

شیخ المشائخ حضرت نعمت اللہ قریشی نقشبندی اشرفی
المعروف سرکار دادوی رحمۃ اللہ علیہ میں نمایاں عنصر یہ تھے

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی
کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

اے اہل نظر کیا رکھا ہے اس عید کے آنے جانے میں
جب تک نہ چمکے تیرا ستارہ مرشد کے مے خانے میں

پیش لفظ

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا محبوب رب العالمین، شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین والیٔ کون ومکان امام الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین شہنشاہ عرب وعجم کی لخت جگر ہیں۔ آپ اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل تصویر ہیں۔

آپ کی سیرت مطہرہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت، اطاعت، الفت اور جاںنثاری کی مظہر ہے زہد وتقویٰ، عبادت وریاضت، شرم وحیا، تسلیم ورضا، صبر وتحمل، ایثار وسخاوت، ہمدردی، عفت وعصمت، اخلاق وکردار، صدقہ خیرات، صلہ رحمی، شوہر کی فرمانبرداری آپ کے خاص اوصاف میں سے ہیں، علم و ذہانت، فہم وفراست، بصیرت و بصارت میں کمال حاصل تھا۔

آپ تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار۔ تمام اُمت کی عورتوں کی سردار، جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ آپ انسانی حور ہیں۔ حیض ونفاس جیسے نسوانی عوارض سے پاک ہیں۔ آپ جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اطہر کا حصہ ہیں، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب سے پیاری اور لاڈلی بیٹی ہیں۔ آپ کے گھریلو معمولات

میں مدد کرنے کے لئے فرشتے مقرر کئے گئے ہیں۔

ایسی منفرد بے مثال اور عظیم شخصیت کے تعارف کے لئے کچھ احاطۂ تحریر میں لانا انسانی بس کی بات نہیں تاہم مصنفین نے اپنی اپنی بساط کے مطابق طبع آزمائی کی ہے اور کر رہے ہیں اس ناچیز نے بھی اسی سیل رواں میں حصہ لینے کی کوشش کی ہے۔

مجھے اپنی کم علمی اور کم مائیگی کا احساس ہے۔ میری اس تالیف کا مقصد صرف حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں نذرانہ عقیدت ومحبت مودبانہ پیش کر رہا ہوں۔ اگر کہیں سقم نظر آئے تو اسے میری طرف محمول کیا جائے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس کوشش کو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جمیلہ سے شرف قبولیت عطا فرمائے۔

پروفیسر (ر) ڈاکٹر علی محمد چوہدری
سابق ڈین فیکلٹی زرعی معاشیات
زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

11-08-2015

حیات حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ایک نظر میں

ولادت باسعادت	۲۰ جمادی الثانی ایک نبوی
جائے ولادت	مکہ مکرمہ
نام	فاطمہ
والد کا نام	حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
والدہ کا نام	سیدہ طیبہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
القاب	سیدۃ النساء العالمین، سیدۃ النساء اہل الجنۃ بتول زہراء جیسے بے شمار القاب سے معروف ہیں۔
کنیت	اُم ابیھا، اُم الحسنین، اُم الائمہ
قبیلہ	بنو ہاشم
سلسلہ نسب	والد محترم و محتشم اور والدہ ماجدہ کی طرف سے سلسلہ نسب حضرت قصیٰ پر ملتا ہے۔
تعلیم و تربیت	بچپن کے آٹھ نو سال والدہ ماجدہ کے زیر تربیت رہیں پھر ساری عمر اپنے والد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ عاطفت میں رہیں، اسوہ رسول کا کامل نمونہ بن گئی تھیں۔

مکی زندگی	زندگی کے پہلے تیرہ سال مکہ مکرمہ میں گزارے جو بہت زیادہ پُر مصائب اور دشوار گزار تھے۔ کفار ومشرکین سے اپنے والدمحترم ومحتشم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں لگی رہتی تھیں۔
ہجرت مدینہ	نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ربیع الاوّل ۱۳ نبوی کو مدینہ شریف کیلئے ہجرت فرمائی۔اس کے چندماہ بعد حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہانے حضرت زید بن حارثہ اور حضرت ابونافع رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی معیت میں ہجرت فرمائی۔
مدینہ منورہ میں رہائش	مسجد نبوی کی دیوار سے ملحق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی ایک حجرہ میں قیام فرمایا۔
شادی مبارک	۲ ہجری میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر کی شادی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کردی۔
فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فی القرآن	قرآن مجید میں متعدد آیات مبارکہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں نازل ہوئیں
فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فی الحدیث	متعدد احادیث مبارکہ میں حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان بیان ہوئی

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(i) فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہے۔

(ii) فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جنتی عورتوں کی سردار ہے

(iii) فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میرے جسم کا حصہ ہے

(iv) فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میرے جگر کا ٹکڑا ہے

(v) فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) انسانی حور ہے۔

(vi) فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی ناراضگی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی احادیث مبارکہ کی تعداد ۱۸ ہے۔

مروی احادیث

سیرت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سیرت مبارک کے نمایاں پہلو یہ تھے

(i) محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

(ii) شرم وحیا

(iii) راست بازی

(iv) علم اور عرفان

(v) سخاوت اور ایثار

(vi) عبادت وریاضت

(vii) زہد وتقویٰ

(viii) صلہ رحمی

(ix) سادگی

شعروشاعری	اشعار کہنے میں آپ قادر الکلام تھیں، برجستہ شعر کہہ لیتی تھیں۔
کرامات	حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے متعدد کرامات منقول ہیں۔
وصال مبارک	تین رمضان المبارک گیارہ ہجری بروز منگل
مدفن	جنت البقیع مدینہ منورہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ولادت باسعادت:

(i)......۲۰ جمادی الثانی ایک نبوی مکہ مکرمہ میں سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اطہر سے پیدا ہوئیں۔ نبوت کا پہلا سال تھا اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر مبارک کا اکتالیسواں (۴۱) سال تھا۔ (البتول از علامہ صائم چشتی ص)

(ii)......حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر مبارک کے اکتالیسویں سال میں ہوئی۔

(بخاری ج اوّل ص ۵۳۲، مدارج النبوت ص ۶۲۷)

حضرت علامہ علی بن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جس مکان میں شہزادیٔ کونین کی ولادت ہوئی وہ آپ کی نسبت سے ''مَوْلِدِ فَاطِمَۃ'' کے نام سے مشہور ہوا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اسے خرید کر مسجد میں شامل کر دیا۔

(سیرت الحلبیہ ج اوّل ص ۹۱، سیرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از ذوالقرنین عطاری المدنی ص ۲۵)

نام مبارک

فاطمہ:

فاطمہ فطم سے ہے جس کے معنی باز رکھنا، روکنا، چھڑانا، علیحدہ کرنا، دور کرنا کے ہوتے ہیں۔

(i)...... حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے میری لخت جگر کا نام فاطمہ رکھا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کے چاہنے والوں کو جہنم سے نجات دے دی ہوئی ہے۔

(الصواعق المحرقہ ص ۱۵۱)

(ii)...... نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدہ طیبہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

مجھے جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ بیٹی پیدا ہوگی۔ اس بیٹی کا نام فاطمہ رکھنا۔ یہ ان کا نسلی نام ہوگا۔ (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۲۵)

(iii)...... فاطمہ بمعنی دور کرنے والی، علیحدہ کرنے والی۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا قیامت کے دن اپنی اولاد، اپنے ماننے والوں اور اپنے نام کی تعظیم کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے دوزخ سے دور رکھیں گی۔ اپنی شفاعت سے اپنے ماننے والوں کو آگ سے چھڑا کر علیحدہ کر لیں گی۔

آپ نے پاک دامنی اختیار کی پس اللہ تعالیٰ نے آپ پر اور آپ کی اولاد پر دوزخ کی آگ کو حرام کردیا۔(الصواعق المحرقہ ص ۱۸۸)

فاطمہ نام سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت:

روایات میں آتا ہے کہ کسی صحابی نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک ریشمی چادر ہدیہ پیش کی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چادر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمادی۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ چادر اوڑھ کر دربار رسالت میں حاضر ہوگئے۔جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ انور متغیر ہوگیا۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزاج شناس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے آپ سمجھ گئے تو عرض کیا کہ:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس چادر کا کیا کروں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس کے ٹکڑے کرکے فاطمہ نامی عورتوں میں تقسیم کردو۔''

(عظمت شہزادئ کونین از محمد مقصود مدنی ص ۱۴۵)

القاب:

(۱)......سیدۃ النساء العالمین:

آپ دونوں جہانوں کی عورتوں کی سردار ہیں۔(بخاری،مسلم شریف)

(۲)......سیدۃ النساء اہل الجنۃ:

آپ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔(بخاری شریف)

(۳)......بتول:

''بتول''بتل'' سے ہے جس کے معنی منفرد کے ہیں:

(i)......آپ نے علم وفضل میں اپنے زمانہ کی تمام عورتوں سے اعلیٰ مقام حاصل کرلیا تھا۔

(ii)......آپ نے دنیا سے قطع تعلق کرکے صرف اللہ تعالیٰ سے لولگائی تھی۔

(ii)......آپ ماسوائے اللہ تعالیٰ کے باقی ہر چیز سے بے نیاز ہوگئی تھیں۔

(مدارج النبوت ج دوم ص ۶۲۷)

(iv)......حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے''بتول'' کے معنی پوچھے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''بتول وہ ہے جس نے سرخی کو نہ دیکھا ہو یعنی اس کو کبھی حیض نہ آیا ہو کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی بیٹیوں پر حیض مکروہ ہے۔

(v)......حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث شریف بیان فرمائی کہ:

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

بے شک میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) انسانی حور ہے جو حیض ونفاس سے پاک ہے۔(عظمت شہزادیٔ کونین ص ۱۴۷)

(vi)......حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا (زوجہ محترمہ حضرت

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتی ہیں کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت کے وقت میں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھی اور میں نے دایہ کے فرائض سرانجام دیئے تھے۔ بوقت ولادت جوکوئی خون وغیرہ نکلتا ہے وہ میں نے نہیں دیکھا۔ یہ کیفیت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تو نہیں جانتی کہ (فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) طاہرہ ومطہرہ ہے اس کا حیض میں بھی خون نہیں دیکھا گیا۔''

(۴)......زکیہ یا زاکیہ:

آپ پاکیزگی اور طہارت میں منفرد اور نہایت عروج پر تھیں آپ نہایت پاک خصلت اور نیک طینت تھیں۔ آپ اچھے اخلاق وعادات کی مالکہ تھیں۔

(۵)......راضیہ:

آپ راضی برضا تھیں۔ آپ نے اپنی ہر مرضی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی پر چھوڑ رکھی تھی۔

(مدارج النبوت از عبدالحق محدث دہلوی ج دوم ص ۶۲۷)

(۶)......مرضیہ

جس کو اللہ تعالیٰ راضی کرے۔ جس سے اللہ تعالیٰ ہمیشہ راضی اور خوش رہتا ہو۔

(۷)......زہراء:

(i)......آپ جنتی عورتوں کی طرح حیض ونفاس سے محفوظ تھیں۔

حضرت امام نبھانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے خصائص بیان کرتے ہوئے فرمایا: آپ کو حیض نہیں آتا تھا۔ جب آپ کے ہاں بچے کی ولادت ہوتی تو اسی وقت پاک ہو جاتیں۔ حتیٰ کہ کبھی آپ کی نماز قضا نہیں ہوئی۔ بدیں وجہ آپ کو زہراء کہا جاتا ہے۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد بلال قادری ص۱۴)

(ii)...... نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرمایا کرتے تھے:

''مجھے اپنی اس بیٹی کے جسم اطہر سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔''

اس وجہ سے آپ کو زہراء یعنی جنت کی کلی بھی کہا جاتا ہے۔

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہراء ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

(شان بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا بزبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم از افتخار احمد حافظ قادری)

(iii)......حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

''سیدہ چودھویں رات کے چاند کی طرح حسین وجمیل تھیں۔

(فضائل فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ص۸)

(۸)......سیدہ: سردار، آپ اُمت محمدیہ کی تمام عورتوں کی سردار ہیں۔

(بخاری شریف)

(۹)......طاہرہ: نہایت ہی پاکباز خاتون۔

(۱۰)......مطہرہ: پاک کرنے والی، پاک صاف خاتون۔

(۱۱)......اُم الہاد: ہدایت یافتہ کی ماں۔ آپ کی ساری اولاد ہدایت یافتہ ہے۔

ان کے علاوہ:

طیبہ، نیرہ، منورہ، عابدہ، زاہدہ، راکعہ، ساجدہ، صدیقہ، عتیقہ، عفیفہ، منیفہ، عالمہ، آمنہ، امینہ، راحمہ، راشدہ اور معصومہ کے القابات سے آپ کو یاد کیا جاتا ہے۔

کنیت:

(۱)......اُم محمد: آپ کی ایک کنیت ''اُم ابیھا'' (اُم محمد) تھی۔

(۲)......اُم الحسنین: حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت سے آپ کی کنیت اُم الحسنین ہے۔

(۳)......اُم الائمہ: حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کی اولاد پاک اطہار امام کہلاتی ہیں اس نسبت سے آپ اُم الائمہ ''اماموں کی ماں'' کہلاتی ہیں۔

آپ کے اسماء گرامی (القابات، کنیت) کی کثرت سے آپ

کے فضائل و کمالات کا روشن ثبوت ملتا ہے۔ جتنی کوئی شخصیت، جگہ، مقام فضیلت والا ہوتا ہے اتنے ہی اس کے نام زیادہ ہوتے ہیں۔ زیادہ ناموں سے معروف ہوجاتا ہے۔

سلسلہ نسب

والد کی طرف سے:

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصیٰ۔

والدہ کی طرف سے:

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ۔

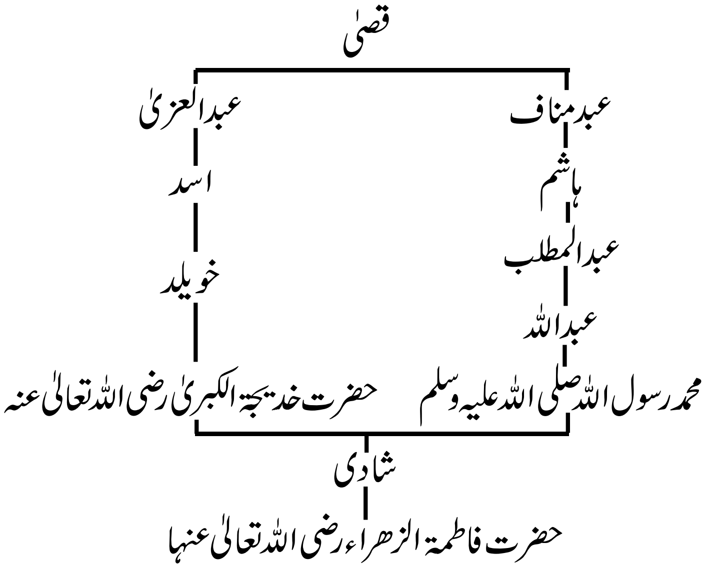

حضرت قصیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو بیٹے ہوئے۔حضرت عبد مناف اور عبد العزیٰ۔حضرت قصیٰ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چوتھے دادا ہیں اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تیسرے دادا ہیں۔اس طرح سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شجرہ نسب اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شجرہ نسب حضرت قصیٰ پر جا ملتا ہے۔

حلیہ مبارک:

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حسن بے مثل و بے مثال تھا۔ چہرہ انور نہایت روشن، سفید، حسین وجمیل تھا۔ چہرے کے خدوخال حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرنور شکل و صورت سے ملتے جلتے تھے۔آپ کے اگلے چار دانت ہو بہو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دندان مبارک جیسے تھے۔

(i)......حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ فرماتی ہیں کہ:

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا چہرہ مبارک چودھویں کے چاند جیسا تھا۔آپ کے چہرے کا نور وضیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ مشابہہ تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارکہ کی طرح آپ کے بال بھی بہت زیادہ سیاہ رنگت کے تھے۔البتہ سیدہ کے بال مبارک اتنے لمبے تھے کہ جب آٹا گوندھتی تھیں تو بال مبارک برتن کے کناروں کو چھوتے تھے۔

(ii)......اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ وہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی نسبت چال ورفتار میں، انداز گفتگو میں، سیرت میں، کھڑے ہونے میں، بیٹھنے میں، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ مشابہہ ہو۔

(ترمذی شریف)

(iii)......سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جملہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ صورت وسیرت اور کلام کرنے میں مشابہت حاصل تھی۔ (مدارج النبوت ص ۶۲۷)

فضائل ومناقب:

سیدہ فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت باسعادت کے وقت حضرت طیبہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے دولت کدہ میں اکیلی تشریف فرما تھیں۔ کوئی عورت خدمت گزاری کے لئے موجود نہ تھی۔ آپ اس خیال میں ہی تھیں کہ ایسے وقت میں کسی عورت کا ان کے پاس ہونا ضروری تھا کہ اچانک آپ نے دیکھا کہ آپ کے سامنے آپ کے کمرے میں چار دراز قامت گندم گوں عورتیں موجود ہیں۔ آپ ذرا خوف زدہ ہوگئیں کہ یہ کون ہیں کہاں سے آئی ہیں تو ان میں سے ایک نے بنی ہاشم کی عورتوں کے لب ولہجہ میں عرض کیا:

''آپ گھبرائیں نہیں ہم آپ کی بہنیں اور خادمائیں ہیں اللہ تعالیٰ

نے ہمیں آپ کے ایسے وقت میں آپ کی خدمت گزاری کیلئے بھیجا ہے۔''

پھر اپنا تعارف کراتے ہوئے فرمایا:

''میں سارہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی والدہ ہوں۔ یہ مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں۔ یہ کلثوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ ہے اور یہ آسیہ فرعون کی زوجہ محترمہ ہیں۔''

''آپ کی گود میں شہزادیٔ کونین تشریف لانے والی ہیں۔''

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر ان میں ایک میرے دائیں، دوسری بائیں، تیسری آگے اور چوتھی پیچھے بیٹھ گئیں تو میری گود میں میری بیٹی تشریف لے آئی۔ حسن و جمال ایسا کہ چودھویں کا چاند بھی دیکھ کر شرما جائے۔

(البتول از علامہ صائم چشتی ص ۳۵)

روایات میں آتا ہے کہ جب سیدۃ النساء العالمین دنیا میں تشریف لائیں تو آپ کے چہرہ اقدس سے نکلنے والے نور سے ساری فضا منور ہوگئی۔ (روض الفائق ص ۲۷۴)

اس میں حیرانگی کی کوئی بات نہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے وقت پوری کائنات روشن ہوگئی تھی تو یہ بھی اسی جسم اطہر کا ہی حصہ تھی۔

(سیرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا از ذوالقرنین عطاری مدنی ص ۲۴)

جنت کی خوشبو، جنت کی کلی:

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

جب میری گود میں شہزادی کونین آئی تو میرا حجرا جنت کی خوشبوؤں سے بسا ہوا تھا۔ جب میری لخت جگر میرے شکم اطہر میں تھی تو مجھے جنت کی خوشبو آیا کرتی تھی اور پورے ایام حمل (9 ماہ) مجھے یہ خوشبو آتی رہی۔ حتیٰ کہ یہ جنت کی کلی زہراء میری آغوش میں آ گئی۔

(نزہتہ المجالس ج۲ص ۲۲۵)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی مقدس لخت جگر کے سر مبارک کو اکثر سونگھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اس سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔ (نور الابصار ج۲ص ۴۵)

پیدائش زہراء پر حوروں کی آمد:

ولادت باسعادت کے بعد جنت کی دس حوریں ہاتھوں میں نور کے زرین طشت اور سروں پر کوثر کے مٹکے اٹھائے حاضر ہوتی ہیں۔ سلام پیش کرتی ہیں۔ مبارکباد پیش کرتی ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک نومولود کو اپنے طشت میں رکھ کر آب کوثر سے غسل دیتی ہیں جنت کی ایک چھوٹی سی عبا پہناتی ہیں۔ خوشبوؤں سے معطر رومال آپ کے سر مبارک پر باندھ دیتی ہیں اور سیدۃ النساء کو سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کی گود میں دے کر عرض کرتی ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے آپ کی صاحبزادی کو پاکیزہ، طیبہ و طاہرہ اور

برکت والی کہا ہے اور ان کی اولاد کو بھی برکت عطا فرمائی ہے۔“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری:

ولادت باسعادت کے بعد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حجرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں تشریف لائے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی بیٹی ان کی گود میں دے دی۔ تو سید العالمین کی آغوش مبارک میں سیدۃ النساء العالمین مسکرا رہی ہیں اور محبت بھری نگاہوں سے چہرہ والضحیٰ کی زیارت کر رہی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحبزادی کو ہاتھوں میں اٹھایا تو ایسے ہی ہے کہ جیسے آفتاب نے ماہتاب کو تھام رکھا ہے۔ فرمایا:

”اے خدیجہ تیری یہ بچی دنیا کی بزرگ ترین عورتوں میں سے ہے۔“

تعلیم وتربیت:

حضرت طیبہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سردار کی بیٹی تھیں۔ امیر گھرانے سے تعلق تھا۔ تجارت پیشہ تھیں۔ مال وزر والی تھیں۔ مال دار ضرور تھیں لیکن مال پرست نہیں تھیں۔ آپ حلیم الطبع، منکسر المزاج تھیں۔ غرور، تکبر، گھمنڈ اور انا طبیعت میں نام کو بھی نہ تھا۔ غریب پرور تھیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ:

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

تمام جہانوں کی سب سے بہترین عورتیں چار ہیں۔

(i)......حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عمران والدہ محترمہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام۔

(ii)......حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ فرعون۔

(iii)......حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت خویلد۔ اُم المومنین۔

(iv)......حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(متفق علیہ)

جب حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت ہوئی تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''اے خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تیری یہ بچی دنیا کی بزرگ ترین عورتوں میں سے ہے۔''

لہٰذا جتنی عظیم المرتبت ہستی تھی اسی معیار کی اس کی تربیت ہونا بھی ضروری تھی۔ عرب کے دستور کے خلاف حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی لخت جگر کو کسی دایہ کے حوالے نہیں کیا اور خود اپنے بابرکت دودھ سے ان کی پرورش کی۔ (تاریخ دمشق ج۳ ص۱۲۸)

آپ کی ولادت باسعادت کے وقت جو واقعات پیش آئے ان کے مطابق حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اپنی لاڈلی بیٹی کے مرتبہ کو سمجھتی تھیں اور اس کے مطابق ہی آپ نے ان کی پرورش فرمائی اور اسی نقطہ نظر سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے گھر کا سارا

کام خود اپنے ہاتھوں سے کیا کرتی تھیں تا کہ ان کی بیٹی بھی خانگی امور میں طاق ہو جائے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ہر کام میں والدہ صاحبہ کا ہاتھ بٹاتی تھیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود بھی نہایت سمجھدار، عقل مند، باشعور، فہم وادراک والی تھیں۔ آپ نے نہایت شفقت محبت اور پیار سے خصوصی دلچسپی سے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تربیت فرمائی کہ بچپن میں ہی ان کے شعور میں پختگی آ گئی تھی۔ آپ کی نشست و برخواست، گفت وشنید چال ڈھال میں بزرگوں جیسا وقار نظر آتا تھا۔ چہرہ مبارک پر معصومیت کھیلتی تھی۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بچپن میں بھی کبھی عام بچوں کی طرح کسی بات پر ضد نہیں کی، نہ کبھی کھیل کود میں حصہ لیا، نہ بچوں کی کھیل میں کبھی دلچسپی کا اظہار فرمایا، نہ کبھی کسی بچے کو چھیڑا، نہ کسی کو برا بھلا کہا، نہ کبھی کسی سے اپنی حاجت کے لئے سوال کیا۔ آپ برائیوں سے نفرت کرتی تھیں۔ عیش وعشرت کو پسند نہیں کرتی تھیں۔

دینی معاملات میں معلم کائنات نے ازخود اپنی لخت جگر کی تربیت فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کی صاف جھلک حضرت سیدہ طیبہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں نظر آتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا ثمر تھا کہ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ

تعالیٰ عنہا حسن سلوک، مہمان نوازی، سخاوت، شرم وحیا، صبر وتوکل، زہدو قناعت، پاکبازی، سچائی، عاجزی، ایمانداری، خاکساری ، سادگی، جرأت میں اپنے والدگرامی قدر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اعلیٰ نمونہ تھیں۔حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے والدگرامی قدر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وہ سب کچھ حاصل کرلیا جو دنیا کی کوئی ذکیہ اور صالحہ خاتون دنیا جہاں کے علماء صلحاء کی صحبت میں قیامت تک بھی حاصل نہیں کرسکتی۔

اُم المومنین طیبہ طاہرہ
حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال مبارک

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پچیس سال نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریک حیات رہیں۔ 11 رمضان المبارک دس نبوی میں پینسٹھ(65) سال کی عمر مبارک میں وصال فرمایا۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد الیاس عادل ص19)

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر ابھی نو(9) سال تھی۔بچپن کے دن تھے سن بلوغت کو بھی نہ پہنچی تھیں۔گھر میں صرف دو شہزادیاں رہ گئی تھیں۔حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔اب ضرورت اس امر کی تھی کہ ان شہزادیوں کی نگہبانی اور ان کا دل بہلانے کے لئے کوئی باشعور عقل مند

سلیقہ شعار عورت گھر میں موجود ہو۔

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح مبارک

اپنی ضرورت کے پیش نظر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمالیا۔ آپ اُم المومنین کی حیثیت سے حرم میں آئیں۔ آپ اس سے قبل ہی اسلام قبول کر چکی تھیں۔ آپ کے نکاح سے قبل اور بعد از وصال حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا (والدہ محترمہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اوران کی بہن حضرت اُم ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زیر پرورش رہیں۔ یہ دونوں خواتین بہت دانا، باشعور، تجربہ کار، خانہ داری اور دوسرے گھریلو کاموں میں ماہر تھیں ان دونوں نے بھی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دیکھ بھال میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ نکاح کے بعد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ساری ذمہ داری حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سر ڈال دی۔ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ حضرت اُم سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جو ابھی حرم میں داخل نہیں ہوئی تھیں) بھی خدمت گزاری کے لئے شامل ہوگئیں لیکن ان دونوں نے جلد ہی محسوس کرلیا کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو امور خانہ داری پر مکمل عبور حاصل

ہے۔ پس وہ دونوں بھی آپ کی ذہانت وفراست کی قائل ہوگئیں پھر ہمیشہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سلیقہ شعاری، مہمان نوازی، پاکبازی، سچائی اور سادگی کی تعریف کرتی رہیں۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مکی زندگی:

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بچپن مکہ مکرمہ کی گلیوں وادیوں میں گزرا آپ کی زندگی کا یہ دور تفکرات، پریشانیوں پشیمانیوں پر محیط ہے۔ اسلام ابھی اپنی شروعات میں تھا۔ کفار ومشرکین نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نئے دین سے باز رکھنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت اور تکلیف دینے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ سیدہ کی ننھی جان ان کا مقابلہ تو نہ کرسکتی تھی لیکن اپنی بساط کے مطابق نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت کے لئے جان دینے کو بھی ہمہ وقت تیار رہتی تھی۔ آپ کی عقل وفکر میں ہر وقت یہی سمایا رہتا تھا کہ کس طرح سے ان عرب کے سورماؤں سے اپنے والد گرامی قدر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا جائے۔ مخالفین میں سردست اور صف اوّل میں اپنے ہی تھے جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جان کے بھی دشمن بن گئے تھے۔ ابوجہل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تایا ہی تو تھا جس نے بارہا کوشش کی کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کردے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی حفاظت میں تھے۔ وہ اپنے ہر منصوبہ میں فیل ہوتا رہا۔ لیکن وہ سیدۃ النساء

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پریشانی کا تو سبب بنتا رہا۔

کفار و مشرکین اتنے بد بخت تھے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کوڑا کرکٹ پھینکتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ مبارک پر خون ڈال دیتے تھے کہ اس سے پاؤں مبارک پھسل جانے کا خدشہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہ پر کانٹے پھینکتے تھے کہ ان کی چبھن سے تکلیف ہو اور پاؤں مبارکہ زخمی ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر پھینکتے تھے۔ جب یہ حالات ہوں تو ننھی معصوم کے دل پر کیا کیا نہ گزرتی ہوگی۔

(مدارج النبوت ج دوم ص ۵۶)

(۱)......آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اپنے راستہ سے گزر رہے تھے کہ ایک سنگدل مشرک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر خاک ڈال دی۔ آپ اسی حالت میں اپنے دولت کدہ میں تشریف لائے۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا تو بے قرار ہو گئیں۔ فوری طور سے پانی لے کر آئیں اور اپنے والد محترم و محتشم کے سر مبارک کو دھوتی جاتی تھیں اور ساتھ ساتھ روتی جاتی تھیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دلاسہ دیتے ہوئے فرمایا کہ بیٹا نہ رو۔ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے وہ مجھے ان کے شر سے محفوظ فرمائے گا۔

(سیرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد الیاس عادل ص ۳۶)

(۲)......بخاری کی روایت ہے۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحن کعبہ میں کھڑے تھے۔عقبہ بن ابی معیط آیا۔اس نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گلے میں اپنا کپڑا ڈال کراسے مروڑا اور اتنے زور سے دبایا کہ قریب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں باہر آجاتیں اور سانس رک جاتا۔اتنے میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو آپ نے عقبہ بن ابی معیط سے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھڑایا۔اس پر دوسرے کفار نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتنا مارا کہ آپ بے ہوش ہوکر گر پڑے۔

(مدارج النبوت ج۲ص۵۶)

(۳)......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ:

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت اللہ شریف کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ابوجہل اوراس کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔ایک نے کہا کہ تم میں سے کون ہے جو فلاں قبیلے کے ذبح کردہ اونٹ کی اوجھری لاکر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیٹھ پر رکھے گا جب کہ وہ سجدے میں ہو۔اس قوم سے ایک بڑا بدبخت (عقبہ بن ابی معیط) اٹھا وہ جا کر اوجھری لے آیا اور انتظار کیا۔جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے تو اس نے وہ اوجھری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان پیٹھ پر رکھ دی۔ وہ سب ایسے ہنس رہے تھے کہ ایک دوسرے پر گر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ہی رہے اور سر مبارک سجدہ سے نہ اٹھایا حتیٰ کہ حضرت

فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں تو اس اوجھری کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ مبارک سے ہٹایا۔ (مدارج النبوت ج ۲ ص ۶۲)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر سجدہ سے اٹھایا اور تین مرتبہ دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ عَلَیۡکَ بِقُرَیۡشٍ.

''اے اللہ قریش کو سنبھال'' یا اے اللہ قریش کو اپنی گرفت میں پکڑ لے۔''

قریش پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعا کرنا بہت گراں گزرا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعا قبول ہوتی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لے کر دعا کی کہ:

یا اللہ ابو جہل کو سنبھال، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، عمارہ بن ولید، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میں نے دیکھا کہ جس جس کا بھی نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا وہ بدر کے میدان میں قتل ہوا اور بدر کے گڑھے میں ذلت کے ساتھ پھینکا گیا۔

(فضائل چمنستان کرم از ڈاکٹر عبدالمعطی امین قلعجی مصری ص ۳۵۴)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ایک روز ابو جہل نے حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کے مقدس چہرے پر تھپڑ مارنے کی گستاخی کی۔آپ نے اپنے والد گرامی قدر سے اس کی شکایت کی تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''جاؤ ابوسفیان کو بتاؤ۔''

خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابو سفیان کے پاس تشریف لے گئیں اوران سے ساری بات فرمائی۔

ابوسفیان نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لیا اورابوجہل کے پاس پہنچے اورسیدہ سے کہا:

''جس طرح اس نے آپ کو تھپڑ مار کر صدمہ پہنچایا ہے تم بھی اسی طرح سے اس کو مارو اوراپنا بدلہ لے لو۔''

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابوجہل لعین کو تھپڑ مار کر اپنا بدلہ لے لیا۔ پھر واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مبارک بلند کر کے دعا کی:

''اے اللہ تو ابوسفیان کو نہ بھلانا۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''مجھے یقین ہے کہ حضرت ابوسفیان کا اسلام قبول کرنا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دعا کی برکت سے تھا۔''

(سیرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از ذوالقرنین عطاری مدنی ۲۸)

بنو ہاشم کا مقاطعہ اور محاصرہ:

جوں جوں قریش کے غضب وغصہ، ظلم وتشدد میں زیادتی آتی جارہی تھی اسلام کی حقانیت بھی ظاہر ہوتی جارہی تھی۔ روزانہ اکّا دکّا لوگ اسلام قبول کررہے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت سیدنا حمزہ اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی اسلام میں داخل ہوگئے تو قریش اور بھی زیادہ بھڑک اٹھے۔ قریشی سردار دارلندوہ میں اکٹھے ہوئے اور طے پایا کہ ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے دوٹوک بات کی جائے چنانچہ قریشی سردار ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ملے اور کہنے لگے:

ہم نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا کہ آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اسلام کی تبلیغ سے روکیں لیکن آپ نے نہیں روکا۔

اب ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم مزید صبر نہیں کریں گے کہ ہمارے خداؤں کو گالیاں دی جائیں۔ ہمارے دین میں نقص لکالے جائیں اور ہم خاموش ہورہیں۔ اب آخری مرتبہ آپ سے دوٹوک بات کررہے ہیں کہ:

(i)......اپنے بھتیجے کو اسلام کی تبلیغ سے روکیں۔

(ii)......اگر نہیں تو اس کی پشت پناہی سے باز آجائیں۔

(iii)......اگر یہ بھی نہیں تو پھر جنگ کے لئے تیار ہوجائیں۔ ہم خود ہی اس سے نپٹ لیں گے۔

حضرت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب محسوس کیا کہ حالات زیادہ کشیدہ ہوگئے ہیں تو آپ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلایا اور ساری صورت حال بتائی تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''چچا جان کیا آپ نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ میں آپ کی مدد اور حمایت کے بھروسے پر ایسا کر رہا ہوں تو ہرگز ایسا نہیں ہے۔ میرا مددگار میرا رب تعالیٰ ہے اور میں اس کے حکم سے اس وقت تک ایسا کرتا رہوں گا جب تک یہ کام آخر تک نہ پہنچ جائے۔ میں اس کام سے نہ ہاتھ روک سکتا ہوں نہ اپنے پاؤں پر بیٹھ سکتا ہوں۔ اگر آپ میری حمایت کر سکیں اور میرا ساتھ دے سکیں تو یہ آپ کے لئے سعادت اور خوش نصیبی والی بات ہوگی ورنہ اللہ تعالیٰ کی حمایت اور مدد میرے لئے کافی ہے۔

''اللہ کی قسم اگر کفار میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں اور شرط یہ ہو کہ میں اس معاملہ کو ترک کر دوں تو بھی میں اسے ترک نہیں کروں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے خود غلبہ عطا فرما دے یا میں مر جاؤں۔'' (سیرت سیدہ فاطمۃ الزہراء از محمد الیاس عادل ص ۴۲)

حضرت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''اے بھتیجے جاؤ اور جو چاہو کہو رب کعبہ کی قسم میں کسی بھی قیمت پر تمہیں کفار مکہ کے حوالے نہیں کروں گا۔''

(سیرت سیدہ فاطمۃ الزہراء از محمد الیاس عادل ص ۴۲)

مقاطعہ کی تحریر:

حضرت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار کی کوئی شرط بھی ماننے سے انکار کر دیا تو یکم محرم الحرام چاندرات سات (7) نبوی بمطابق 616 عیسوی کو انہوں نے ایک عہد نامہ لکھا اس پر تمام قریشی سرداروں نے دستخط کئے انگوٹھے لگائے اور اسے کعبہ شریف کی دیوار کے ساتھ لٹکا دیا کہ جب تک ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالے نہیں کرتے ہم اس عہد کے پابند رہیں گے۔

(i)......ہم سے کوئی بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہ رکھے گا۔

(ii)......نہ ان سے کوئی شادی بیاہ کریں گے۔ نہ رشتہ داری قائم کریں گے۔

(iii)......نہ ان سے کوئی سلام وکلام کریں گے۔

(iv)......نہ ہی ان سے کوئی تجارتی معاملات کریں گے۔

(v)......نہ ہی ان سے کوئی کسی قسم کا میل جول رکھیں گے۔

(vi)......نہ ان سے کبھی صلح کریں گے۔

(vii)......نہ اپنے دلوں میں ان کی طرف سے کوئی نرمی، رحم دلی کو جگہ دیں گے۔

(viii)......ان سے مکمل مقاطعہ کریں گے تاکہ وہ اس سرزمین سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکیں اور مجبور ہو کر یا تو تبلیغ اسلام کو بند کر دیں یا پھر محمد (صلی اللہ

علیہ وسلم) کو ہمارے حوالے کردیں۔

کفار نے شہر کے دکانداروں کو بھی منع کر دیا کہ وہ بنو ہاشم سے کوئی خرید وفروخت نہ کریں۔

حضرت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت کے معاشرتی اصولوں کے مطابق بنو ہاشم اور بنو مطلب کے تمام افراد اور جو مسلمان ہو چکے تھے کو ساتھ لیا اور خورد ونوش کی چیزیں ساتھ لیں اور شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا چھ برس کی تھیں وہ بھی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اپنی والدہ ماجدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ہی محصور تھیں۔ اشیاء خورد ونوش جو ساتھ لے کر گئے تھے وہ راشن چندروز میں ختم ہو گیا۔ کفار ومشرکین نے سخت ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ کوئی چیز اندر جانے نہیں دیتے تھے۔ فاقوں پر نوبت آ گئی۔ محصورین جنگلی جڑی بوٹیاں کھا کھا کر گزارہ کر رہے تھے۔ جنگلی درختوں کے پتے کھا کر اپنی بھوک کو سہارا دے رہے تھے۔ حج کے ایام میں محصورین باہر آتے اور اپنی ضروریات زندگی خرید کرنا چاہتے بھی تھے لیکن کفار ان کی مطلوبہ چیزیں دوگنی چارگنی قیمت پر خرید لیتے اور محصورین کو کچھ نہ خریدنے دیتے۔ بچے بھوک پیاس سے روتے بلکتے تو کفار ان کی آوازیں سن کر خوب زور سے ہنستے اور قہقہے لگاتے تھے۔ کسی کے دل میں

ذرا بھی رحم نہ آتا تھا۔ تین سال گزر گئے۔ محصورین کے ساتھ کفار کی زیادتیوں کا سلسلہ جاری رہا۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اپنے والدین کریمین اور عزیز واقارب کے ساتھ ان تکالیف کو نہایت صبر اور استقامت سے برداشت کرتی رہیں اور ان تنگیوں سے ذرا بھی نہ گھبرائیں۔ ورنہ اتنی چھوٹی عمر کے بچے بہت گھبرا جاتے ہیں اور زیادہ عرصہ تک تکالیف برداشت نہیں کر پاتے۔ وہ ڈر جاتے ہیں اور خوف کے مارے ہر وقت سہمے رہتے ہیں۔ اپنے گھروں میں اپنی ماؤں کے پاس دبک جاتے ہیں اور باہر نکلنے کی ہمت و جرأت نہیں کرتے۔ لیکن سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے محصوری کا سارا عرصہ نہایت استقامت کے ساتھ گزارا۔

محاصرہ ختم کرنے کی تحریک:

(i)......تین برس کے اس ظالمانہ قید اور بنو ہاشم پر مصائب و تکالیف نے آخر کار قریش کے بعض افراد کو متاثر کیا۔ مکہ مکرمہ کے بہت سے رہائشی جو بنو ہاشم سے رشتہ داری قائم کئے ہوئے تھے انہوں نے بنو ہاشم پر ہونے والی زیادتیوں اور اس ظالمانہ عہد نامہ کی منسوخی سے متعلق تحریک شروع کی۔ لوگوں کو اپنا ہم نوا بنایا۔ حضرت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھانجے زبیر بن امیہ اس تحریک کے بانی اور سب سے آگے آگے تھے۔

انہوں نے لوگوں کو اپنے ساتھ ملایا تا کہ اس ظالمانہ عہد نامہ کو منسوخ کرایا جا سکے۔

(ii)...... نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا:

''مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی گئی ہے کہ اس عہد نامہ کی تمام تحریر کو دیمک نے چاٹ لیا ہے لیکن اس عہد نامہ میں جہاں اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا ہوا ہے وہ بدستور قائم ہے۔''

حضرت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بات سن کر گھاٹی سے باہر نکلے اور قریش کو آواز دے کر فرمایا:

''مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ خبر دی ہے لہٰذا تم اپنے عہد نامہ کو دیکھو۔ اگر یہ خبر درست ہے اور عہد نامہ کی عبارت واقعی ختم ہو چکی ہے تو پھر مقاطعہ بھی ختم ہو جانا چاہئے۔''

یہ اعلان سن کر قریش اسی وقت خانہ کعبہ میں آئے تو دیکھا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات بالکل سچ تھی۔ واقعی دیمک نے ساری عبارت کو چاٹ لیا تھا صرف اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی صلی اللہ علیہ وسلم باقی تھا۔تو وہ شرمندہ ہوئے اور اسی وقت معاہدہ مقاطعہ محاصرہ ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔

محصورین اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

کہا جاتا ہے کہ ابن عامر نامی شخص نے اس عہد نامہ کی عبارت تحریر کی تھی اس کے دونوں ہاتھ شل ہو گئے تھے۔

(سیرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد الیاس ص ۴۳)

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہجرت مدینہ

دس نبوی میں حضرت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت طیبہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہو گیا۔ کفار و مشرکین نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اذیتیں اور تکالیف دینے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ پھر بھی ان دونوں ہستیوں کا کچھ ادب لحاظ رکھتے ہوئے شرم بھی محسوس کرتے تھے اور کچھ ان سے ویسے بھی خائف رہتے تھے لیکن جب ان کے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان حائل یہ پردہ چاک ہو گیا تو وہ بہت نڈر ہو گئے اور بلا خوف و خطر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف محاذ بنانے میں مصروف ہو گئے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ بنالیا۔

جب وہ حد سے اتنا ہی تجاوز کر گئے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکہ مکرمہ سے ہجرت کر جانے کا حکم آ گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاوّل ۱۳ نبوی کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے غلام میسرہ اور ایک غیر مسلم ''اریقط'' راستہ کی

راہنمائی کرنے والے کی معیت اور حفاظت میں مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں قباء میں مقیم ہو گئے۔

سامان و قیام سے اطمینان ہو جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پانچ سو درہم اور دو اونٹ دے کر مکہ مکرمہ روانہ فرمایا اور ان کی مدد کے لئے اپنے غلام حضرت ابو نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے ساتھ کر دیا کہ وہ دونوں شہزادیوں حضرت اُم کلثوم اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما، اُم المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوہ حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے بیٹے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ شریف لے آئیں۔

یہ دونوں حضرات سیدہ اُم المومنین سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو ہجرت کی خوشخبری سناتے ہوئے تیاری کیلئے عرض کر دیا۔ پھر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر والوں کو یہی پیغام دینے چلے گئے۔ پھر اگلے ہی روز یہ قافلہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گیا جس میں کل نو (9) حضرات و خواتین شامل تھیں۔

(۱) اُم المومنین حضرت سودہ، (۲) حضرت اُم کلثوم، (۳) حضرت فاطمۃ الزہراء، (۴) حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ، (۵) حضرت اُم

رومان زوجہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، (۶) حضرت اسماء بنت ابوبکر، (۷) حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہن اور (۸) حضرت سیدنا عبداللہ بن ابی بکر، (۹) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(البتول از صائم چشتی ص ۹۴)

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے ارادہ سے نکلیں تو حضرت عباس بن عبدالمطلب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے انہیں اونٹ پر سوار کرایا۔ دشمن اسلام حویرث بن نقیذ نے دونوں شہزادیوں کو نیزے سے ڈرایا تو وہ دونوں سہم کر زمین پر گر پڑیں۔

جب مکہ مکرمہ ۸ ہجری میں فتح ہوا تو حویرث بن نقیذ نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہتھے چڑھ گیا تو آپ نے اسے جہنم رسید کر دیا۔ (سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۱۳۱، سیرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از ذوالقرنین عطاری المدنی ص ۳۸)

مدینہ منورہ میں رہائش:

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب مدینہ شریف پہنچیں تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص اپنی رہائش کے لئے مسجد نبوی کی دیوار سے متصل حجرہ شریف تعمیر کرایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر سے اپنے اہل

بیت کے ساتھ اپنے حجرہ شریف میں مقیم ہو گئے۔ (معارج النبوت)

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی اسی حجرہ شریف میں مقیم تھیں۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی مبارک:

حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب سن بلوغ کو پہنچیں تو حضرت اُم سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے مطابق قریش کے کئی اکابرین، اشراف صاحبان مال وثروت لوگوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کے پیام دئے لیکن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح کی درخواست کی تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''اس بات کا اختیار قبضہ قدرت میں ہے۔ میں اس بارے میں وحی کا انتظار کر رہا ہوں۔''

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی نکاح کی درخواست کی لیکن انہیں بھی یہی جواب ملا۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کو مدینہ منورہ میں تشریف لائے دو سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ اب آپ اپنی عمر مبارک کے پندرھویں سال میں داخل ہو چکی تھیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی رضا کا انتظار تھا۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورہ:

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب محسوس کیا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حکم ربی کے تحت کرنا چاہتے ہیں۔ تو آپ دونوں حضرات حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کرنے سے متعلق سوچ رہے ہیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم کے انتظار میں ہیں۔ آپ بھی جا کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے درخواست کریں ممکن ہے کہ آپ کے سوال کرنے کا ہی انتظار ہو۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک تو اپنی تنگدستی کا علم تھا اور دوسرے حیا غالب تھی۔ تاہم ان حضرات کے ایماء پر کافی غور وخوض کے بعد آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درِ اقدس پر حاضر ہو گئے۔ اجازت ملنے پر اندر تشریف لے گئے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمۃ الزھراء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا نکاح علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کردوں۔''

(نزہۃ المجالس)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوش آمدید فرمایا اور اپنے پاس بٹھالیا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادب سے سر جھکائے بیٹھے تھے اور شرم و حیا کی وجہ سے اپنی حاضری کا مقصد بیان نہیں کر رہے تھے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ہی سکوت توڑا اور فرمایا:

''اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرا خیال ہے کہ تم کسی چیز کی خواہش رکھتے ہو مگر اسے بیان کرنے میں شرم محسوس کر رہے ہو۔ جو کچھ تمہارے دل میں ہے وہ کہہ دو۔ شرم نہ کرو۔ تمہاری آرزو پوری ہوگی۔''

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت فاطمۃ الزھراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے خواستگاری

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت ادب سے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری خواہش تھی کہ سیدہ فاطمۃ الزھراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے پیغام دوں لیکن اس خیال سے کہیں گستاخی نہ ہو جائے میں ہچکچا رہا تھا۔''

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسکرا کر فرمایا؛

''کیا تیرے پاس حق مہر ادا کرنے کے لئے کچھ ہے۔''

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا؛

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حالات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بخوبی واقف ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مبارک سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ میرے پاس ایک تلوار، ایک گھوڑا (ایک روایت کے مطابق اونٹ) اور ایک زرہ ہے۔''

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''تلوار اور گھوڑا تو جہاد کے لئے ضروری ہے لیکن زرہ کو فروخت کرلو کہ اس کے بغیر گزارا ہوسکتا ہے اور اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تجھے بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا اور فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا عقد آسمانوں پر باندھ دیا ہے۔''

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رضامندی:

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے کھڑی ہوگئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید عرض کیا۔ نبی کریم علیہ والصلوٰۃ والسلام نے ان کو پیار کیا۔ پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا:

''بیٹی میں نے تیرا نکاح علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کرنے کا ارادہ کیا ہے۔اب تیری کیا مرضی ہے۔''

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شرم وحیا سے سر جھکا لیا اور خاموش ہو رہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی خاموشی کو رضا مندی پر محمول فرمایا۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رضا مندی حاصل کرنا تعلیم اُمت کے لئے تھا کہ جب بیٹی جوان ہو جائے تو اس کی شادی کیلئے اس کی رضا مندی حاصل کرنا ضروری ہے۔ ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کا ارادہ بھی فرما لیں تو کسی کو اس سے انکار کی جرأت نہیں ہوسکتی۔ یہ اختیار نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زرہ فروخت کرنے کا حکم فرمایا۔حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوشی خوشی کاشانہ نبوت سے باہر تشریف لے آئے۔

زرہ کی فروخت:

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم پا کر اپنی زرہ لے کر بازار تشریف لے گئے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوگئی تو انہوں نے پوچھا کہ اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ بازار میں کیوں کھڑے ہیں۔آپ نے اپنا مقصد بیان کیا

تو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ زرہ چار سواسی (480) دراہم میں خرید کرلی۔ رقم حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ادا کردی اور پھر وہ زرہ بھی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہبہ کردی۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ رقم اور زرہ لے کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری بات عرض کردی۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعائے خیر فرمائی اور خوشی کا اظہار فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے آئے۔

نکاح کی تیاری:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے نزول کی کیفیت طاری ہوگئی جب وہ کیفیت ختم ہوئی تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام لے کر آئے تھے کہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا نکاح علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کردیا جائے۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ:

''جاؤ ابوبکر، عمر، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اور دوسرے مہاجرین اور انصار کو مسجد میں بلاؤ۔''

بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم مسجد میں تشریف لے آئے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا:

''اے گروہ مہاجرین وانصار مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا نکاح علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کردو۔ میں تمہارے سامنے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔''

جنگ بدر کے بعد رمضان المبارک ۲ ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کردیا۔ (مدارج النبوت ص ۶۲۷)

نکاح کا خطبہ:

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی لخت جگر حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء کی رضامندی حاصل کر چکے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ چار سو مثقال چاندی حق مہر کے عوض تمہارے ساتھ اپنی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا نکاح کر دیں۔ کیا تمہیں منظور ہے۔''

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت ادب سے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''مجھے منظور ہے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا: ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اپنی بیٹی فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا نکاح علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کر دیں۔ سوتم گواہ رہنا کہ یہ نکاح ہم نے چار سو مثقال (ڈیڑھ سو تولہ) چاندی کے عوض کر دیا۔ (نزہۃ المجالس ص ۲۲۵)

شادی کے گواہ مقرر کرنا سنت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ یہ بھی اُمت کی تعلیم کیلئے ہے کہ جب تم اپنے بچوں کی شادیاں کروتو اس پر گواہ مقرر کرلو۔ حالانکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے شادی کا گواہ مقرر کرنا ضروری نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم با اختیار ہیں انہیں اپنے قول وفعل کیلئے کسی گواہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ نبی علیہ السلام کا ہر قول وفعل اس کی اُمت کی تعلیم کیلئے ہوتا ہے۔ کہ وہ اس کی پیروی کریں۔ بعدازاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ نکاح ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''ہم شکر کرتے ہیں اس خداوند کریم کا جو اپنی نعمتوں کی وجہ سے ہر تعریف وتحسین کا حق دار ہے۔ اپنی قدرتوں کے باعث لائق پرستش ہے۔ اس کی سطوت وسلطنت ہر جگہ قائم ہے۔ زمینوں اور آسمانوں پر اس کا حکم جاری ہے۔ اس نے تمام مخلوقات کو اپنی قدرت سے پیدا فرمایا ہے اور پھر اپنے احکامات کے لئے ان کو ایک دوسرے سے علیحدہ فرما دیا۔ اور اپنے دین کے ذریعہ انہیں سرفراز کیا اور اپنے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعے ان کو عظمتیں عطا فرمائیں بلا شک وشبہ اس نے نکاح کو لازمی چیز

قرار دیا اور اس نے خود فرمایا ہے کہ:

''وہ جس نے پیدا کیا انسانوں کو پانی سے اور قائم کیا ان کے لئے رشتہ سسرال کا۔ پروردگار تیرا قدرت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہر کام قضا کے تحت کر دیا۔ اور اس کی قضا قدرت کی پابند ہے۔ ہر قضا مقدر اور ہر قدر کے لئے وقت مقرر ہے اور ہر وقت مقرر کے لئے کتاب یعنی لوح محفوظ ہے۔''

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ختم فرمایا تو تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے ایک ایک کر کے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مبارکباد دی پھر چھوہارے تقسیم کئے گئے۔ (سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از حافظ ناصر محمود ص ۸۳)

آسمانوں پر تقریب نکاح:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ابھی جبرائیل نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا نکاح فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے کر دیا ہے اور تیرے نکاح کی اس تقریب میں چالیس ہزار فرشتوں نے شرکت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کے درخت ''طوبیٰ'' کو حکم دیا ہے کہ وہ اسی خوشی کے

موقع پر یاقوت اور موتی نچھاور کرے۔

طوبیٰ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی ہے۔ جنت کی حوروں نے ان جواہرات سے طباق بھر لئے ہیں اور اب قیامت تک وہ ایک دوسرے کو ہدیہ پیش کرتی رہیں گی۔''

(ریاض النضرہ فی مناقب العشرۃ، شان بتول بزبان رسول ص ۱۳۶)

آسمانوں پر خطبہ نکاح:

آسمانوں پر خطبہ نکاح حضرت آدم علیہ السلام نے پڑھا اور پھر جنت کے ریشمی کپڑے کا ایک ٹکڑا جس پر نور کے ساتھ دو سطروں میں یہ نکاح نامہ لکھا ہوا تھا ہمیں پیش کیا ہے۔

آسمانوں پر سیدہ کا جہیز:

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جہیز میں جنت الفردوس کے تمام قطعات عطا کر دیئے ہیں اور حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف سے حق مہر کی صورت میں زمین کا پانچواں حصہ عطا فرما دیا ہے۔ (البتول از علامہ صائم چشتی ص ۱۰۲)

حق مہر حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی لخت جگر حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

''بیٹی میں نے تیرا نکاح اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کردیا ہے اوراس کیلئے حق مہر چار سوتولے چاندی مقرر کی ہے۔''

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نکاح قبول ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم حق مہر رہنے دیں۔''

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیال فرمایا کہ شاید چار سو تولے چاندی تھوڑی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تمہارا حق مہر چار سوتولے سونا کر دیتے ہیں۔''

لخت جگر نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نکاح قبول ہے۔حق مہر رہنے دیں۔''

حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''میں جنت کی ساری بہاریں فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے حق مہر میں عطا کرتا ہوں وہ اسے قبول کرے۔''

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی بہاریں بھی رہنے دیں مجھے صرف نکاح قبول ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا اور فرمایا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ''بیٹی سے ہی پوچھ لیں کہ وہ کیا حق مہر چاہتی ہے۔ہم وہی عطا کر دیتے ہیں۔''

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اپنی لخت جگر سے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے تمام سجدے قبول فرمالے اوران کے عوض میں اُمت محمدیہ کی بخشش فرمادے۔''

حضرت جبرائیل علیہ السلام اسی وقت ایک حریر کا کپڑا لے کر حاضر خدمت ہو گئے جس پر لکھا تھا:

''اللہ تعالیٰ نے شہزادیٔ کونین فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق مہر اُمت محمدیہ کی بخشش قرار دے دیا ہے۔''

حضرت سیدہ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ کپڑا محفوظ فرمالیا اور وصیت فرمائی کہ:

''یہ کپڑا میرے کفن میں رکھ دیا جائے میں یہ دکھا کر اللہ تعالیٰ سے ساری اُمت محمدیہ کو بخشوا لوں گی۔'' (جامع المعجزات ص ۲۴۷)

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اُمت محمدیہ پر یہ ایک عظیم اور منفرد احسان ہے کہ آپ نے اُمت کی بخشش کرادی ہے۔

حضرت سیدہ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جہیز مبارک

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پوری کائنات کے مالک و مختار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کی چابیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس اور قبضہ میں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ ہزاروں جاں نثار تمام ساز و سامان کے ساتھ دست بستہ حاضر تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت بلکہ پوری دنیا کے لئے توکل سادگی اور اہم ضرورت کا ایک نمونہ پیش کرنا تھا۔ پھر یہ کہ والیٔ کونین کی لخت جگر شہزادیٔ کونین ایسی کریم النفس، مستغنی مزاج، متوکل، قانع، عابدہ و زاہدہ کو اس دنیاوی چیزوں سے نہ کوئی رغبت تھی نہ کوئی ضرورت۔ تاہم پھر بھی جو ضروری سمجھا گیا وہ جہیز میں دیا گیا۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دیتا ہے اس میں سب سے بہتر عطیہ اچھی تعلیم و تربیت ہے۔'' اور اس ضمن میں حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اقوال، افعال، کردار، اخلاق غرض ہر طرح سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثال آپ تھیں۔

جہیز کی خریداری:

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زرہ فروخت کر کے جو

چار سو اسّی دراہم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک مٹھی مبارک بھر کر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دئے کہ وہ بیٹی کے لئے گھر کی ضروری چیزیں خرید کر لائیں۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ تریسٹھ (63) درہم تھے۔ حضرت سیدنا بلال اور حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ساتھ کر دیا کہ سامان وغیرہ اٹھا کر لانے میں آسانی ہو۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نباض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اتنی فہم وفراست رکھتے تھے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا مرضی اور خواہش ہوتی ہے۔ آپ نے بھی جہیز کی خریداری سے قبل یہ نہ پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا خرید کر لاؤں۔ اور جب خریداری کر کے آئے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی کوئی استفسار نہ فرمایا کہ یہ کیوں لائے اور وہ کیوں نہ لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخوشی اس خریداری کو شرف قبولت بخشا۔

فہرست جہیز:

جہیز میں جو چیزیں خرید کر شامل کی گئیں ان میں مورخین کا اکّا دکّا اختلاف ہے لیکن ان سب کو شامل کر لیا جائے تو جو فہرست سامنے آتی ہے وہ یوں ہے کہ:

۱ چمڑے کا گدا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ ایک عدد

۲	مصری کپڑے کا گدا جس میں اون بھری ہوئی تھی۔	ایک عدد
۳	تکئے جن میں سے ایک میں اون دوسرے میں کھجور کی چھال تھی۔	دو عدد
۴	خیبری چادر جو کرس نامی کپڑے کی بنی ہوئی تھی۔ دو پاٹ کی تھی۔ (دونوں پاٹ کھجور کی چھال سے سیئے ہوئے تھے)	ایک عدد

ایک روایت کے مطابق چار چمڑے کے تکئے جو طائف میں تیار ہوئے تھے اور ان میں اذخر گھاس بھری ہوئی تھی۔

۵	ریشمی چادر	ایک عدد
۶	چمڑے کا مشکیزہ یا چھاگل	ایک عدد
۷	مٹی کے گھڑے	دو عدد
۸	چکی	ایک عدد
۹	اونی پردہ	ایک عدد
۱۰	ایک چٹائی کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی	ایک عدد
۱۱	تانبے کا لوٹا	ایک عدد
۱۲	لکڑی کا پیالہ	ایک عدد
۱۳	تانبے کا بڑا پیالہ	ایک عدد
۱۴	نقری (چاندی) باوز بند	دو عدد

۱۵	گلاس	چار عدد
۱۶	کپڑوں کا جوڑا	ایک عدد
۱۷	اعلیٰ کپڑے کی قمیض	ایک عدد
۱۸	جائے نماز	ایک عدد

شہزادی کونین کا یہ کل جہیز تھا۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی:

نکاح کے بعد ساڑھے سات ماہ تک حضرت سیدہ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہی رہائش پذیر رہیں۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی رخصتی کا خیال شریف آیا تو حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ارادہ سے آگاہ فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ کوئی مکان کرائے پر حاصل کرلو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی لخت جگر کی شادی کر دینے کے بعد انہیں اپنے ہی دولت خانہ میں رکھنے کو پسند نہ فرمایا۔ اگرچہ بالقول داماد کو ''گھر جوائی'' رکھنے کی ممانعت نہیں فرمائی لیکن بالفعل اسے مناسب نہ سمجھا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد بالقول ہو یا عمل بالفعل ہو یہ ہمارے لئے حکم کا ہی درجہ رکھتا ہے۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مکان کرائے پر حاصل کرلیا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ

الزهراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سامان جہیز اس مکان میں منتقل فرما دیا۔ حضرت اُم سلمٰی اور حضرت اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما نے جا کر اس سامان کو قرینے سے سجا دیا۔

(فضائل چمنستان کرم از ڈاکٹر عبدامین مصری ص ۳۶۸)

ہر ملک وقوم کے اپنے رسم و رواج ہوتے ہیں۔ روایات ہوتی ہیں پنجاب میں جب دلہن کو رخصت کرتے ہیں تو اس کی رخصتی کے موقع پر دلہن کی سہیلیاں اور اس کی رشتہ دار خواتین مل کر روائتی لوک گیت گاتی ہیں۔ جن کا ایک مقصد تو دلہن کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور ان گیتوں میں رمزیہ طور پر یہ باور کرایا جاتا ہے کہ ہر بچی کو جب وہ سن بلوغت کو پہنچتی ہے اسے اپنے گھر سے سدھارنا ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ اپنے والدین سے بچھڑنے کا غم نہ کرے۔ مثال کے طور پر:

بابل دا ویہڑا چھڈ کے ہو کے مجبور چلی
گڈیاں پٹولے چھڈ کے ویراں تو دور چلی

جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حرم نبی میں داخل ہوئیں اس وقت تک حضرت سیدہ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابھی کنواری تھیں اگرچہ آپ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پانچ چھ برس بڑی تھیں۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بے حد

پیار اور محبت کرتی تھیں۔ سیدہ کی رخصتی پر اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو خوشی کے گیت گائے ان کی ایک جھلک یوں ہے:

یا نسوة استزن بِالمهاجر

وَ اذ کرن مالحسن فی المحاضر

اے خواتین اوڑھنیاں اوڑھ لو اور حاضرین کے شایان شان باتیں کرو۔

وَ اذ کرن رب الناس ادفعنا

بدینه مع کل عبد شاکر

اور پروردگار عالم کا ذکر کرو کیونکہ اس نے ہر شکر گزار بندے کو اپنے دین کی نعمت سے نوازا ہے۔

والحمد للّٰه علی افضاله

والشکر للّٰه العزیز القادر

اللہ تعالیٰ کے لئے ہی حمد وثنا ہے اس کے احسانات کی وجہ سے اور شکر گزاری، اسی قادر غالب ہستی کے لئے ہے۔

سرن بها فا الله اعطی ذکرها

وحصها منه بطهر طاهر

اس محترمہ کے ساتھ چلو جس کے ذکر کو اللہ تعالیٰ نے بلند کر دیا اور جسے حقیقی پاکیزگی بخشی۔ (عظمت شہزادیٔ کونین ص ۳۰۹)

(۲)......اُم المومنین حضرت اُم سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خوشی کا اظہار

فرماتے ہوئے فرمایا:

سرن بعون اللّٰہ جاراتی
و اذکرن فی کل حالات

ہماری سہیلیاں اللہ تعالیٰ کی راہ کی مدد سے روانہ ہوں اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتی ہیں۔

و اذکرن ما انعم رب العلیٰ
من کشف مکروہ و آفات

اللہ تعالیٰ کے ان انعامات کو یاد کرو کہ اس نے ہمیں تکالیف و مصائب سے بچالیا۔

قد ھذا نا بعد کفر و قد
الغشنا رب السمٰوات

اس نے ہمیں کفر سے نکال کر ہدایت دکھائی ۔آسمانوں کے مالک نے ہمیں اونچا مرتبہ دیا۔

وَسرن مع خیر نساء الوریٰ
تفدی بعمات و خالات

ہماری سہیلیاں بہترین خواتین عالم کے ساتھ روانہ ہوں جن پر پھوپھیاں اور خالائیں قربان ہورہی ہیں۔

یا بنت من فضلہ ذو العلی
بالومی منہ والرسالات

اے اس کی صاحبزادی جسے اللہ تعالیٰ نے وحی و رسالت سے سرفراز فرمایا۔

(۳)......اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خوشی کا یوں اظہار فرمایا۔

فاطمہ خیر نساء البشر

و من لها وجه کوجه القمره

فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہترین خاتون ہیں جن کا چہرہ چاند کی طرح روشن ہے۔

فضلک اللّٰہ علی ذی الوریٰ

بفضل من حص بامی الزبر

اللہ تعالیٰ نے آپ کو سارے جہان پر وہ فضیلت بخشی ہے جس کا ذکر قرآنی آیات میں بھی آیا ہے۔

زوجک اللّٰہ فی فاضلاً

اعنی علیا خیر من فی الخضر

اللہ تعالیٰ نے آپ کی شادی اس فاضل نوجوان سے کی ہے جس کا نام علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے اور جو ایک بہترین انسان ہے۔

وَسرن جا راتی ها انفا

کریمة بنت عظیم الخطر

اب میری سہیلیاں اس محترمہ کے ساتھ چلیں کیونکہ وہ بڑی شان والوں کی نظر میں بھی سرمایۂ ناز ہیں۔

یہ اُمہات المومنین کی حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے محبت، پیار اور انس کا اظہار ہے۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روانگی:

ذوالحجہ ۲ ہجری نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبدالمطلب کی خواتین، ازواج المطہرات ومہاجرین اور انصار کی خواتین کو بلا کر فرمایا:

''ہماری صاحبزادی کا دل بہلانے اور ان کو اعزاز کے ساتھ اپنے گھر پہنچانے کے لئے ان کے ساتھ ساتھ تکبیر وتحمید، تسبیح وتہلیل کہتی ہوئی چلیں لیکن کوئی ایسا کلمہ نہ بولیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف ہو۔''

شہزادی خواتین کے جھرمٹ میں عروسی کا جوڑا پہنے ہوئے تشریف لے جارہی ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ خود بھی از راہ محبت ساتھ ہی تشریف لے جارہے ہیں۔ بہت کیف آور اور سرور انگیز منظر ہے۔ اتنے میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی آواز سماعت فرمائی پھر آپ نے دیکھا کہ اس پرنور ''جلوس'' کے ایک طرف حضرت جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ تکبیر پڑھتے ہوئے جارہے ہیں اور دوسری طرف حضرت میکائیل علیہ السلام ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ تکبیر کہتے ہوئے جارہے ہیں اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہورہی ہیں۔ (نزہۃ المجالس ج۲ ص۲۲۶)

ایک روایت میں ہے کہ رخصتی کے جلوس میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ''الشہب'' نامی اونٹنی پر سوار تھیں جس کے ساربان حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ازواج المطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن جلوس کے آگے آگے تھیں۔ بنی ہاشم ننگی تلواریں لئے جلوس کے ساتھ تھے۔ مسجد کا طواف کرنے کے بعد حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے گھر میں اتارا گیا۔ (الصواعق المحرقہ)

اس وقار وعزت، شان وعظمت کے ساتھ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے والد ذی شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت خانہ سے اپنے شوہر نامدار حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں تشریف لے آتی ہیں۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۴)

ایک روایت ہے کہ جب حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی ہوئی تو حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نئی دلہن کو ایک خدمت گزار عورت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرمائیں تو میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ چلی جاؤں۔''

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی اس درخواست کو پسند فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور انہیں اجازت فرمادی۔ حضرت اُم سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی

اس سنت پر مسلمان آج تک عمل کر رہے ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک کرتے رہیں گے کہ جب کسی کی بیٹی شادی کے وقت اپنے گھر جاتی ہے تو اس کے ساتھ ایک عورت کو بھیج دیتے ہیں تا کہ بیٹی کو سسرال کے گھر میں اجنبیت محسوس نہ ہو۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنی لختِ جگر کو نصیحت فرمانا:

پھر اسی شام عشاء کی نماز کے بعد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی لختِ جگر کے ہاں تشریف لے گئے۔ دروازہ پر دستک فرمائی۔ حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دروازہ کھولا جو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ہی آپ کے گھر میں رہ گئی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اب ان کو اجازت عطا فرما دی۔

شہزادی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال میں کھڑی ہوگئیں سلام عرض کیا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سینہ مبارک سے لگا کر پیار کیا۔ پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر تشریف فرما ہو گئے۔ اپنی دائیں طرف حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اور اپنی بائیں طرف حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بٹھالیا۔ ان کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

''بیٹی میں نے تیرا نکاح دنیا کے سب سے بہتر شخص کے ساتھ کیا

ہے۔تیرا شوہر میرے تمام خاندان سے بہترین شخص ہے۔تیرا شوہر دنیا و آخرت کا سردار ہے یہ میرے اصحاب میں از روئے اسلام مقدم، از روئے علم، اکبر اور از روئے علم اعظم ہے۔

میری پیاری بیٹی خدا نے دو اشخاص کو مخصوص فرمایا ہے ایک تیرے باپ کو اور ایک تیرے شوہر کو۔لہٰذا اپنے شوہر کی فرمانبرداری اور اطاعت میں فرق نہ آنے دینا۔''

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیحت فرمانا:

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''علی! تجھے مبارک ہو کہ تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی اور دنیا کی بہترین عورت کے شوہر ہو۔

علی! فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میرے جگر کا ٹکڑا ہے اس کے ساتھ محبت والفت سے پیش آنا۔اس کی دلداری کرنا اور اسے ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کرنا۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں سے فرمایا:

''میں تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں۔'' (معارج النبوت ج۴ص۱۴۱)

پھر آپ نے پانی کا ایک پیالہ منگوا کر اس پر دم کیا۔اس میں کچھ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سینہ مبارک پر اور کچھ حضرت

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھوں کے درمیان چھڑک دیا۔ باقی پانی پی لینے کا حکم فرمایا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کاشانہ میں تشریف لے آئے۔

رات کو مدینہ شریف کی بچیاں اکٹھی ہو کر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس دف بجا بجا کر خوشی کے تازیانے گاتی رہیں۔

ضروری اشیاء کی خریداری:

جہیز خرید کرنے کے بعد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو باقی دراہم بچ رہے تھے ان میں سے کچھ حضرت اُم سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عطا کئے کہ جو عورتوں کے لئے ضروری چیزیں ہوتی ہیں وہ خرید کر لے آئیں۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ بازار سے خوشبو جات خرید لائیں۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد الیاس عادل ص ۷۱)

دعوت ولیمہ:

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شادی کے لئے ولیمہ بھی ضروری ہے۔''

نبی کریم علیہ کریم الصلوٰۃ والسلام نے جو دراہم بچ رہے تھے ان میں سے دس (10) دراہم حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائے اور حکم دیا کہ ولیمہ کی دعوت کے لئے چھوہارے اور پنیر وغیرہ خرید

کر لے آ ؤ۔حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بازار گیا۔ پانچ درہم کا گھی، چار درہم کے چھوہارے اور ایک درہم کا پنیر خریدا۔ یہ سب چیزیں لا کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پیش کر دیں۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از حافظ ناصر محمود ص ۸۷)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چمڑے کا دستر خوان طلب فرمایا۔ ان تمام چیزوں کو ملا کر ''حلیس'' کا کھانا تیار کروایا۔ کھانے پر رومال دے دیا۔ پھر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ باہر جاؤ اور جو بھی ملے اسے دعوت طعام دے دو۔ بہت سارے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم تشریف لے آئے۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کھانا تھوڑا ہے اور کھانے والے زیادہ ہیں تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جیسے میرے دل کی بات بوجھ لی ہو فرمایا گھبراؤ نہیں۔ دس دس آدمیوں کو بٹھا کر کھانا کھلاتے جاؤ۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔سینکڑوں مرد و خواتین نے وہ کھانا سیر شکم ہو کر کھایا لیکن طعام میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد الیاس عادل ص ۷۱)

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹی کا پیالہ طلب فرمایا

اور اسے ''حلیس'' سے بھر کر فرمایا کہ یہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لئے ہے۔

پھر آپ نے ازواج المطہرات کو بھی کھانا کھلایا۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از حافظ ناصر محمود ص ۸۷)

بعض روایات کے مطابق حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مینڈھا پیش کیا تھا اور چند صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے کچھ خورد ونوش کی چیزیں مہیا کی تھیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت اور خلوص کے پیش نظر ان روایات کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

شادی کے وقت عمر مبارک:

جس طرح سے تاریخ ولادت میں مورخین کا اختلاف ہے اسی طرح سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کے وقت عمر میں اختلاف ہے لیکن زیادہ مستند روایات کے مطابق حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک شادی کے وقت پندرہ سال پانچ ماہ اور پندرہ دن تھی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک اکیس سال پانچ ماہ تھی۔ (الصواعق المحرقہ ص ۱۷۳)

رہائش گاہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ اور اکثر و بیشتر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں

تشریف لے جایا کرتے تھے۔ یہ اپنی لخت جگر سے محبت اور پیار تھا۔لیکن جہاں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی سکونت کے لئے مکان کرایہ پر حاصل کیا تھا وہ کاشانۂ نبوت سے ذرا فاصلے پر تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روزانہ وہاں تشریف لے جانا ذرا دشوار تھا۔ چنانچہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ہی ایک روز فرمایا:

''بیٹی تمہارا گھر دور ہونے کی وجہ سے مجھے آنے جانے میں ذرا پریشانی ہوتی ہے۔ وقت بھی زیادہ لگتا ہے پھر یہ کہ دن میں ایک سے زائد مرتبہ تمہاری ملاقات نہیں ہوسکتی اگر میرے قرب و جوار میں کوئی مکان تمہیں مل جائے تو میرے لئے آسانی کا باعث بن جائے گا۔''

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ جیسے ان کے دل کی بات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان اقدس پر آ گئی ہو۔ آپ نے عرض کر دیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت خانہ سے متصل مکان حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اگر وہ اپنا یہ مکان ہمیں دے دیں تو بہت خوب رہے گا۔''

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''بیٹی تیری تجویز تو خوب ہے لیکن حارثہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تو پہلے ہی مہاجرین کی آبادکاری کے لئے اپنی بہت جائیداد اور

مکانات ان کے لئے وقف کر دیئے ہیں اب مزید انہیں کچھ کہنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔''

حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر مل گئی کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارادہ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے قرب و جوار میں مکان لے کر دینے کا ہے وہ خود ہی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والدین آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان۔ مجھے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لخت جگر کو اپنے قریب والے مکان میں لانا چاہتے ہیں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کے ساتھ والا اپنا مکان آج ہی خالی کئے دیتا ہوں۔

خدا کی قسم جو کچھ بھی مجھ سے لیں گے اس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنا میرے لئے باعث صد افتخار ہو گا بہ نسبت اس کے کہ وہ میرے پاس رہیں۔ میرا سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ہے۔ میں بہت خوش ہوتا ہوں جب میری کوئی چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف میں آتی ہے۔''

چنانچہ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا مکان خالی کر دیا اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زوجہ محترمہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ اس مکان میں منتقل ہو گئے۔

(طبقات ابن سعد ج اوّل ص ۱۴۵)

سہاگ رات میں دونوں میاں بیوی آپس میں محبت و پیار کی گفتگو کرنے لگے جب کافی اندھیرا چھا گیا تو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا رونے لگیں تو حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پریشان ہوئے اور فرمایا:

''اے تمام عورتوں کی سردار کیا آپ اس سے خوش نہیں ہیں کہ میں آپ کا شوہر ہوں اوراپ میری زوجہ ہیں۔''

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

''میں خوش کیوں نہ ہوں گی۔آپ میری رضا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہیں۔ میں تو یہ سوچ رہی ہوں کہ جب میری عمر بہت ہو جائے گی اور مجھے قبر میں داخل کر دیا جائے گا۔آج میرا عزت وفخر کے بستر میں داخل ہونا کل قبر میں داخل ہونے کی مانند ہے لہٰذا آج رات ہم اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑے ہوکر عبادت کریں گے کہ وہ عبادت کے لائق ہے۔''

دونوں نے بستر چھوڑا اوراپنے رب کی عبادت میں مصروف ہو گئے۔ تین روز اسی طرح سے گزر گئے ۔ ساری رات عبادت اور دن کو روزہ سے رہتے۔ چوتھے روز حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام بھیجتا ہے اورارشادفرماتا ہے:

''علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے تین دن سے نیند اور بستر کو ترک کر رکھا ہے۔ وہ عبادت اور روزوں میں مصروف ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس جاؤ اور ان سے فرماؤ کہ اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر کر رہا ہے اور تم دونوں قیامت کے دن گنہگاروں کی شفاعت کرو گے۔''

(الروض الفائق ص ۲۷۸، سیرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از ذوالقرنین عطاری المدنی ص ۵۸)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی لخت جگر کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا:

''اے میری بیٹی تو نے اپنے شوہر کو کیسا پایا''

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

''وہ بہترین شوہر ہیں۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''اپنی زوجہ سے نرمی سے پیش آنا، بے شک فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ جو چیز اسے دکھ دے گی مجھے بھی دکھ دے گی جو اسے خوش کرے گی مجھے بھی خوش کرے گی میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ تم دونوں کو اس کی حفاظت میں دیتا ہوں اس نے تم سے ناپاکی دور کر دی اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دیا۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو نصیحتیں فرمائیں اور واپس تشریف لے آئے۔

جنگ احد اور حضرت سیدہ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

سات شوال تین ہجری معرکہ احد واقع ہوا۔ یہاں اس جنگ کی تفصیل لکھنے کی گنجائش نہیں صرف اپنے مضمون کی نسبت سے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اس جنگ میں حصہ اور کردار پر ہی اکتفا کیا جائے گا۔

چند لمحوں کے لئے جنگ کا نقشہ بدل گیا تھا جب خالد بن ولید نے عقبی جانب سے مسلمانوں پر اچانک حملہ کر دیا تھا جس کے باعث مسلمانوں میں سراسیمگی پھیل گئی تھی۔ اور وقتی طور پر فتح شکست میں بدلتی نظر آ رہی تھی۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام شدید زخمی ہو گئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خبر جب فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ملی اور آپ سخت بے قرار اور بے چین ہو گئیں۔ آپ باپردہ ہو کر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دوسری چند ہمراہیوں کے ساتھ احد کی طرف روانہ ہو گئیں۔ میدان جنگ میں پہنچ کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو گئیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور سے ابھی تک خون مبارک جاری تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار اپنے کپڑے مبارک سے خون کو جذب

کرر ہے تھے کہ خون مبارک کا کوئی قطرہ زمین پر نہ گر جائے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''اگر میرے خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر گر گیا تو اہل زمین پر آسمان سے عذاب نازل ہو جائے گا جو اہل زمین کو ہلاک کر دے گا اور زمین سے ایک تنکا بھی گھاس کا نہ اگے گا۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی:

اَللّٰهُمَّ غْفِرْلِقَوْمِ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ.

''اے اللہ میری قوم کو بخش دے بے شک وہ نہیں جانتے۔''

(مدارج النبوت ج۲ص۱۸۴)

عقبہ بن ابی وقاص نے جو پتھر مارا وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لب مبارکہ پر لگا جس سے لب مبارکہ سے خون جاری ہو گیا اور اگلے دندان مبارکہ ایک طرف سے شکستہ ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون تھم نہیں رہا تھا تو حضرت مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا منہ زخم پر رکھ دیا اور خون مبارک کو چوسنے لگے اور نگلنے لگے کہ کسی طرح سے خون مبارک تھم جائے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو میرے خون کو اپنے جسم میں داخل کرے گا اس تک جہنم کی آگ نہیں پہنچے گی۔'' (مدارج النبوت ج۲ص۱۸۴)

روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء

رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچیں تو حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں پہلے سے موجود تھے۔ اب یہ دونوں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور پر ٹھنڈا پانی ڈال رہے تھے لیکن خون مبارک تھم نہیں رہا تھا۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک کپڑے کو جلا کر اس کی راکھ بنائی۔ پھر اس راکھ کو زخم مبارک پر رکھا جس سے خون مبارک تھم گیا اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ذرا تسلی ہوئی۔

مفسرین لکھتے ہیں کہ بعد میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے زخموں کا علاج بوسیدہ ہڈیوں سے کیا جس سے زخم کے نشان بھی باقی نہ رہے اور چہرہ انور بھی صاف ہو گیا۔ (مدارج النبوت ج ۲ ص ۱۸۴)

معلوم ہوا کہ جلے ہوئے کپڑے کی راکھ بھرنے سے بہتا ہوا خون بند ہو جاتا ہے۔ یہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایجاد کردہ مجرب نسخہ ہے اور آپ کی طبی صلاحیتوں کی نشان دہی کرتا ہے۔ (مدارج النبوت ج ۲ ص ۸۲۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی تلوار مبارک عطا فرمائی اور فرمایا:

''بیٹی میری اس تلوار کو بھی صاف کر دیں۔''

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خون آلود تلوار مبارک کو بھی صاف پانی سے دھو کر صاف کر دیا اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کر دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آلات حرب کی صفائی کرنا بھی ایک اعزاز ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر کے حصہ میں آیا۔

(طبری ج اوّل ص109)

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فی القرآن

قرآن مجید کی متعدد آیات مبارکہ میں اہل بیت کے فضائل و مناقب بیان ہوئے ہیں۔ اہل بیت میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج المطہرات اور آل اولاد بھی شامل ہے۔

(تفسیر نور العرفان از مفتی احمد یار خاں نعیمی ص ۸۲۹)

(۱)..... اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا. (الاحزاب ۳۳)

''اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپا کی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے''۔

حضرت اُم المؤمنین حضرت اُم سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ آیت مبارک میرے گھر میں نازل ہوئی تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا اوران سب کو اپنی کملی مبارک میں چھپالیا اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔

''یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ ان سے ہر قسم کی آلودگی کو دور کر کے انہیں خوب پاکیزہ فرمادے''۔

(مسلم شریف، تفسیر در منشور از علامہ جلال الدین سیوطی ج ۵ ص ۱۹۹)

(i).....حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام روزانہ فجر کی نماز کے لئے نکلتے تو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر پر آواز دیتے کہ السلام علیکم یا اہل بیت اٹھئے نماز پڑھئے اور پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرماتے۔(ترمذی شریف)

(ii).....حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد چالیس روز تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ فجر کی نماز کے لئے جاتے ہوئے حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دروازہ پر آکر فرمایا کرتے تھے۔اے اہلِ بیت تم پر سلام ہو۔اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔نماز پڑھو اور پھر یہی آیت مبارکہ تلاوت فرمایا کرتے تھے۔(ترمذی شریف)

(iii).....حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سات ماہ تک (ایک روایت میں آٹھ ماہ) حضرت سیدہ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دروازہ پر سلام فرمانے کے بعد یہ آیت مبارکہ تلاوت فرماتے رہے۔

(اشرف المؤبد از علامہ نبہانی ۱۲)

(iv).....حضرت امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں مختلف اسناد کے ساتھ پندرہ روایات نقل فرمائی ہیں کہ جن سے ثابت کیا گیا ہے کہ یہ

آیت تطہیر پانچ نفوس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں نازل ہوئی۔ اہلِ بیت سے مراد یہی نفوس قدسیہ ہیں۔

(۲)..... فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَ اَبْنَآءَ كُمْ وَ نِسَآءَ وَ نِسَآءَ كُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ

(آل عمران ۶۱)

''تو ان سے فرمادو آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں''۔

کسی ایک مسئلہ پر دو مخالف نظریات رکھنے والے لوگ اپنے اپنے دلائل پیش کرتے ہیں اور بحث و تمحیض کے بعد اسی مسئلہ کے حل کے لئے کوئی حتمی نتیجہ اخذ کرتے ہیں اسے مناظرہ کہا جاتا ہے۔ اگر مناظرہ سے مسئلہ کا کوئی حل نہ نکل سکے تو اس سے اگلا درجہ مباہلہ کا ہے۔

دو مخالف دین کے حامل لوگ ایک دوسرے کیلئے بددعا کرتے ہیں جھوٹے پر اللہ کی لعنت ڈالتے ہیں پھر جو ان میں جھوٹا ہوتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے اور اس کا بیڑہ غرق ہو جاتا ہے۔ اسے مباہلہ کہا جاتا ہے۔

دس ہجری میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف ممالک کے سربراہان کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے نامہ مبارک ارسال فرمائے تھے۔ ایسا ہی ایک نامہ مبارک نجران کے نصاریٰ کو بھی تحریر فرمایا تھا۔ نجران کے عیسائیوں نے مشورہ کر کے اپنی قوم کے قابل اور دانشور چودہ افراد کو منتخب کر کے مدینہ منورہ بھیجا تا کہ وہ نبی کرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے متعلق پوری تحقیقات کر کے اطلاع بہم پہنچائیں تو اس پر غور وفکر کر کے اسلام کی دعوت کو قبول کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کر سکیں۔

اس وفد کا سردار عبدالمسیح تھا جس کا لقب ''عاقب تھا۔ یہ بنی کندہ سے تھا۔ یہ بڑا ہوشیار، دانا اور صائب الرائے مانا جاتا تھا۔ یہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو خدا مانتا تھا۔ دوسرا ''ایہم'' نامی آزمودہ کار اور ان کے سیاہ وسفید کا مالک تھا اور یہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا سمجھتا تھا۔ اور تیسرا ''ابوحارثہ بن علقمہ'' جو اسقف اعظم اور محکمہ تعلیم کا افسر اعلیٰ تھا۔ یہ تین خداؤں کو مانتا تھا۔

اس وفد کے تمام افراد نے سونے کی انگوٹھیاں اور لمبے لمبے نہایت قیمتی اور ریشمی لباس پہنے ہوئے تھے کہ جن کے پلو زمین پر گھسیٹ رہے تھے۔ جب یہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز عصر پڑھ کر ابھی مسجد نبوی میں ہی تشریف فرما تھے۔ انہوں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نہ کوئی جواب

دیا نہ انہیں خوش آمدید فرمایا۔ لیکن وہ لوگ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایسے سلوک کی توقع نہ رکھتے تھے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر مشرق کی طرف منہ کر کے اپنی نماز پڑھی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر گفتگو کرنے کی کوشش کی لیکن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی کسی بات کا جواب نہ دیا۔ وہ حیران ہوئے اور مایوس ہو کر مسجد نبوی سے باہر نکل گئے۔

مسجد نبوی سے باہر ان کی ملاقات حضرت سیدنا عثمان غنی اور حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہوگئی۔ تاجر پیشہ ہونے کی وجہ سے وہ ان کو جانتے تھے اور ان سے ملاقات رہتی تھی تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق شکایت کی۔ خود ہی خط لکھ کر ہمیں بلایا ہے اب ہم سے بات بھی نہیں کرتے۔ اتفاق سے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ادھر آ نکلے۔ آپ نے ان کی ''شکایت'' سنی تو فرمایا۔

''اپنی شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ کے لباس اتار دو۔ سونے کی انگوٹھیاں بھی اتار دو۔ نہایت سادہ لباس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرو''۔

اگلی صبح وفد کے لوگوں نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے اور مشورہ کے مطابق لباس زیب تن کئے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے سلام عرض کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور خوش آمدید فرمایا ان کی خاطر تواضع کی اور

ان سے گفتگو کا آغاز فرمایا۔

(۱).....عبدالمسیح نے قرآن مجید سے استدلال پیش کرتے ہوئے عرض کیا۔

''مسیح علیہ السلام مردے زندہ کرتے تھے۔ ناقابل علاج بیماروں کو شفاعطا کردیتے تھے۔غیب کی خبریں دیتے تھے۔مٹی کا پرندہ بنا کر اس میں روح پھونک کر اسے زندہ کرکے اڑادیتے تھے۔اندھوں کو بینا کردیتے تھے۔ اگر وہ خدا نہ تھے تو انہیں یہ خدائی قدرتیں کیسے حاصل ہوگئیں۔ اگر وہ خود خدا نہ تھے تو یہ طاقتیں کس نے ان کو عطا کیں''۔

(۲).....ایہم نے عرض کیا کہ

''حضرت سیدنا عیسی علیہ السلام نے پنگھوڑے میں کلام کیا تھا جو بنی آدم میں سے کسی نے نہیں کیا۔لہٰذا وہ ضرور اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ طاقت دی''۔

(۳).....ابو حارثہ نے عرض کیا:

''اگر خدا واحد ہوتا تو وہ صیغہ واحد میں بات کرتا۔جب قرآن میں ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ جیسے خَلَقْنَا ''ہم نے پیدا کیا''۔ اَنْزَلْنَا ''ہم نے نازل کیا''۔لہٰذا خدا ایک واحد ذات نہیں ہے بلکہ یہ کم از کم تین ہیں کیونکہ عربی میں جمع کا صیغہ تین سے شروع ہوتا ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی باتیں سماعت فرمائیں اور

ان کو ایمان اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی ایمان قبول کر چکے ہیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

''تمہارا یہ ایمان اسلام قبول نہیں کیونکہ تم اللہ تعالیٰ کی اولاد مانتے ہو جبکہ اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے۔ تم صلیب کی پوجا کرتے ہو یہ شرک ہے۔ خنزیر کھاتے ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے''۔

کافی بحث تمحیض کے بعد بھی وہ لوگ جب نہ مانے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام سورت آل عمران کی آیات ۵۹ تا ۶۱ لے کر حاضر خدمت ہو گئے عرض کیا۔

''عیسیٰ کی کہاوت اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدم کی طرح ہے۔ اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ''ہو جا'' وہ فوراً ہو جاتا ہے۔ اے سننے والے یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے۔ تو شک والوں میں نہ ہونا۔ پھر اے محبوب جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم آ چکا تو ان سے فرما دو آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں۔ اپنی جانیں اور تمہاری جانیں۔ پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں''۔

''نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیات مبارکہ پڑھ کر عیسائیوں کو سنا دیں اور فرمایا اسلام قبول کر لو ورنہ مباہلہ کے لئے تیار ہو جاؤ''۔

عیسائیوں نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں آج ایک روز

کے لئے مہلت دیں تاکہ ہم اس پر غور وفکر کرلیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت فرمادی تو وہ چلے گئے۔انہوں نے باہم مشورہ کیا۔ ان کے سردار عبدالمسیح نے ان سے کہا۔

''خدا کی قسم تم یہ جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم،اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ ہمارے نبی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے متعلق واضح اور روشن دلیل دی ہے۔تم ان کے ساتھ مباہلہ نہ کرو۔خدا کی قسم جس قوم نے بھی کسی نبی علیہ السلام کے ساتھ مباہلہ کیا ہے وہ ہلاک ہوئی ہے۔ اگرتم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مباہلہ کروگے تو ہلاکت سے نہیں بچ سکو گے۔اگرتم اپنے دین پر ہی قائم رہنا چاہتے ہوتو پھر ان کے ساتھ مصالحت کر لو۔جزیہ دینا قبول کرلواور اپنے وطن واپس چلے جاؤ۔اگلے روز نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انگلی پکڑلی۔حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گود میں اٹھایا۔حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کملی کے پلو کو تھام لیا۔حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چادر مبارک کا کونہ پکڑلیا اور یہ نورانی قافلہ مباہلہ کی غرض سے روانہ ہوا۔نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

''جب ہم دعا مانگیں تم سب مل کر آمین کہتے رہنا''۔

(تفسیر کبیر ج۲ص۷۰۰اور دیگر)

ابو حارثہ جوان کا اسقف اعظم تھا نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کو یوں تشریف لاتے ہوئے دیکھا تو وہ بول اٹھا۔

''اے گروہ نصاریٰ میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ اللہ سے سوال کردیں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو وہ یقیناً ٹل جائے گا۔ ان کے ساتھ مباہلہ ہرگز نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور دنیا میں کوئی عیسائی باقی نہیں بچے گا۔ (معارج النبوت ج۳ ص۲۵۰ و دیگر)

چنانچہ عیسائیوں نے مباہلہ سے معذرت کرلی۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ اہل نجران کی تباہی یقینی تھی۔ اگر ہم ان پر لعنت کردیتے تو ان کی صورتیں مسخ ہو جاتیں وہ بندر اور سور بن جاتے۔ ان کے شہروں پر آگ برستی۔ اہل نجران جل کر راکھ ہو جاتے حتیٰ کہ پرندے اور درخت بھی جل جاتے اور تمام عیسائی ہلاک ہو جاتے۔ (نور الابصار ص۱۱۱ و دیگر)

عیسائیوں نے عرض کیا کہ ہم آپ سے مباہلہ نہیں کرتے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''پھر اسلام قبول کرلو''۔

عیسائیوں نے عرض کیا کہ

''یہ بھی ہمیں منظور نہیں ہے''۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''پھر جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ''۔

عیسائی بولے کہ ہم میں اتنی طاقت نہیں کہ ہم عربوں کے ساتھ جنگ کرسکیں۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مصالحت کرتے ہیں۔

''ہم ہر سال دو ہزار جوڑے دیں گے۔ ایک ہزار جوڑے صفر میں اور ایک ہزار جوڑے رجب میں دیں گے۔ ہر جوڑے کی مالیت چالیس درہم ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو قاصد ہمارے ملک سے گزریں گے ان کی مہمان داری بھی کریں لیکن شرط یہ ہوگی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے دین پر رہنے دیں۔ اپنی حفاظت اور ذمہ داری میں لے لیں۔ ہمارے ساتھ جنگ نہ کریں''۔

ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم تیس اونٹ تیس گھوڑے، تیس نیزے اور تیس زرہ بھی دیں گے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ پھر صلح نامہ تحریر کیا گیا اور مقتدر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے اس پر دستخط کئے۔

(۳).....قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى ؕ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ. (شوریٰ ۲۳)

''تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت

کی محبت، اور جو نیک کام کرے ہم اس کے لئے اس میں اور خوبی بڑھائیں۔ بے شک اللہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے''۔

جب انصار نے دیکھا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خرچ اخراجات اور مصارف زیادہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مال میں کمی ہے تو انہوں نے بہت سا مال جمع کیا اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا کہ

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ہمیں ایمان ملا، قرآن ملا، رحمٰن ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصارف زیادہ ہیں۔ ہم یہ حقیر سا تحفہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے قبول فرمائیں اور اپنے مصرف میں لائیں''۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیت مبارکہ لے کر حاضر ہو گئے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ سارا مال واپس کر دیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو یہ آیت مبارکہ تلاوت کر کے سنائی اور انہیں مطمئن کر دیا۔ (نور العرفان از مفتی احمد یار خاں نعیمی ص۸۴۴)

آیت مبارکہ میں نیک کام سے مراد محبت آل رسول ہے۔ جو آلِ رسول سے محبت کرے گا ہم اسے اور زیادہ نیک اعمال کرنے کی توفیق دیں گے اور ایسے ایسے کاموں کی توفیق بخشیں گے جو انسانی طاقت سے باہر ہوں گے۔ (نور العرفان ص۵۸۴)

(i).....حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کون اقرباءلوگ ہیں جن سے مودّت رکھنا ہمارے لئے فرض قرار دیا گیا ہے''۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)۔

حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد گرامی تقریباً تمام تفاسیر کی کتب میں موجود ہے۔اہل بیت کی محبت تمام مسلمانوں پر فرض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے یہ آیت مبارک نازل فرمائی ہے۔

(مواہب الدنیا ص۴۳۳ اور دیگر)

(ii).....حضرت علامہ نبہانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف الشّرف المو بد میں اس آیت مبارکہ کہ تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا۔

جب اہل بیت کا لٹا پٹا قافلہ یزید کے شیطانی دربار میں پہنچا تو ایک یزیدی شیطان نے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا۔

''خدا کا شکر ہے جس نے تمہیں قتل کیا اور تمہارا استیصال کر کے اس زمانے کے فتنے کو ختم کیا''۔

اس کی یہ خرافات سن کر حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے فرمایا ''کیا تم قرآن پڑھتے ہو''۔

کہنے لگا کہ ''پڑھتا ہوں''۔

آپ نے یہ آیت مبارک ''مودّۃ'' تلاوت فرمائی اور پوچھا کہ کیا یہ بھی تم نے پڑھا ہے۔

کہنے لگا ''تو کیا آیت مبارکہ تمہارے حق میں نازل ہوئی ہے''۔

آپ نے فرمایا کہ

''ہاں بے شک ہم ہی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقرباء میں سے ہیں''۔(خصائص الکبریٰ ج۳ ص۱۴۰۔الشرف المؤبد ص۱۵۰)

(iii).....نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ مجھ سے محبت نہ کرے اور مجھ سے محبت کا دعویٰ خام ہے جب تک ہماری اہل بیت وعترت اور قریبیوں سے محبت نہ کرے''۔(الصوعق المحرقہ ص۱۴۵)

(v).....نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا

''کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک ہمیں اپنی جان سے محبوب نہ رکھے۔ ہماری عزت کو اپنی عزت سے۔ ہمارے اہلِ بیت کو اپنے اہل بیت سے محبوب نہ رکھے اور ہماری ذات کو اپنی ذات سے محبوب نہ سمجھے۔

(الصواعق المحرقہ ص۱۷۲)

(v).....نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

’’خدا کی قسم انسان کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل ہی نہیں ہوسکتا جب تک میرے قریبیوں سے محبت نہ کرے۔

(الصواعق المحر قہ ص۲۴۰)

(vi).....نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا۔

’’میری آل پاک کی محبت تم پرلازم اورواجب قراردے دی گئی ہے‘‘۔

(vii).....نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشادفرمایا۔

’’ہماری شفاعت اور جنت الفردوس میں داخلے کا انحصار اس بات پرہے کہ تم ہماری اہل بیت سے محبت ومودت کرو۔

(viii).....نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

’’مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر اہل بیت کے بارے میں ہماراحق نہیں پہچانو گے تو تمہارا کوئی عمل تمہیں نفع نہیں دے گا‘‘(الصواعق المحر قہ ص۱۷۳۔اشرف المویدص۱۵۲)

(ix).....نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشادفرمایا

☆جوحبِ آل محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) میں مرا..... وہ مغفور مرا

☆جوحبِ آل محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) میں مرا..... وہ تائب کی موت مرا

☆جوحبِ آل محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) میں مرا..... وہ مومن ہونے کی حالت میں مرا

☆جو حبِ آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں مرا.....	وہ شہید مرا
☆جو حبِ آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں مرا.....	کامل ایمان سے مرا
☆جو حبِ آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں مرا.....	اسے ملک الموت اور نکیرین جنت کی خوشخبری دے گے۔
☆جو حبِ آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں مرا.....	وہ جنت میں ایسے جائے گا جیسے دلہن اپنے خاوند کے گھر جاتی ہے۔
☆جو حبِ آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں مرا.....	قبر میں اس کیلئے جنت کے دو دروازے کھول دیئے جائیں گے۔
☆جو حبِ آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں مرا.....	اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو رحمت کے فرشتوں کی زیارت گاہ بنا دے گا۔
☆جو حبِ آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں مرا.....	وہ سنت و جماعت پر مرا
☆جو حبِ آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں مرا.....	اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔
☆جو شخص آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بغض پر مرا.....	وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہوگا ''اللہ کی رحمت سے ناامید''

☆جو شخص آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کے بغض پر مرا..... وہ کافر مرا۔
☆جو شخص آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ جنت کی خوشبو نہیں
کے بغض پر مرا..... سونگھے گا۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد بلال قادری ص ۱۷۹)

۴..... وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً ثُمَّ اھْتَدٰی.

(طٰہٰ ۸۲)

''اور بے شک میں بہت بخشنے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا پھر ہدایت پر رہا''۔

یہاں گناہ کے مطابق توبہ کرنا مقصود ہے۔ کفر سے توبہ کرنا ایمان لانا ہے۔ گناہ سے توبہ معافی مانگنے سے ہوتی ہے۔ حقوق العباد سے توبہ حقوق ادا کرنے سے ہوتی ہے۔ اور صاحب حق کا حق ادا کرنے کی توبہ حق دار سے معذرت کرنے سے ہوتی ہے۔

حضرت ثابت بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اب ہدایت اہل بیت کی محبت پر موقوف ہے۔ اگر اہل بیت سے محبت ہوگی تو گناہوں وغیرہ سے توبہ قبول ہوگی اور ہدایت ملے گی۔

(تفسیر نور العرفان از مفتی محمد احمد یار خان نعیمی ص ۳۸۱)

۵.....وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعاً وَّ لَا تَفَرَّقُوْا۔ (آل عمران ۱۰۳)

’’اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا یعنی فرقوں میں بٹ نہ جانا‘‘۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ حبل اللہ سے مراد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل پاک ہے۔اس لئے آل رسول کی غلامی ہدایت اور نجات کا ذریعہ ہے۔بعض مفسرین کے مطابق حبل اللہ سے مراد خود نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔جس طرح سے کنویں میں گرا ہوا آدمی رسی پکڑ کر اوپر آتا ہے ایسے ہی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے پست لوگ حق تک پہنچتے ہیں۔(نور العرفان ص۷۶)

۶......**وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ**۔(الصفت ۲۴)

’’اور انہیں ٹھہراؤان سے پوچھنا ہے‘‘۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ لوگوں سے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہل بیت اطہار کی محبت کے بارے میں سوال ہوگا۔(نور العرفان ص۵۳۷،ویلمی)

۷......**وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا.**

(الدھر ۹،۸)

’’اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے‘‘۔سورت الدہر کی (آیت پانچ تا بائیس) اٹھارہ

آیات حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرات امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور آپ کی خادمہ حضرت فضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حق میں نازل ہوئیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہو گئے تو حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کی خادمہ حضرت فضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم پر نذر مانی کہ شہزادگان کو صحت ہو جائے تو ہم تین تین روزے رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے شہزادگان کو صحت عطا فرما دی تو ان تینوں ہستیوں نے اپنی اپنی نذر پوری کرنے کے لئے روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ گھر میں خورد و نوش کی کوئی چیز نہ تھی۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شمعون یہودی سے تین صاع جَو ادھار لے کر آئے۔ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پہلے دن کی افطاری کے لئے ایک صاع
جو جَو پیس کر پانچ افراد اہل خانہ کے لئے پانچ روٹیاں بنائیں۔ جب افطاری کا وقت ہوا تو دروازے پر ایک سائل نے صدا کر دی کہ مسکین ہوں بھوکا ہوں۔ کھانا کھلا دیجئے۔ تینوں روزہ داروں نے اپنی اپنی روٹی مسکین کو دے دی خود پانی سے افطار کر کے بھوکے سوئے رہے۔ دوسرے روز پھر سیدۃ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک صاع جو پیس کر پانچ روٹیاں بنائیں اور جب افطاری کے لئے بیٹھے تو دروازہ پر سائل نے صدا کر دی۔

یتیم ہوں بھوکا ہوں کھانا کھلا دیجئے۔ تینوں روزہ داروں نے اپنی اپنی روٹی سائل کو دے دی خود پانی سے افطار کر کے بھوکے سوئے رہے۔ تیسرے روز حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر ایک صاع جو پیس کر پانچ روٹیاں بنائیں جب افطار کے لئے بیٹھے تو دروازہ پر سائل نے صدا کر دی۔ قیدی ہوں بھوکا ہوں کھانا کھلا دیجئے۔ تینوں روزہ داروں نے اپنی اپنی روٹی سائل کو دے دی خود پانی سے افطار کر لیا اور بھوکے سوئے رہے۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام مذکورہ بارہ اٹھارہ آیت مبارکہ لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ آیت نمبر ۸ میں روزہ داروں کی سخاوت اور باقی آیات میں ان کو جنت کی طرح طرح کی خوشخبریاں ہیں۔ (تفسیر نور العرفان از مفتی احمد یار خاں نعیمی ص ۶۹۵)

(۸)..... وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى. (والضحیٰ ۵)

''اور قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے''۔

(i)..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت میں سے کوئی فرد بھی جہنم میں نہ جائے۔ (الشرف المو بد ص ۴۴)

(ii)..... نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ''یا اللہ میرے اہل بیت سے ایک شخص بھی جہنم میں نہ جائے۔'' تو اللہ تعالیٰ نے میرا یہ سوال قبول فرما لیا۔ (الشرف الو بد ص ۴۴)

(۹)..... اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْماً . (الاحزاب ۵۶)

''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر۔ اے ایمان والوان پر درود اور خوب سلام بھیجو''۔

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔ ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کس طرح سے درود شریف بھیجا جائے''۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

''تم کہو یا اللہ رحمت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پ جس طرح رحمت بھیجی تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام پر بے شک تو حمید و مجید ہے''۔

ایک دوسری روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''یا اللہ رحمت اور برکت عطا فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح کہ تو نے برکت عطا فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم پر بے شک تو حمید و مجید ہے''۔ (الصواعق المحرقہ ص ۱۴۶ بخاری شریف و دیگر)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو بھی شامل کیا جائے اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں جو افراد اولیٰ اور اعلیٰ ترین طریقہ سے شامل ہیں۔ وہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

’’کوئی دعا شرف قبولیت حاصل نہیں کر پاتی جب تک ہم پر اور ہماری اہل بیت پر درود شریف نہ پڑھا جائے۔(الصواعق المحرقہ ص۱۴۸)

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ’’جو شخص نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود شریف نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔(ترمذی شریف)

(۱۰)..... مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ o بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّايَبْغِيٰنِ o فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ o يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤلُؤُ وَالْمَرْجَانُ .

(الرحمٰن ۱۹تا۲۲)

’’اس نے دو سمندر بہائے کہ دیکھنے میں ملے ہوئے معلوم ہوں لیکن ان میں روک ہے کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا۔تو تم اپنے رب کی کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ان سے موتی اور مونگا نکلتا ہے‘‘۔

مفسرین نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ دونوں دریا حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدۃ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ یہ دونوں انتہائی قرب اور الحاق کے باوجود ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے۔ان دونوں کے درمیان نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والا شان کا حجاب موجود ہے اور ان دریاؤں سے پیدا ہونے والے موتی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

(i).....مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ سے مراد حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

(ii).....بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ سے مراد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس ہے۔

(iii).....يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ سے مراد حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ (نور الابصار ص۱۱۲، نزہۃ المجالس ج۲ ص۲۲۹)

(۱۱).....فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ. (البقرہ ۳۷)

’’پھر سیکھ لئے آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کچھ کلمے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول کی۔ بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان‘‘۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت میں تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کو زر و سیم کے بنے ہوئے ایک محل میں لے گئے جس میں یاقوت کا بنا ہوا تخت بچھا ہوا تھا اس تخت پر نور کا قبہ بنا ہوا تھا۔ اس قبہ میں ایک نورانی صورت تھی جس کے سر پر تاج، گلے میں نور کا گلوبند اور کانوں میں مروارید کے گوشوارے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ کون ہے۔

بتایا گیا کہ یہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ ’’تاج‘‘ ان کے والد گرامی قدر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ گلوبند ان کے شوہر

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور گوشوارے ان کے صاحبزادے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ اس قبہ میں پانچ نام نور سے لکھے ہوئے تھے۔

(i)..... محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) (ii)..... علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(iii)..... فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (iv)..... حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(v)..... حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے آدم علیہ السلام ان ناموں کو یاد کرلیں آپ کو ان کی ضرورت پڑے گی۔

جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوگئی۔ جنت سے نکال دیئے گئے۔ آپ تین سو سال روتے رہے۔ معافی مانگتے رہے آخر ان پانچ مقدس نام کے صدقہ وسیلہ سے دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ وَ عَلِیٌّ وَفَاطِمَۃُ وَحَسَنُ وَ حُسَیْنُ .

مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرمالے۔ تو اللہ تعالیٰ نے معاف کردیا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے عرض کیا:

اے آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا سلام ہو اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

اے آدم علیہ السلام اگر آپ نے اس وسیلہ سے اپنی تمام اولاد کی بخشش طلب کی ہوتی تو ہم تیری ساری اولاد کو بخش دیتے۔ (نزہۃ المجالس ج ۲۳۲)

(۱۲).....وَ اِنۡ مِنۡکُمۡ اِلَّا وَارِدُهَا کَانَ عَلٰی رَبِّکَ حَتۡمًا مَّقۡضِیًّا ۚ ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِیۡنَ فِیۡهَا جِثِیًّا . (مریم۷۱-۷۲)

''اورتم سے کوئی ایسانہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو۔تمہارے رب کے ذمہ پر یہ ضرور ٹھہری ہوئی بات ہے۔پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کواس میں چھوڑ دیں گے گھٹنوں کے بل گرے''۔

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ ہر نیک و بد کو دوزخ میں سے گزرنا ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ پر ہیز گاروں کو بچالے گا اور ظالموں کو دوزخ میں ہی پڑا رہنے دے گا۔تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رونا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی رونا شروع ہو گئے۔جب یہ بات حد سے گزر گئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے باہم مشورہ کیا کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا جائے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر خوش ہو جائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گریہ زاری ختم ہو جائے گی۔ چنانچہ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کواس قدر غمگین کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رلایا ہے۔نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت مبارکہ پڑھی تو حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی رونا شروع کر دیا۔پھر

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ ''کیا آپ امت محمدیہ کے بوڑھوں پر قربان ہونے کو تیار ہیں''۔ انہوں نے فرمایا کہ ''جی میں تیار ہوں'' پھر آپ نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ ''کیا آپ اُمت محمدیہ کے نوجوانوں پر قربان ہونے کو تیار ہیں''۔ انہوں نے فرمایا ''ہاں میں تیار ہوں''۔ پھر آپ نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا ''کیا تم اُمت محمدیہ کے بچوں پر قربان ہونے کو تیار ہو''۔ انہوں نے عرض کیا کہ ''جی ہاں امی جان ہم تیار ہیں''۔ پھر حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا اللہ میں اُمت محمدیہ کی تمام عورتوں کے لئے قربان ہونے کو تیار ہوں۔ اے اللہ تو ہماری خاطر ساری اُمت محمدیہ کو دوزخ سے بچالے۔ پس حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمادیں کہ وہ غم نہ کرے میں اُمت سے وہی سلوک کروں گا جو فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) چاہے گی''۔

اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوگئے اور سجدہ شکر بجالائے۔

(فضائل حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا از علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی ص ۲۰)

☆☆☆☆☆

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فی الحدیث

متعدد احادیث مبارکہ میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت، شان، عظمت بیان ہوئی ہے۔

(۱).....حضرت مِسْـوَرْ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میرا جگر پارہ ہے جس نے اسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔ (بخاری شریف)

یہی حدیث شریف مستدرک حاکم میں حضرت ابو حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی روایت کی ہے ''جس نے اسے راحت پہنچائی اس نے مجھے راحت پہنچائی جس نے انہیں تنگ کیا اس نے مجھے تنگ کیا۔ (مسند احمد بن حنبل)

(۲).....حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی ناراضگی میں ناراض اور خوشی میں خوش ہوتا ہے''۔ (دیلمی شریف)

''اللہ تعالیٰ فاطمۃ (رضی اللہ تعالیٰ عنھا) کے غصے میں غصہ اور رضا میں راضی ہوتا ہے''۔ (طبرانی شریف ودیگر)

(۳).....حضرت محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا جس نے اسے غضب ناک کیا اس نے مجھے غضب ناک کیا۔ (بخاری، مسلم شریف ودیگر)

(۴)....اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جنتی عورتوں کی سردار ہیں یا فرمایا اس اُمت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

(بخاری، مسلم شریف)

(۵)....حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان سے ایک فرشتہ آیا جس نے میری زیارت نہیں کی تھی پس اس نے اللہ تعالیٰ سے میری زیارت کی اجازت مانگی اس نے آ کر مجھے خوشخبری دی۔ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جنتی عورتوں کی سردار اور حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (طبرانی شریف ودیگر)

فرمایا ''حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں اور فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ (ترمذی شریف)

(۶)....حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز میں (صلی اللہ علیہ وسلم) علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک ہی مکان میں ہوں گے۔

(مستدرک ج ۳ ص ۱۲۷)

(۷).....حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں اگر تم ان کا دامن پکڑے رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہیں ہوں گے۔

(i).....اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید۔

(ii).....میری عزت یعنی میرے اہل بیت۔

(۸).....حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے محبت رکھو اس لئے کہ وہ تمہیں اپنی نعمتوں سے نوازتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت رکھو اور میری محبت کی وجہ سے میری اہل بیت سے محبت رکھو۔(ترمذی شریف)

(۹).....حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں شجر رسالت ہوں، علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی شاخیں، فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اس کے پتے اور حسنین کریمین (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اس کا پھل ہیں۔(ریاحسین الشریفہ)

(۱۰).....حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں (صلی اللہ علیہ وسلم)، فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)، علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور وہ شخص جو ہم سے محبت کرتا ہوگا قیامت کے روز اکٹھے ہوں گے۔ ہم اکٹھے کھائیں گے۔ اکٹھے پئیں گے یہاں تک کہ لوگوں کو الگ الگ کر دیا جائے گا۔ لوگوں میں سے ایک اس شخص کے

پاس آئے گا اور کہے گا کہ تیرے اعمال کے حساب کتاب کا کیا بنا۔ وہ کہے گا کہ جس طرح آسانی والوں کے ساتھ کیا گیا۔ میں اسی وقت سے جنت میں داخل ہو گیا تھا۔ (طبرانی شریف)

(۱۱)..... حضرت زینب بنت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک پہلو میں اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسرے پہلو میں اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے دامن شفقت میں بٹھا کر فرمایا۔

''اے اہل بیت تم پر اللہ جو کہ حمید مجید ہے کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں''۔

(۱۲)..... اُم المومنین حضرت اُم سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف فرما تھے کہ خادمہ نے آ کر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آنے کی اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''کھڑے ہو کر میرے اہل بیت کا استقبال کرو''۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے دونوں شہزادوں کے ساتھ حاضر ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں شہزادوں کو اپنی گود مبارک میں لیا۔ ایک ہاتھ مبارک سے حضرت علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے ہاتھ مبارک سے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پکڑ کر چوما۔(مسند احمد بن حنبل ج۶ ص ۲۹۶)

(۱۳).....حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ

''تم یہ کہتی رہا کرو یَـاحَـیُّ یَـا قَیُّوْمُ تیری رحمت کے ساتھ تجھ سے مدد چاہتی ہوں مجھے لمحہ بھر کے لئے بھی مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کر اور میرے تمام امور کو درست فرمایا''۔

(۱۴).....حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

''اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تیرا شوہر دنیا میں سردار اور آخرت میں صالحین میں سے ہے''۔

(۱۵).....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)، علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک سفید قبہ میں ہوں گے جسے عرش الٰہی نے ڈھانپ رکھا ہوگا''۔

(۱۶).....حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اللہ تعالیٰ تجھے اور تیری اولاد کو عذاب نہیں دے گا۔ (طبرانی)

(۱۷)..... حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نسوانی پاکیزگی کے اعلیٰ درجہ پر ہیں۔ اللہ جل شانہ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی اس پاکیزگی کی بدولت آپ کو اور آپ کی اولاد کو جنت میں داخل فرما دے گا۔ (مستدرک)

(۱۸)..... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے فرمایا:

''مریم بنت عمران (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اپنے عالم (دور) کی عورتوں کی سردار ہے اور تو اپنے عالم (دور) کی۔ رب ذوالجلال کی قسم تیرا شوہر دنیا و آخرت میں سردار ہے۔ (ترمذی شریف)

(۱۹)..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سے کلمات تھے جو حضرت آدم علیہ السلام کو ان کے رب کی طرف سے توبہ کی قبولیت کے لئے سکھائے گئے تھے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’حضرت آدم علیہ السلام نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)، فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور حسنین کریمین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے واسطے سے اپنے رب کی بارگاہ میں عرض کی تھی۔

(۲۰)..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

’’میں علم کا میزان ہوں، علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس کے پلڑے ہیں۔ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کے دھاگے ہیں اور فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اس کی ڈنڈی ہیں۔ میری امت کے امام اس کے ستون ہیں۔ اس میں ہم سے محبت کرنے والے اور ہم سے بغض رکھنے والوں کے اعمال تولے جائیں گے‘‘۔

(۲۱)..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’جنتی خواتین میں افضل خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ہیں۔ (ترمذی شریف)

(۲۲)..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز عرش معلیٰ کے زیریں سے ایک منادی ندا کرے گا۔

’’اے لوگو اپنی نگاہیں نیچی کرلو تاکہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت کی طرف تشریف لے جائیں‘‘۔

(۲۳).....اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں قیامت کے دن ایک منادی نداء کرے گا۔

''اے لوگو اپنے سروں کو نیچے کرلو حتیٰ کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جائیں''۔

پس آپ گزریں گی اور آپ پر دو سبز چادریں سایہ فگن ہوں گی۔

(۲۴).....حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

''سب سے پہلے میں (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنت میں داخل ہوں گے''۔

(ترمذی شریف ودیگر)

(۲۵).....اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: ''اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم تمام جنتی عورتوں کی سردار ہو''۔

(بخاری شریف، مشکوٰۃ شریف، ترمذی شریف ص ۵۷۰)

(۲۶).....حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب قیامت کا دن ہوگا تو میں براق پر سوار ہوں گا اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری اونٹنی قصویٰ پر سوار ہوں گی،

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت کے ایک ناقے پرسوار ہوں گے اور بلال مکمل آذان دیں گے اور ساری مخلوق اس آذان کو سنے گی''۔(کنزالعمال)

(۲۷).....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ''جو علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)، فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور حسنین کریمین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے لڑے تو میں اس سے لڑنے والا ہوں۔اور جو ان کو سلامتی دے تو میں اس کو سلامتی دینے والا ہوں''۔(مسندامام احمد بن حنبل،طبرانی ودیگر)

(۲۸).....حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''ہر انسان کا اس کے باپ کی طرف سے ایک سلسلہ نسب ہوتا ہے سوائے اولادفاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے کہ میں ان کا ولی اور باپ ہوں اور یہ میری اولاد ہیں۔ان کی تخلیق میری مٹی سے ہوئی ہے۔ان کی فضیلت کا انکار کرنے والے کے لئے''ویل''(جہنم کی ایک وادی یا تباہی) ہے۔جو ان سے محبت کرے گا اللہ بھی اس سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اللہ بھی اس سے بغض رکھے گا۔

(مستدرک حاکم ودیگر)

(۲۹).....اُم المومنین حضرت سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''ہر حائضہ عورت اور جنبی مرد پر حرام ہے کہ وہ اس میری مسجد میں

داخل ہو سوائے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) حسن وحسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے۔

خبردار میں نے وضاحت کردی تا کہ تم گمراہ نہ ہوجاؤ''۔(متفق علیہ)

(۳۰)..... حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''جنت میں ایک مقام ہے جس کا نام وسیلہ ہے جب تم اللہ سے کوئی سوال کرو تو میرے لئے وسیلہ مانگو''۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کون ہوگا''۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنھا) حسن وحسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) (کنزالعمال)

(۳۱)..... حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا۔

''اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تجھے بشارت ہو کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیری اولاد سے ہوں گے''۔(کنزالعمال)

(۳۲)..... حضرت حجر بن عنبس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔

’’فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تمہارے لئے ہی ہیں۔تم ہی اس لائق ہو کہ اس کے بہترین ساتھی ثابت ہوسکو‘‘۔(کنز العمال)

(۳۳).....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا’’اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) مجھے تم سے زیادہ محبوب ہے اور تم میرے نزدیک اس سے زیادہ عزیز ہو۔(طبرانی ج ۷ ص ۳۴۳)

سبحان اللہ۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتنی خوبصورتی سے محبوب اور عزیز میں نہایت باریک فرق کو واضح فرمایا ہے۔

(۳۴).....حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اہل بیت میں سے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور ازواج میں سے زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سب سے پہلے مجھے ملیں گی ۔(ابن عساکر)

(۳۵).....حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا’’میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) انسانی حور ہے جس کو حیض ونجاست سے پالا نہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس کا نام فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) رکھا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کے اہل بیت کے چاہنے والوں کو جہنم سے نجات دے دی ہوئی ہے۔

(کنز العمال ج ۱۲ ص ۵۰)

(۳۶).....حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنی چادر مبارک کے نیچے جمع فرما کر عرض کی

''اے اللہ یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ان پر اپنی برکتیں، رحمتیں، رضا اور مغفرت کا نزول فرما''۔

(۳۷).....حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیقہ ایک بکری سے کیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم دیا۔

''اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سر کے بال اترواؤ اور ان کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرو اور عقیقہ شدہ جانور کی ایک ٹانگ دائی کو بھی دو''۔جب بالوں کا وزن کیا گیا تو یہ ایک درہم یا اس کے کچھ حصہ کے برابر تھا۔(متفق علیہ)

(۳۸).....نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

ہر شخص سے چار سوال کئے جائیں گے۔

(i).....اپنی زندگی اور جسم سے کیا کیا کام کئے۔

(ii).....اپنا مال کیسے کمایا۔

(iii).....اپنے مال کو کہاں کہاں خرچ کیا۔

(iv)....ہمارے اہل بیت سے محبت کا حق کہاں تک ادا کیا۔

(صواعق المحرقہ ص ۱۷۸)

(۳۹).....نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''عورتوں میں سب سے پہلے ہماری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت میں داخل ہوگی۔وَ فَاطِمَۃُ اَوَّلَ مَنْ یَدْخُلُ مِنَ النَّسَآءِ

(تفسیر روح المعانی ج۸ص ۴۰۱)

(۴۰).....نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''اے میرے اہل بیت میں نے اللہ تعالیٰ سے تمہارے لئے تین چیزوں کی دعا کی ہے''۔

(i).....تمہارے باعمل کو ثابت قدمی عطا فرمائے۔

(ii).....تمہارے بے راہ کو ہدایت عطا فرمائے۔

(iii).....تمہارے بے علم کو علم عطا فرمائے۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد بلال قادری ص ۲۰۰)

(۴۴).....حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔

دیکھنا ہمارے بغض سے اجتناب کرنا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا''جو شخص ہم سے بغض یا حسد کرے گا اسے قیامت کے دن حوض کوثر سے آگ کے چابکوں سے دور رکھا جائے گا''۔(طبرانی)

(۴۶).....حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہر شے کی ایک بنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی بنیاد صحابہ اور اہل بیت کی محبت ہے''۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد بلال قادری ص ۱۷۶)

(۴۷).....نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ''میں قیامت کے دن چار قسم کے لوگوں کی شفاعت کروں گا''۔

(i).....میری اولاد کی عزت کرنے والے۔

(ii).....ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے والے۔

(iii).....وہ شخص جوان کے امور کے لئے کوشش کرے جب انہیں اس کی ضرورت پیش آئے۔

(iv).....دل اور زبان سے ان سے محبت کرنے والے۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد بلال قادری ص ۱۷۶)

(۴۸).....حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا جسے پانچ چیزیں عطا کی گئیں اسے عمل آخرت کے ترک کرنے پر سزا نہیں دی جائے گی۔

(i).....نیک بیوی

(ii).....نیک بیٹے

(iii).....لوگوں سے اچھا میل جول

(iv).....اپنے شہر میں اچھی طرح رہائش

(۷)......میری آل پاک سے محبت

(۴۹).....حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو میرے بعد میرے اہل سے اچھا ہوگا۔

(۵۰)......نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''میرے اہل بیت اور میری اُمت سے ان سے محبت کرنے والے حوض کوثر پر ان دو انگلیوں کی طرح ایک ساتھ وارد ہوں گے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی ایک ساتھ کھڑی کر کے ارشاد فرمایا)

(۵۱).....نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا''میرے اہل بیت کی محبت لازم پکڑو کیونکہ ہماری محبت والا جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملے گا وہ ہماری شفاعت سے جنت میں جائے گا اس ذات اقدس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ہمارا حق پہچانے بغیر کسی بندے کا عمل اسے فائدہ نہ دے گا۔

(۵۲).....حضرت امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وسیلہ چاہتا ہے اور اس کی خواہش ہے کہ میری بارگاہ میں اس کی کوئی خدمت ہو جس کی بدولت میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں تو اسے میرے اہل بیت کی خدمت کرنی چاہئے اور

انہیں خوش کرنا چاہئے۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد بلال قادری ص ۱۷۸)

(۵۳)..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر سونے سے لکھا ہوا دیکھا۔ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ. عَلِیٌّ حَبِیْبُ اللّٰهِ. اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ صَفْوَةُ اللّٰهِ۔

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کے حبیب ہیں۔ حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تعالیٰ کے مخلص ترین دوست ہیں۔ اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تعالیٰ کی خاص بندی ہیں''۔

(۵۴)..... نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ''میری بیٹی قیامت کے دن میدان عرفات میں خون آلود کپڑے لے کر آئے گی ایک ہاتھ عرش معلیٰ پر رکھے گی اور عرض کرے گی۔ ''یا اللہ میرے اور قاتلان حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان انصاف فرما''۔ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تصدیق فرمائیں گے۔

(شرف النبی ص ۲۴۷، فضیلت شہزادی کونین رضی اللہ تعالیٰ عنہا از قاری محمد افضال ص ۱۳۸)

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی احادیث مبارکہ

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری وصال شریف کے بعد حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر نے بھی وفا نہ کی اور صرف چھ ماہ بعد ہی آپ نے بھی وصال فرمایا۔ اس فرقت کی کم عمری کی وجہ سے آپ کو زیادہ احادیث مبارکہ روایت کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ آپ سے مروی احادیث مبارکہ کی تعداد اٹھارہ بتائی جاتی ہے۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد الیاس عادل ص ۱۲۹)

ان میں چند احادیث مبارکہ کو نقل کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

(۱)..... حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ سے رزق طلب کرو اور غافل نہ بنو۔ بے شک اللہ تعالیٰ طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان لوگوں میں رزق تقسیم فرماتے ہیں''۔ (ابن حبان)

(۲)..... حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ کلمات پڑھتے۔

بِسْمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ
ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ .

''اللہ کے نام سے شروع اور سلام اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

پر۔ اے اللہ میرے گناہ معاف فرما دے اور اپنی رحمت کے دروازے مجھ پر کھول دے‘‘۔

اور جب مسجد سے باہر نکلتے تو یہی دعا فرماتے اور آخر میں وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ کی بجائے اَبْوَابَ فَضْلِکَ فرماتے۔ یعنی اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔ (ابن ماجہ شریف ص ۲۳۷ باب ۲۱۷)

(۳)..... حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنھا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا ’’حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال مجھ سے قرآن کا ایک دور کیا کرتے تھے۔ مگر اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے۔ میرے نزدیک ایسا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ میری موت کا وقت قریب ہے۔ اے فاطمہ میرے اہل بیت میں سے تو ہی سب سے پہلے مجھ سے ملے گی پس اللہ سے ڈر اور صبر کر کہ یہی سب سے بہترین ہے اور میں تیرے لئے ہوں‘‘۔ (متفق علیہ)

(۴)..... حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ’’اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ تو مومنوں کی عورتوں کی سردار ہے‘‘۔ (متفق علیہ)

(۵)..... حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض وصال میں مجھے فرمایا۔

''اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نہ رو کہ میرے اہل وعیال میں تو ہی سب سے پہلے مجھ سے ملے گی''۔ (طبرانی شریف)

(۶)..... حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہر انسان کا ایک سلسلہ نسب ہوتا ہے جس کی طرف اس کی نسبت ہوتی ہے سوائے اولاد فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے کہ میں ان کا باپ اور ولی ہوں''۔ (طبرانی شریف)

ایک دوسری روایت میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہر انسان نسل میں اپنے سلسلہ آباء کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ سوائے اولاد فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے کہ ان کا ولی اور اصل میں ہی ہوں''۔ (طبرانی شریف)

(۷)..... حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں گوشت کا ایک ٹکڑا تناول فرمایا اور وضو کئے بغیر نماز ادا فرمائی گویا کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (مسند ابی یعلی ج ۱۲ص ۱۰۹)

مسند احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے کہ ایک روز نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں گوشت تناول فرما رہے تھے کہ نماز کا وقت آ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح ہی نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء

رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کسی موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد مبارک سن رکھا تھا جس سے آپ نے سمجھ لیا تھا کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضوٹوٹ جاتا ہے اس لئے آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

''ابا جان وضوفرمالیں''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جان پدر وضو کی ضرورت نہیں۔تمام اچھے کھانے آگ ہی پر توپکتے ہیں''۔

(۸).....حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا۔

''عورت کے حق میں سب سے بہتر چیز کیا ہے''۔

میں نے عرض کیا''عورت کسی نامحرم مرد کو نہ دیکھے اور نامحرم شخص اسے نہ دیکھے''۔احیاء العلوم ج۲ص۴۶)

(۹).....حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''میری امت کے برے لوگ وہ ہیں جو طرح طرح کی نعمتوں سے پروان چڑھتے ہیں مختلف قسم کے کھانے کھاتے ہیں۔طرح طرح کے لباس پہنتے ہیں اور پرتکلف گفتگو کرتے ہیں۔

(الکامل فی صنعفاء الرجال ج۷ص۴)

(۱۰).....حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح کے وقت یہ پڑھا کرو۔

’’سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَالَمْ یَشَالَمْ یَکُنْ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا‘‘۔

’’اللہ پاک ہے اور تمام خوبیاں اسی کے لئے ہیں اور نیکی کرنے کی توفیق اور گناہ سے بچنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ اللہ جو چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے اور اللہ کا علم ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے‘‘۔

جو اسے صبح کے وقت پڑھے گا شام تک محفوظ کر دیا جائے گا اور جو اسے شام کے وقت پڑھے گا صبح تک محفوظ کر دیا جائے گا‘‘۔

(سنن ابی داؤد ج۴ ص۴۱۴)

(۱۱).....حضرت فاطمۃ الزہراء روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔’’اگر کوئی شخص ہاتھ میں نیزہ پکڑے ہوئے سو جائے اور خدانخواستہ نیزہ چبھ جائے تو وہ شخص اپنے آپ کو ملامت کرے کیونکہ یہ اس کی اپنی بے وقوفی اور لاشعوری کی وجہ سے ہے۔(ابن ماجہ شریف)

(۱۲).....حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''جمعہ کے روز نماز عصر سے نماز مغرب تک دعاؤں کی قبولیت کا خاص وقت ہے۔(بیہقی شریف)

(۱۳).....حضرت فاطمۃ الزھراء رضی اللہ تعالیٰ عنھا روایت فرماتی ہیں کہ میں وصال شریف سے پہلے اپنے دونوں شہزادوں کو لے کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی میراث میں سے ان کو بھی کچھ عطا فرما دیجئے''۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''میں نے حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اپنا دبدبہ اور سرداری عطا کی۔ اور حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اپنی سخاوت اور جرات عطا کی۔ تم پر اگر آزمائش پڑے تو صبر کرنا کہ پرہیزگاروں کے لئے یہی بہتر ہے''۔

(الاصابہ ج۷ ص۶۷۴)

(۱۴).....نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب دفن کیا گیا تو حضرت سیدہ فاطمۃ الزھراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شدت غم سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔

''تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈال دینے کا کیسے حوصلہ کیا''۔

(۱۵).....عقبہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابی ملکیہ سے روایت فرماتے ہیں کہ سیدہ النساء حضرت فاطمۃ الزھراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شہزادے

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ہاتھوں پر جھلاتی تھیں اور درمیانی انگلی سے اشارہ کر کے فرماتی تھیں میرا بیٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہہ ہے۔ یہ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شبیہہ نہیں ہے۔ (بخاری شریف)

(۱۶).....ایک مرتبہ جب حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی سفر سے واپس تشریف لائے تو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کو قربانی کا گوشت پیش کیا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عذر ہوا تو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ''قربانی کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت مرحمت فرمادی ہے''۔ (مسند احمد بن حنبل ج ششم)

احادیث مبارکہ میں دشمنان اہل بیت کی سزا

(۱)..... نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''جو میری اہل بیت پر ظلم کرتا ہے اور میری عزت کو ایذاء دیتا ہے اس پر جنت کو حرام کر دیا گیا ہے''۔ (کشاف ج۴ص ۳۹۶)

(۲)..... نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''جو ہماری آل پاک سے بغض کی حالت میں مرے گا جب وہ قیامت کو آئے گا تو اس کی آنکھوں کے درمیان تحریر کر دیا جائے گا کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس کر دیا گیا ہے''۔ (نزہۃ المجالس ج۴ص ۲۳۸)

(۳)..... نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص میری اہل بیت سے بغض رکھ کر مرے گا وہ کافر ہو کر مرے گا'' اور فرمایا:

''آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھنے والا جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا''۔ (روح البیان ج۴ص ۲۰۷)

(۴)..... نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا

''میری اہل بیت سے اختلاف رکھنے والے شیطان کے ساتھی ہیں''۔

(الصواعق المحرقہ ص ۱۵۴)

(۵)..... نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''جو لوگ میری اہل بیت سے بغض اور دشمنی رکھتے ہیں قیامت کے

روزان کا حشر یہودیوں کے ساتھ ہوگا‘‘۔(اشرف المویدص۱۹۱)

(۶)......نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

(i).....میری آل پاک کی مثال کشتی نوع کی ہے جو اس پر سوار ہو گیا اس نے نجات حاصل کر لی اور جس نے اس کی مخالفت کی وہ خود ہی ہلاک ہو گیا۔

(ii).....میری اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی ہے جو اس پر سوار ہو گیا اس نے نجات حاصل کر لی اور جس نے ان کی مخالفت کی وہ غرق ہو گیا۔(مشکوٰۃ شریف ص۵۷۳)

(iii).....میری آل پاک کی مثال کشتی نوح کی طرح ہے جس نے سفینہ کی سواری پر اتفاق کرلیا اسے امان مل گئی اور جس نے مخالفت کی وہ جہنم کا ایندھن ہو گیا۔(الصواعق المحرقہ ص۱۵۳)

(۷)......نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

’’جو شخص میری عترت اور اہل بیت کو ستائے گا اس پر قہر خداوندی ٹوٹ پڑے گا‘‘۔(الصواعق المحرقہ ص۱۷۱)

(۸).....نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

’’میری بیٹی کے بیٹے میرے بیٹے ہیں۔ جو ان سے محبت کرتا ہے وہ ہم سے محبت کرتا ہے اور جو ہم سے محبت کرتا ہے وہ خدا سے محبت کرتا ہے اور جو خدا سے محبت کرتا ہے وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ جو ان سے دشمنی رکھتا

ہے وہ ہمارا دشمن ہے اور جو ہمارا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے اور جو خدا کا دشمن ہے وہ ضرور جہنم میں داخل ہوگا۔(البدایۃ والنہائیۃ ج٦ ص ۲۰۵ ودیگر)

(۹)..... نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اگر کوئی شخص بیت الحرام میں رکن اور مقام ابراہیم کے مابین نماز پڑھتا ہو، روزہ بھی رکھتا ہو لیکن اس کے دل میں میری اہل بیت سے بغض ہو وہ سیدھا جہنم میں جائے گا۔(الصواعق المحرقہ ص ۱۷۴)

(۱۰)..... ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی سیرت میں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''اہل بیت سے پیش آنے کے بارے میں میری وصیت سن لو کیونکہ میں ان کی طرف سے قیامت کے دن تم سے جھگڑا کروں گا اور جس سے میں مخاصمت کروں گا اللہ تعالیٰ اسے مغلوب فرمادے گا اور جسے اللہ تعالیٰ مغلوب فرمائے اسے جہنم میں داخل فرمادے''۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد بلال قادری ص ۱۹۷)

(۱۱)..... حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا ''قریش ہم سے بے رخی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ہمارے آنے پر اپنی گفتگو منقطع کر دیتے ہیں''۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سخت ناراض ہوئے اور فرمایا

''ان لوگوں کا کیا حال ہے جو گفتگو میں مصروف ہوتے ہیں جب

میرے اہل بیت میں سے کسی کو دیکھتے ہیں تو سلسلہ گفتگو منقطع کر دیتے ہیں۔ خدا کی قسم کسی کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوگا مگر اس وقت کہ انہیں میری رشتہ داری کی بنا پر محبوب رکھے''۔

(۱۲)..... نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اہل بیت سے بغض رکھے وہ منافق ہے''۔

(۱۳).... نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور مجھے میری عزت پاک کے بارے میں اذیت دی اس پر جنت حرام کر دی گئی''۔

(۱۴)..... نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''میں نے سات قسم کے لوگوں پر لعنت کی ہے۔ اس میں ایک وہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے وہ معاملہ جائز سمجھتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے''۔

(۱۵)..... نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص میری عزت اور انصار کی تعظیم نہیں کرتا وہ یا تو منافق ہے، یا ولد الزنا ہے (زنا کی پیداوار) یا پھر جب اس کی ماں اس سے حاملہ ہوئی وہ پاک نہیں تھی''۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا
صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی نظر میں

(۱).....اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

میں نے سوائے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنھا) کے باپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی کو بھی ان سے افضل نہیں دیکھا۔(الاصابہ ج۴ص ۲۶۶)

(۲).....حضرت جمیع بن عمیر تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک عورتوں میں سب سے زیادہ محبوب حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور مردوں میں ان کے شوہر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔(ترمذی ج۲ص۲۲۷)

(۳).....اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے زیادہ عزیز تھیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گلا چومتے اور فرماتے:''مجھے اس سے جنت کی خوشبو آتی ہے''۔

(بخاری شریف۔مسلم شریف۔ترمذی شریف ودیگر)

(۴).....حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں میں سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور مردوں میں سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زیادہ محبوب رکھتے تھے۔(ترمذی۔مستدرک حاکم ج۳ص۱۵۵)

(۵)......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر کے لئے تشریف لے جاتے تو سب سے بعد آخر پر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملاقات فرماتے اور جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملاقات فرماتے۔

(مستدرک حاکم ج۳ص۱۵۶)

(۶).....اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

''میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو عادات و اطوار۔سیرت و کردار۔ نشست و برخاست میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ سے زیادہ مشابہہ ہو۔(سنن ابوداؤد ج۴ص۳۵۵)

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ ان کو چومتے اور اپنی جگہ محبت و پیار سے بٹھاتے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ ان کے لئے کھڑی ہو جاتیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتیں اور ادب و احترام سے اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔(ترمذی۔مستدرک حاکم)

(۷).....اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

''میں نے فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر کسی کو فصیح نہیں دیکھا۔(الاستیعاب ج۲ص۷۷۲)

(۸).....اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محبت سے اکثر فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی پیشانی پر بوسے فرمایا کرتے تھے۔(ابن عساکر)

(۹).....حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لاتے اور فرمایا۔

''اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اللہ کی قسم آپ سے بڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بھی محبوب نہ تھا اور اللہ کی قسم مجھے آپ سے بڑھ کر کوئی بھی محبوب نہیں ہے''۔

(۱۰).....اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ازواج المطہرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع تھیں اتنے میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہاں تشریف لے آئیں اللہ کی قسم ان کا چلنا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چلنے سے ذرہ بھر مختلف نہ تھا''۔(صحیح بخاری ج۵ص۳۳۱)

(۱۱)..... اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

''میں نے انداز گفتگو اور بیٹھنے میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر کسی اور کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر مشابہت رکھنے والا نہیں دیکھا''۔ (المعجم الاوسط ج ۴ ص ۲۴۲)

(۱۲)..... اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

''میں نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سچا ان کے والد محترم ومحتشم کے علاوہ کسی اور کو نہیں دیکھا''۔ (مسند ابی یعلی ج ۸ ص ۱۵۳)

(۱۳)..... فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) وقار اور رعب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال مشابہت رکھتی تھیں۔ آپ اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل تصویر تھیں۔ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۲۶)

(۱۴)..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

''آل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک دن کی محبت پورے سال کی عبادت سے بہتر ہے''۔

(۱۵)..... حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز عرش کے زیریں حصہ سے ایک منادی کرنے والا اعلان کرے گا۔

''اے حاضرین حشر اپنے سر اور نگاہیں جھکا لو تا کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پل صراط سے گزر جائیں۔ آپ ستر ہزار حوروں کے جلو میں برق رفتاری سے گزر

جائیں گی۔(طبرانی۔حاکم اورابونعیم)

(۱۶)۔۔۔۔۔حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

''تم میں سے پل صراط پر بہت زیادہ ثابت قدم وہ ہوگا جسے میرے اہل بیت اور میرے اصحاب سے شدید محبت ہوگی۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد بلال قادری ص۱۸۲)

(۱۷)۔۔۔۔۔حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

(i)۔۔۔۔''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کی خدمت مجھے اپنے رشتہ داروں کی صلہ رحمی سے زیادہ محبوب ہے''۔

(ii)۔۔۔۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام کے پیش نظر اہل بیت کا احترام کرو''۔(بخاری شریف)

(۱۸)۔۔۔۔۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

''بنو ہاشم اور انصار کا بغض کفر ہے اور عرب کا بغض منافقت ہے۔(طبرانی)

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا
محدثین کی نظر میں

(۱)..... حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہزادی کونین سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کو اپنا ٹکڑا فرمایا ہے اس لئے ہم آپ پر کسی کو فضیلت نہیں دے سکتے۔ (مدارج النبوت ص ۶۲۷)

(۲)..... حضرت امام سہیلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بضعۃ منی فرمایا ہے۔ بضعۃ سے مراد گوشت کا ٹکڑا ہے۔ اس سے ہم استدلال کرتے ہیں کہ چونکہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم کا حصہ ہیں۔ اس لئے آپ کی شان میں گستاخی کرنا کفر ہے۔ (مواہب الدنیا)

(۳)..... شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ علیہ نے اپنی تصنیف اشعۃ اللمعات میں لکھتے ہیں کہ ''چونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے گوشت کا ٹکڑا فرمایا ہے اس سے امام سبکی رحمتہ اللہ علیہ نے استدلال لیا ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سب وشتم کرنے والا ناراض کرنے والا آپ کی گستاخی اور

بے ادبی کرنے والا کافر ہے۔

(۴)..... حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ

اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جو مقام مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حاصل ہے اور جوان کا نسب ہے اس حوالہ سے سیدہ فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا افضل ہیں۔ آپ جگر گوشہ رسول ہیں اور جگر گوشہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کسی کو فضیلت نہیں مل سکتی۔

(عظمت شہزادی کونین ص ۱۷۸)

(۵)..... حضرت امام سبکی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ

اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سیدہ فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں سے کون افضل ہیں تو آپ نے فرمایا:

سیدہ النساء حضرت فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے افضل و اعلیٰ ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں خود اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس بات کا اقرار اور اعتراف کیا ہے کہ

سیدہ فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی افضلیت کے اکمل ہونے میں کچھ شک نہیں۔ یہ ایک ایسا اعلیٰ وارفع شرف و کمال ہے جو کسی بھی دوسری شخصیت کو حاصل نہیں ہے اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ سیدہ فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اولین و آخرین کی تمام عورتوں سے

افضل ہیں‘‘۔(عظمت شہزادی کونین ص۱۷۹)

(۶).....شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔

’’میرا موقف یہ ہے کہ سیدہ فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا گزشتہ اور آئندہ دونوں زمانوں کی عورتوں سے افضل ہیں اس لئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگر پارہ ہیں۔ان کی افضلیت کی یہ صرف ایک ہی دلیل نہیں ہے بلکہ اور بھی کئی وجوہات خاصہ بھی ہیں‘‘۔

(عظمت شہزادی کونین ص۱۷۹)

(۷).....حضرت محمود الوسی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف تفسیر روح المعانی میں نہایت واضح الفاظ میں بیان کر دیا ہے کہ اولین وآخرین کی عورتوں پر سیدہ فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فضیلت حاصل ہے۔آپ کے والد گرامی قدر محبوب رب العالمین سید الاولین وآخرین ہیں پھر ظاہر ہے کہ ان کی شہزادی کہ جن کو اہل جنت کی تمام عورتوں پر سرداری حاصل ہے وہ اولین وآخرین کی تمام عورتوں کی بھی سردار ہیں۔ یہ حدیث شریف دلالت کرتی ہے کہ سیدہ فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تمام عورتوں پر فضیلت ثابت ہے یہاں تک کہ حضرت مریم حضرت آسیہ اور حضرت خدیجتہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہین۔

(اشعتہ اللمعات از عبدالحق محدث دہلوی ج۴ص۳۸۰)

حضرت الشاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمتہ اللہ علیہ
کا نذرانہ
عقیدت بحضور سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۱) آب تطہیر سے جس میں پودے جمے
اس ریاض نجابت پہ لاکھوں سلام

(۲) خون خیرالرسل سے ہے جن کا خمیر
ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

(۳) اس بتول جگر پارہ مصطفیٰ
مجلّہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

(۴) جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

(۵) سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

(۱).....طہارت کے پانی سے جس باغ نبوت و رسالت میں یہ مقدس پھول اور پودے اگے ہیں۔ اس سارے گلشن نبوت (خاندان مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بے عیب خلقت و طبیعت پہ لاکھوں سلام ہوں۔

(۲).....ان سب کی اصل امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خون مبارک ہے۔ نبوت کے گھر والوں پر لاکھوں سلام ہوں۔

(۳).....خاتون جنت سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ

تعالیٰ عنہا ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل کا ٹکڑا ہے۔اس شرم وحیا کی پیکراور پارسائی وپرہیزگاری کی عزت وعظمت پہ لاکھوں سلام۔

(۴).....جس فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پردے کا یہ عالم ہے کہ سورج اور چاند نے بھی ان کی چادر تطہیر کا کنارہ تک نہ دیکھا ان کی حیاء والی چادر پہ لاکھوں سلام۔

(۵).....فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا دنیا جہاں کی عورتوں کی سردار ہیں۔ جنت کی مقدس کلی ہیں۔ پاکباز اور طہارت کا پیکر ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کے سکون وآرام پہ لاکھوں سلام۔

صادقہ	سچ بولنے والی	صالحہ	نیک
صائمہ	روزے رکھنے والی	صابرہ	صبر کرنے والی
نیک خو	اچھی خصلت والی	پارسا	نیک
شاکرہ	شکر کرنے والی	عابدہ	عبادت کرنے والی
زاہدہ	دنیا سے بے رغبت	ساجدہ	سجدے کرنے والی
ذاکرہ	ذکر کرنے والی	طیبہ	پاک وصاف
طاہرہ	طہارت والی	....	....

ان کا نام نامی اسم گرامی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔

وہ تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہیں۔ وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جان کے لئے راحت اور سکون ہیں۔

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ کا نذرانہ عقیدت
بحضور سیدۃ النساء فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے سیدہ فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں بیان فرمایا۔

مریم از یک نسبتِ عیسیٰ عزیز
از سہ نسبت حضرتِ زہراء عزیز

حضرت مریم علیہ السلام سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ایک نسبت سے محترم ہیں اور حضرت فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تین نسبتوں سے محترم ہیں۔

نورِ چشم رحمتہً للعلمین
آں امام اولین و آخرین

وہ رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی نور چشم ہیں جو کہ تمام اولین و آخرین کے امام ہیں۔

آنکہ جان در پیکرِ گیتی دمید
روزگار تازہ آئین آفرید

جنہوں نے مردہ قوم میں جان پیدا کی اور ایک نیا آئین زندگی لائے۔

بانوے آں تاجدار ''ھَلْ اَتٰی''
مرتضٰی مشکل کشا شیر خدا

حضرت فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیوی ہیں اس کی جسے

هَلۡ اَتٰی کا تاج ملا جو چنا ہوا۔ مشکل کشا شیر خدا ہے۔

پادشاہ و کلبہ ای ایوان او
یک حسام و یک زرہ سامان او

جو کہ بادشاہ تھا لیکن اس کا بسیرا جھونپڑی میں تھا اس کا کل سامان حیات ایک تلوار اور ایک زرہ تھی۔

مادرِ آں مرکزِ پرکارِ عشق
مادرِ آں کارواں سالارِ عشق

ماں ہیں اس کی جو عشق کا مرکز تھا۔ ماں ہیں اس کی جو محبت کا سالار کارواں تھا۔

آں یکے شمع شبستان حرم
حافظ جمیعتِ خیر الامم

وہ محفل حرم میں ایک شمع کی مانند تھا وہ خیر الامم کی جماعت کا محافظ تھا۔

تانشیند آتش پیکار و کین
پشت پازر بر سرتاج و نگین

موت ونفرت کی آگ سے بچنے کے لئے اس نے تخت وتاج کو ٹھوکر ماردی۔

واں دگر مولای ابرارِ جہاں
قوتِ بازوی احرارِ جہاں

اور دوسرا بیٹا جو کہ نیکوکاروں کا مولا تھا جو کہ حریت پسندوں کی قوتِ بازو تھا۔

در نوائے زندگی سوز از حسین
اہل حق حریت آموز از حسین

زندگی میں جذبہ حسین سے ہی ہے۔اہل حق کو آزادی کا سبق حسین سے ہی ملتا ہے۔

سیرتِ فرزند ہا از امّہات
جوہرِ صدق و صفا از امّہات

بیٹوں کی سیرت ماں سے ہی ماخوذ ہوتی ہے سچائی اور ایمانداری کا جوہر ماں سے ہی ملتا ہے۔

مزرع تسلیم را حاصل بتول
مادراں را اسوہ کامل بتول

بتول اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تسلیم کا نمونہ ہیں۔ ماؤں کے لئے بتول اسوہ کامل ہیں۔

بھرِ محتاجی دلش آنگونہ سوخت
با یھودی چادرِ خود را فروخت

ان کا دل محتاجوں کے لئے تڑپ سے بھرا تھا کہ انہوں نے اپنی چادر یہودی کو فروخت کر دی۔

نوری و ہم آتشی فرمانبرش
گم رضایش در رضائی شوہرش

فرشتے اور جن ان کے تابع فرمان تھے اور انہوں نے اپنی رضا اپنے شوہر کی رضا میں گم کردی۔

آں ادب پروردہ صبر و رضا
آسیا گردان و لب قرآن سرا

انہوں نے صبر و رضا کے ساتھ زندگی بسر کی جب چکی پیستیں تو زبان پر قرآن کی تلاوت ہوتی۔

گریہ ہای او ز بالیں بے نیاز
گوہر افشاندی بدامانِ نماز

وہ اللہ کے خوف سے روتی رہتیں۔ وہ نماز میں گریہ زاری کرتیں۔

اشک او برچید جبریں از زمین
ہمچو شبنم ریخت بر عرش برین

جبرائیل علیہ السلام زمین سے ان کے آنسو چن کر لے جاتے ہوں گے۔ وہ عرش پر شبنم کے طور پر پھیلاتے ہوں گے۔

رشتہ آئینِ حق زنجیر پاست
پاس فرمانِ جناب مصطفیٰ است

میں تو اسلام کے قانون کی وجہ سے مجبور ہوں مجھے جناب محمد صلی اللہ

علیہ وسلم کے فرمان کا پاس ہے۔

ورنہ گرد تربتش گردید می
سجدہ ہابر خاکِ او پاشید می

ورنہ میں ان کی قبر کا طواف کرتا۔ سجدہ کرتا ان کی قبر کی خاک پر۔

ایک طویل نظم میں حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے دخترانِ ملت کو اسوہ فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنانے کی نصیحت فرمائی ہے۔

ہوشیار از دست برد روزگار
گیر فرزنداں خود را درکنار

اس زمانے کی تباہ کاریوں سے ہوشیار ہو کر اپنے فرزندوں کو اپنی آغوش عصمت و محبت میں سمیٹ لو۔

تا حسینے شاخ تو بار آورد
موسم پیش تو گلزار آورد
فطرت تو جذبہ ہا دارد بلند
چشم ہوش از اسوہ زہراء سلام اللہ علیہا بند

تاکہ تیری شاخ تمنا بھی حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے فرزنداں سے ثمر بار ہو اور دنیا میں ان کے دم سے بہاریں نمودار ہوں۔ تجھے چاہیئے کہ شہزادی رسول سیدہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اسوہ کامل کی طرف سے نگاہیں بند نہ کر بلکہ سیرت فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر عمل پیرا ہو کیونکہ قدرت نے تیری فطرت کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے“۔

سیرت حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۱).....محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بے انتہا محبت تھی اور شہزادی کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے مثال ولازوال محبت تھی۔

(i).....حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کو اپنی اولاد سے محبت کرتے نہیں دیکھا''۔

(ii).....اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

جب فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازراہ محبت کھڑے ہو جاتے اور شفقت سے ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اپنی نشست سے ہٹ کر انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ بھی نہایت ادب واحترام سے کھڑی ہو جاتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کا بوسہ لیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔(مدارج النبوت ج۲ص ۶۲۷)

(iii).....حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ

جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی سفر یا محاذ پر تشریف لے جاتے تو سب سے آخر پر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رخصت ہوتے۔ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملاقات فرماتے پھر اپنے دولت کدہ میں تسریف لے جاتے۔ (مدارج النبوت ج۲ص ۶۲۸)

(iv).....حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے۔ مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرمائی اور حضرت سیدہ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملنے کے لئے تشریف لائے گئے۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے اپنے دولت کدہ کے دروازے پر آ گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو چومنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی رونے لگیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیار کرتے ہوئے فرمایا:

''بیٹا'' رونے کی کیا ہوئی''۔

عرض کرتی ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کا مشقت کی وجہ سے متغیر اور کپڑے پھٹے ہوئے دیکھ کر رونا آ گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) گریہ زاری نہ کر۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کو ایسے کام کے لئے بھیجا ہے کہ روئے زمین پر کوئی اینٹ اور گارے کا مکان اور نہ کوئی اونی سوتی خیمہ بچے گا جس میں اللہ تعالیٰ گا یہ پیغام نہ پہنچا دے۔ یہ دین وہاں تک پہنچ کر رہے گا جہاں تک دن اور رات پہنچتی ہے۔ (کنزالعمال)

(v)..... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کئی روز سے خندق کی کھدائی کے کام میں مصروف تھے۔ حضرت سیدۃ النساء فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روٹی پکائی اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایک روٹی پکائی تھی اور دل نے یہ گوارا نہیں کیا کہ اکیلی ہی اسے کھالوں۔ لہٰذا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لائی ہوں''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لخت جگر کی محبت پر خوش ہوئے اور فرمایا:

''صاحبزادی آج تین روز کے بعد مجھے یہ لقمہ کھانے کو ملا ہے۔

(سیرت طیبہ پنجتن پاک از منصور احمد بٹ ص ۳۷۶)

(vi)..... یہ حضرت فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے محبت کا ہی اثر تھا کہ جب آپ کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جنگ احد میں زخمی ہونے کی خبر ملی تو آپ باپردہ ہوکر کسی تیرتلوار یا نیزے بھالے کے خوف وخطر کے بغیر میدان جنگ میں پہنچیں اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زخموں پر مرہم پٹی کی۔ اپنی جان تک کی بھی پرواہ نہیں کی۔ کسی دشمن کے حملہ سے بھی خائف نہیں ہوئیں۔

(vii).....حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

بعض صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے گھروں کے دروازے مسجد نبوی میں کھلتے تھے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا:

''فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے دروازہ کے سوا باقی تمام مسجد نبوی میں کھلنے والے دروازے بند کردیئے جائیں''۔

(viii).....روایات میں آتا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہر رنج و راحت میں شریک ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ ان کے ہاں تشریف لے جاتے۔ ان کی خبر گیری کرتے اور اگر انہیں کوئی تکلیف ہوتی تو اسے دور فرماتے۔ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں فاقہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں وہی کیفیت ہوتی۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں جب کوئی چیز پکتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں ضرور بھجواتے۔ اگر کہیں سے کوئی چیز کھانے کے لئے

آ جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے بھی ضرور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حصہ نکالتے اور انہیں بھجواتے تھے۔

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی دعوت پر تشریف لے جاتے تو میزبان کی اجازت سے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے بھی کھانا بھجوادیا کرتے تھے۔

(ix).....نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری وصال شریف کے بعد پھر کبھی کسی نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مسکراتے نہیں دیکھا۔آپ کی آنکھوں میں آنسو ہی رواں رہتے تھے۔

(x).....جس قمیص میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غسل دیا گیا تھا اکثر اس قمیص کو سونگھتی اور غش کھا کر گر جاتیں۔

(xi).....حضرت شیخ عبدالحق محدث رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف ''مدارج النبوت'' میں تحریر فرمایا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

''فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جس سے میں محبت کرتا ہوں کیا تم بھی اس سے محبت کروگی''۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا۔

''ضرور یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس سے محبت رکھوں گی''۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے محبت رکھو''۔

(صحیح مسلم شریف ج ۳ ص ۱۹۰)

(سیرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد الیاس عادل ص ۱۱۲)

(۲)....شرم وحیا:

شرم وحیا انسان اور خصوصی طور سے عورت کا زیور ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ شرم وحیا ایمان کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجسم شرم وحیا کا پیکر تھیں۔ بچپن سے ہی پردہ دار تھیں۔ کبھی ننگے منہ باہر نہیں نکلتی تھیں۔ اشد ضرورت کے بغیر بازار نہیں جاتی تھیں۔ آپ شرم وحیا، عفت وعصمت کا کامل نمونہ تھیں۔

(i)..... نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا:

''بیٹا عورت کی سب سے اچھی صفت کون سی ہے''۔

عرض کرتی ہیں

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورت کی سب سے اچھی صفت یہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس کو دیکھ پائے''۔

(ii)..... نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک روز حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن اُم مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے جو نابینا تھے۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہیں دیکھ کر پیچھے کمرے میں چھپ گئیں۔ جب حضرت عبداللہ ابن اُم مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا۔

''بیٹی تو انہیں دیکھ کر چھپ کیوں گئی تھی وہ تو نابینا تھے۔ انہیں تو کچھ نظر نہیں آتا'' حضرت سیدہ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نابینا تو وہ ہیں میں تو ایسی نہیں ہوں پھر خواہ مخواہ غیر مرد کو کیوں دیکھا کروں''۔

(iii).....ایک روز نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک نابالغ غلام (جو آپ نے اپنی لخت جگر کو ہبہ کر دیا تھا) کے ساتھ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لائے اسی وقت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے جسم اطہر پر ایک بہت چھوٹا کپڑا اوڑھ رکھا تھا کہ اگر سر ڈھانپ لیتیں تو پاؤں مبارک ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں پر کپڑا ڈالتیں تو سر مبارک ننگا ہو جاتا۔ آپ نہایت اضطراب کی حالت میں تھیں اور چاہتی تھیں کہ سارا جسم ڈھک جائے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب آپ کا یہ اضطراب دیکھا تو فرمایا۔

''فاطمہ ڈرو نہیں جس سے تم شرما رہی ہو وہ تیرا باپ ہی تو ہے اور

دوسرا تمہارا نابالغ غلام ہے‘‘ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شرم و حیا کا یہ عالم تھا کہ ایک نابالغ بچے کے سامنے بھی پورا بدن ڈھانپ کر رکھنا چاہتی تھیں۔

(iv)..... چکی پیستے پیستے آپ کے ہاتھوں پر گڑے پڑ گئے تھے جو تکلیف کا باعث بنتے تھے اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم اطہر پر پانی کی مشکیں اٹھاتے اٹھاتے نشان پڑ گئے تھے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس مال غنیمت میں غلام اور لونڈیاں آئیں جو آپ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم میں تقسیم فرما رہے تھے۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایماء پر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک لونڈی اپنے لئے بھی لینے کے لئے تشریف لے گئیں۔ لیکن شرم وحیا غالب آ گئی اور آپ اپنا مدعا بیان کئے بغیر ہی واپس آ گئیں۔

(خاندان مصطفیٰ از سعید الحسن شاہ صاحب)

(v)..... حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ کوئی عورت بھی اشد ضرورت کے بغیر دوسری عورت کو برہنہ حالت میں نہ دیکھے۔ نہ ہی دو عورتیں ننگے جسم ایک چادر میں لپٹیں۔ اگر اتفاق سے کوئی عورت یا کسی اشد ضرورت کے تحت کوئی ایک عورت دوسری عورت کو برہنہ حالت میں دیکھ بھی لے تو اپنے شوہر سے

اس کے اعضاء اور جسم کی بناوٹ کی تعریف نہ کرے کہ یہ بھی شرم وحیا کی زمرے میں ہی آتا ہے۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد الیاس عادل ص ۱۴۸)

(vi)..... اُم المومنین حضرت اُم سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شرم وحیا دیکھئے کہ آپ نے اپنے وصال شریف کے وقت خود ہی غسل فرمایا، خود ہی اپنا کفن پہنا اور قبلہ رخ ہو کر وصیت فرمائی ''امی جان میں نے غسل کرلیا ہے، کفن پہن لیا ہے ابھی چند لمحوں کے بعد میرا وصال ہو جائے گا اب میرا کفن نہ کھولا جائے''۔

(طبقات ابن سعید ج ۸ ص ۴۶)

(vii)..... حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اپنی مرض الموت کے دوران حضرت سیدۃ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھ پر سوال کیا ''کیا کوئی ایسا طریقہ ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص میری میت کو بھی نہ دیکھ سکے'' کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ جس طرح عورت کی میت پر چادر ڈال دیتے ہیں لیکن اس کے جسمانی خدوخال نمایاں رہتے ہیں۔ مجھے ایسے عورت کی میت کو دیکھتے ہوئے شرم وحیا آتی ہے۔''

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: ''اے بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نے حبشہ میں دیکھا ہے کہ وہاں لوگ میت کی چارپائی پر درختوں کی شاخیں باندھ کر اوپر ایک

کپڑا ڈال دیتے ہیں جس سے وہ چارپائی ایک ڈولی کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور ہر طرح سے پردہ ہو جاتا ہے۔ پھر میں نے آپ کو کھجور کی شاخوں سے وہ ڈولی تیار کر کے دکھائی جسے آپ نے بہت پسند فرمایا اور مجھے فرمایا:

''جب میرا جنازہ تیار ہو جائے تو اسی قسم کی ڈولی تیار کرنا۔ مجھے دفن کرنے کے لئے رات کے وقت لے جانا اور کسی شخص کو بھی میرے جنازے کی اطلاع نہ دینا'' آپ کی اس وصیت پر من وعن عمل کیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ پہلی خاتون ہیں جن کے لئے تابوت بنایا گیا۔ اور وہ تابوت حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے لئے بنایا تھا جیسا انہوں نے سرزمین حبشہ میں دیکھا تھا۔

(فضائل چمنستان کرم از ڈاکٹر عبدالمعطی امین مصری ص ۳۹۵)

(viii).....آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ اپنی ازواج المطہرات کے حجرہ مبارکہ میں باری باری آرام فرماتے تھے۔ اُم المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عمر رسیدہ ہو چکی تھیں آپ نے اپنی باری اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دی تھی اس لئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں دو رات قیام فرمایا کرتے تھے۔ ان راتوں میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے لئے تحائف اور ہدایا بھیجا کرتے تھے۔ دوسری ازواج المطہرات چاہتی تھیں کہ ان کی باری کے دن بھی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم تحائف بھیجا کریں لیکن براہ راست نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بات کرنے میں حجاب محسوس کرتی تھیں۔ سب نے اتفاق رائے سے طے پایا کہ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنا نمائندہ بنا کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بھیجیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری خواہش کا اظہار فرمائیں۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں تشریف لے گئیں اور عرض کیا:

''یارسول اللہ صلیب اللہ علیہ وسلم وہ سب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے معاملہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انصاف چاہتی ہیں''۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم جب اور جو کچھ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بھیجتے تھے اپنی مرضی سے بھیجتے تھے، نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو کوئی ہدایت وغیرہ جاری نہیں فرماتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بیٹی جس کو میں چاہوں کیا تم اس کو نہیں چاہوگی''

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا شرم کھا کر واپس تشریف لے آئیں۔ ازواج المطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے پھر اصرار کیا کہ

’’بیٹی تم دوبارہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر ہمارا معاملہ پیش کرو‘‘۔حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

’’امی جان خدا کی قسم میں اسی معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ عرض کرنے کے لئے دوبارہ نہیں جاؤں گی‘‘۔(بخاری ومسلم شریف)

(ix).....حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادم خاص تھے آپ گھر کے افراد کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے۔وہ فرماتے ہیں کہ

’’میں نے سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک روز آپ کے شہزادے کو لینا چاہا تو آپ نے پردے کے پیچھے سے اپنا ہاتھ بڑھا کر شہزادے کو مجھے دے دیا اور میرے سامنے نہ آئیں‘‘۔

(فضائل حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد فیض احمد اویسی رضوی ص ۳۰)

(۳).....راست بازی (حق گوئی)

ایک مسلمان کی جملہ صفات میں سے اعلیٰ واولیٰ صفت راست گوئی یعنی سچ بولنا ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث مبارکہ اس ضمن میں وارد ہوئی ہیں۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

(i).....سب سے افضل جہاد جابر سطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔

(ترمذی شریف)

(ii)..... جب کوئی جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بو بو سے فرشتے اس سے میل بھر دور چلے جاتے ہیں۔(ترمذی شریف)

(iii)..... مومن ہر گناہ کر سکتا ہے لیکن جھوٹ نہیں بول سکتا۔

(مشکوٰۃ شریف)

(iv)..... سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی سے جھوٹی بات اس طریقے سے کرو کہ وہ اس کو سچ سمجھے۔

(v)..... جھوٹ بولنے سے رزق گھٹ جاتا ہے۔(مسلم شریف)

(vi)..... منافق کی چار نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے۔(بخاری شریف)

(vii)..... سچائی اختیار کرو کہ صدق بیانی اور راست گوئی نیکی کی راہ دکھاتی ہے اور نیکی بہشت میں لے جاتی ہے۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا راست گوئی کا پیکر مجسم تھیں آپ خود فرماتی ہیں ’’میں نے کبھی کوئی غلط بات نہیں کی اور نہ ہی کبھی کوئی برا عمل کیا‘‘۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

’’میں نے فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ کسی کو صادق القول نہیں دیکھا سوائے ان کے والد گرامی قدر صلی اللہ علیہ وسلم کے‘‘۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرمان کے

مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ سچ بولنے والی اور راست باز حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی تھیں۔ اس لئے آستانہ رسالت کے اندر کسی بھی معاملے میں سب سے زیادہ قابل قبول اور سچی گواہی آپ ہی کی سمجھی جاتی تھی۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا صرف قول کی ہی نہیں بلکہ عمل کی سچی اور راست باز تھیں۔ آپ کے قول وفعل میں کوئی تضاد نہ تھا۔

(۴)..... علم اور عرفان

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا آغوش نبوت میں ہی پل کر جوان ہوئی تھیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تربیت یافتہ تھیں لہٰذا دینی علوم میں ید طولیٰ رکھتی تھیں۔ چونکہ شروع سے ہی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سایہ عاطفت میں تھیں اس لئے جو بھی مسئلہ مسائل آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن لیتی تھیں پھر اسے یاد رکھتی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال شریف کے صرف چھ ماہ بعد وصال فرما گئیں۔ اس لئے آپ سے مروی احادیث مبارکہ کی بہت کم تعداد یعنی صرف اٹھارہ ہے۔ لیکن آپ سے بہت جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت کیا ہے۔

(i)..... روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی لخت جگر کے ہاں گوشت تناول فرمایا جب نماز کا وقت ہو گیا تو وضو کے

بغیر نماز ادا فرمائی۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مرتبہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ایسا سن رکھا تھا کہ جس کا مطلب آپ نے یہ سمجھا تھا آگ پر پکائی جانے والی چیز کھانے سے تازہ وضو کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب دیکھا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز ادا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تازہ وضو فرمالیں''۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''تازہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہر لذیذ چیز آگ پر ہی پکتی ہے''۔

صحیح بخاری میں حدیث شریف ہے کہ بھنا ہوا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ نہ ہی تازہ وضو کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم وسلم نے تخصیص فرمادی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھنا ہوا گوشت تناول فرمایا تھا۔

(ii)....حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورت کے مقام عفت وعصمت کو مکمل طور سے سمجھتی تھیں اور اس سے متعلق پورا علم رکھتی تھیں۔

ایک روز نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا ''بیٹی عورت کی سب سے اچھی خوبی کون سی ہے''۔

لختِ جگر نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورت کی سب سے اچھی خوبی یہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ ہی کسی غیر مرد کی نظر اس پر پڑے''۔

(iii).....حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی سفر سے واپس آئے تو حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قربانی کا گوشت پیش فرمایا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عذر پیش کیا (شروع میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قربانی کا گوشت خود کھانے سے منع فرمایا تھا) حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا اس کے کھانے میں کوئی احرج نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھانے کی اجازت مرحمت فرمادی ہے۔ (مسند احمد بن حنبل ج٦)

(۵).....سخاوت وایثار

اپنی ضرورت پوری کرنے کے بعد دوسروں کی ضروریات کو پورا کرنا سخاوت کہلاتا ہے لیکن اپنی ضرورت کے قطع نظر دوسرے لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنا ایثار کہلاتا ہے۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فیاض، خدمت خلق، سخاوت اور ایثار کا اعلیٰ نمونہ تھیں۔ جو بھی سائل آتا تھا اس کی حاجت روائی فرماتی تھیں اس ضمن میں اپنے اہل بیت کی ضرورت کا بھی خیال نہیں فرماتی تھیں۔ تنگی وعسرت کے حالات میں بھی ایثار کا جذبہ

مدھم نہ پڑتا تھا۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

(i).....بھوکے کو کھانا کھلانا بہترین صدقہ ہے۔(بخاری شریف)

(ii)....وہ شخص مومن نہیں ہوسکتا جو خود سیر ہو کر کھائے اور اس کا ہمسایہ بھوکا رہے۔(مشکوٰۃ شریف)

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ان احادیث مبارکہ پر پورا عمل تھا۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سخاوت اور ایثار کی جھلکیاں

(۱)..... حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ

ایک روز سارا دن بھوکا رہنے کے بعد ہمیں شام کو کھانا میسر ہوا والدہ صاحبہ نے ہمیں پہلے کھلا دیا۔ جب خود کھانے لگیں تو ایک سائل آ گیا اس نے صدا لگائی۔

''میں محتاج ہوں، حاجت مند ہوں، دو وقت کا بھوکا ہوں، اللہ کے نام پر مجھے کھانا کھلا دیجئے''۔

والدہ صاحبہ نے اپنی روٹی اٹھا کر مجھے حکم دیا کہ ''یہ سائل کو دے دو''۔

میں نے عرض کر دیا کہ آپ خود صبح سے بھوکی ہیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔

''بیٹا تیری ماں صبح ایک وقت سے بھوکی ہے لیکن سائل دو وقت سے بھوکا ہے''۔

میں نے والدہ ماجدہ کے حکم کے مطابق وہ روٹی سائل کو دے دی۔ یہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایثار تھا کہ خود بھوکے رہ کر بھوکے کو کھانا کھلایا۔

(۲)..... حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

حضرت حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہو گئے تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت سیدنا صدیق اکبر اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہما کے ساتھ شہزادوں کی تیمارداری کے لئے تشریف لائے اور فرمایا۔

''اے ابوالحسن اگر آپ اپنے بیٹوں کی صحت کے لئے کوئی نذر مان لیتے تو ان کو جلد شفا ہو جاتی''۔

پس حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کی خادمہ حضرت فضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تین روزے رکھنے کی منت مانی، گھر میں خورد و نوش کے لئے کچھ نہ تھا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شمعون یہودی سے تین صاع جَو قرض لے کر آئے۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک صاع پیس کر اس سے پانچ روٹیاں بنائیں۔ جب افطاری کا وقت ہوا تو دروازہ پر ایک سائل نے صدا دی ''میں مسکین ہوں، مجھے کھانا کھلا دو، اللہ تعالیٰ تمہیں جنت کی نعمتوں سے سیر کرے''۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ یہ ساری روٹیاں سائل کو دے دیں۔ چنانچہ کھانا سائل کو دے دیا گیا اور تمام افراد نے پانی سے روزہ افطار کیا۔ دوسرے روز پھر ایک صاع جو پیس کر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پانچ روٹیاں بنائیں جب افطاری کا وقت ہوا تو ایک سائل نے دروازے پر دستک دی ''میں یتیم ہوں، بھوکا ہوں، مجھے کھانا کھلا دیجئے۔

حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ روٹیاں اس سائل کو دلواں دیں۔ روزہ پانی سے افطار کرلیا۔

تیسرے روز پھر حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک صاع جو پیس کر پانچ روٹیاں بنائیں جب افطاری کا وقت ہوا تو دروازے پر سائل نے صدا دی۔ ''میں قیدی ہوں آج ہی قید سے رہا ہو کر آ رہا ہوں، بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلا دیجئے''۔ حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ روٹیاں سائل کو دلوا دیں اور خود روزہ پانی سے افطار فرما لیا۔

(کنزالایمان ص ۸۳۲)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے آئے تو حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سورت الدھر کی آیت نمبر ۸ لے کر حاضر خدمت ہوئے۔

''وہ صرف اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں، مسکین، یتیم اور قیدی کو''۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت فضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نذر کو قبول فرمایا اور حضرت حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو صحت عطا فرما دی۔

یہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایثار تھا کہ کوئی سائل آپ کے در سے خالی نہ لوٹا۔

(۳).....قبیلہ بنو سلیم کے ایک ضعیف شخص نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے دین کے ضروری احکامات، مسائل ارشاد فرمائے اور از راہ مہربانی اس سے پوچھا کہ اس کی مالی حالت کیسی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قبیلہ میں صرف میں ہی غریب، مفلوک الحال، مفلس اور حاجت مند ہوں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا ''تم میں سے کون اس مسکین کی مدد کرے گا''۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا؛

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ایک اونٹنی ہے وہ میں اسے دے دیتا ہوں'' نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ

''تم میں سے کون ہے جو اس کا سر ڈھانپ دے''۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں۔ آپ نے اٹھ کر اپنے سر مبارک سے عمامہ اتارا اور اس کے سر پر رکھ دیا''۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا

''تم میں سے کون ہے جو اس کی خوراک کا انتظام کرے گا''۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور عرض کیا کہ

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں''۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو ساتھ لیا اور دو چار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے ہاں تشریف لے گئے لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئے آخر سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے در پر حاضر ہو کر دستک دی۔ آپ نے پوچھا کہ کون ہے؟ تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساری بات عرض کر دی۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

''اے سلمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آج ہم سب تین دن سے فاقہ سے ہیں۔ بچے بھی بھوکے ہی سو رہے ہیں لیکن میں سائل کو خالی ہاتھ نہیں جانے دوں گی۔ میرے پاس ایک چادر ہے وہ شمعون یہودی کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ یہ چادر فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہے اسے گروی رکھ لو اور اس مسکین کی خوراک کا انتظام کر دو''۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ چادر لے کر شمعون یہودی کے پاس تشریف لے گئے اور ساری داستان اس کو سنا دی۔ شمعون ساری بات سن کر سخت حیران رہ گیا کہ اپنی اتنی تنگی و تنگدستی کے باوجود آل رسول کی سخاوت اور ایثار کا یہ حال ہے۔ شمعون بے اختیار بول اٹھا۔

''اے سلمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مجھے پروردگار کی قسم یہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق تورات میں ذکر کیا گیا ہے۔ تم گواہ رہنا میں فاطمہ

(رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے والدگرامی قدر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لایا''۔

شمعون نے وہ چادر مبارک اوراس کے ساتھ مطلوبہ مقدار میں غلہ وغیرہ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واپس آ کر دونوں چیزیں حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے کر شمعون کے اسلام قبول کرنے کی خوشخبری بھی سنا دی۔ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی چادر مبارک رکھ لی اور سارا غلہ اس مسکین کو دے کر رخصت کر دیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص کو لے کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور ساری داستان عرض کر دی۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے۔ اپنی لخت جگر کے سر مبارک پر اپنا دست شفقت پھیرتے ہوئے دعا کی۔ ''اے اللہ فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تیری بندی ہے تو اس سے راضی ہو جا''۔

(۴)..... حبشہ کے بادشاہ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک بیش قیمت چادر تحفہ میں بھیجی جس میں سونے کی تاریں جڑی ہوئی تھیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب فرمایا کہ یہ چادر انہیں دی جائے گی۔ آپ اپنے گھر میں تھے۔ جب آپ

نے اپنے گھر سے نکلنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کر دیا کہ ہم اتنی بیش قیمت چادر لے کر کیا کریں گے بہتر ہوگا کہ آپ یہ چادر اللہ کی راہ میں محتاجوں اور حاجت مند لوگوں پر ایثار کر دیں۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چادر ان کو عطا فرمائی۔ آپ وہ چادر لے کر بازار گئے اس کی سونے کی تاریں نکلوا کر غرباء و مساکین میں تقسیم فرما دیں اور گھر تشریف لے آئے حالانکہ اس روز بھی آپ کے گھر میں فاقہ تھا۔

(۵).....حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا معمول تھا کہ آپ صبح و شام اکثر و بیشتر اپنے ہمسائیوں کے گھروں میں تشریف لے جاتی تھیں اور معلوم کیا کرتی تھیں کہ کوئی بھوکا نہ رہ گیا ہو۔ اگر کوئی ایسا مل جاتا جو اپنے گھر میں ہوتا وہ انہیں دے آتیں خواہ خود کو فاقہ ہی کرنا پڑتا۔

(۶).....ایک روز آپ کی ایک ہمسایہ عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی جس کے ساتھ اس کا ایک چھوٹا بچہ بھی تھا۔ اس بچے کے گلے میں قمیص تھی وہ بہت زیادہ پھٹی پرانی اور بوسیدہ تھی بس چیتھڑوں کی شکل میں اس کے گلے میں لٹک رہی تھی۔ آپ کا دل بھر آیا آپ نے اپنے شہزادے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گلے سے قمیص اتار کر اس بچے کو پہنا دی اور اس کی قمیص حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گلے میں پہنا دی۔ اس عورت کی

آنکھوں میں آنسوآ گئے وہ عرض کرتی ہے کہ شہزادی میرا آنے کا مقصد بھی یہ تھا جو آپ نے بن مانگے پورا کر دیا۔ میں یہی سوچ کر آئی تھی کہ آپ سے عرض کروں کہ آپ کے شہزادے کی اگر کوئی پرانی قمیص ہو تو برائے مہربانی میرے بچے کو عطا کر دیں۔

وہ عورت جب چلی گئی تو آپ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گلے سے قمیص اتار کر اسے دھویا اور جہاں جہاں سے پھٹ چکی تھی اس کو سیا اور اپنے شہزادے کے گلے میں ڈال دی۔

(۷).....حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پوری زندگی صبر و قناعت، تسلیم ورضا کی زندگی تھی۔آپ کی ساری زندگی نہایت تنگدستی میں بسر ہوئی۔کئی دفعہ تین تین روز تک فاقہ آ جاتا تھا۔ایسے حالات میں بھی ایک عورت نے آپ سے پوچھا:

’’اگر آپ کے پاس چالیس اونٹ ہوں تو ان پر کتنی زکوٰۃ واجب ہے‘‘۔فرمایا

’’اگر میری بات کرتی ہو تو چالیس کے چالیس اور اگر کسی اور سے متعلق پوچھتی ہو تو چالیس میں سے ایک‘‘۔

(۸).....حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے گھر میں تشریف لائے ہوئے ایک دن ہی گزرا تھا کہ ایک سائل نے دروازے پر آ کر صدا دی۔

''اے بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کپڑے کا سوال ہے''۔

سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک ہی اچھی قمیص تھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جہیز میں دی تھی۔آپ نے راہ خدا میں وہ قمیص اس سائل کو عطا کر دی۔

(۹).....حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ عصر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سائل آیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ اس سائل کو اپنی لخت جگر کے پاس بھیج دیا۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ مینڈھے کی کھال جس پر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرام فرمایا کرتے تھے اس سائل کو عطا کر دی۔

(۱۰).....حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی نے حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک بوری اناج تحفہ میں بھیجی۔عین اسی وقت ایک سائل آپ کے دروازہ پر آ گیا اور اس نے صدا دی کہ

''اے رسول زادی میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دیں''۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہی اناج کی بوری اس سائل کو دے دی۔حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت زیادہ صابر اور متوکل علی اللہ تھیں۔

(۱۱)....شام کے ایک مشہور رئیس کی بیٹی فاطمہ شامیہ تورات، زبور، انجیل کی عالمہ تھی۔ وہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملاقات کے لئے مدینہ شریف آئی تو اپنے ساتھ بیش قیمت ملبوسات، زیورات اور خشک میوہ جات تحائف لے کر آئی۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مہمان کی دل شکنی نہ ہونے کے خیال سے وہ تحائف قبول فرمالئے لیکن فرمایا ''اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ تحائف و نذرانے اسلام کی خدمت میں صرف کر دوں'' پھر اجازت ملتے ہی آپ نے وہ سب کچھ مستحقین میں تقسیم فرمادیا اور اپنے لئے کچھ بھی بچا نہ رکھا۔

(اخلاق فاطمہ سلام اللہ علیہا از ندیم باری ج۳ ص۸۹)

(۱۲)....حضرت ابوالحرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لائے تو حسب معمول اور حسب عادت شریف حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چاندی کے جھمکے، گردن بند اور ہاتھوں میں چوڑیاں پہنی ہوئی ہیں اور بہت اطہر میں دروازے پر منقش پردہ لگایا ہوا تھا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ انور پر کچھ ناراضگی کے آثار نمایاں ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں منبر شریف پر خطبہ ارشاد کرنے کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ حضرت سیدہ

فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نباض نبوت تھیں۔آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خفگی کی وجہ سمجھ گئیں۔آپ نے وہ تمام چیزیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا۔

’’یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمام چیزیں غریبوں میں صدقہ فرمادیں‘‘۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خوش ہو گئے فرمایا:

’’بیٹی میں تم پر قربان جاؤں، دنیا نہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اور نہ ہی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس دنیا کی حقیقت مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اس میں سے کسی کافر کو ایک پر تک نہ دیتا‘‘

(سیرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد الیاس عادل ص ۱۰۹)

(۶).....عبادت گزاری

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عبادت گزاری ورثہ میں ملی تھی۔آپ کے والد محترم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم ساری ساری رات مصلّے پر قیام وسجود میں گزار دیتے تھے کہ پاؤں مبارک متورم ہو جاتے تھے۔یہی معمول حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی تھا۔آپ نے بچپن سے ہی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبادات کا مشاہدہ کیا تھا اور فطری طور پر عبادت الٰہی کی طرف

راغب ہوگئی تھیں۔

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''اس اُمت میں حضرت فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ کسی نے عبادت نہیں کی۔ راتوں کو نماز میں اتنی دیر کھڑی رہتیں کہ پاؤں مبارک متورم ہو جاتے تھے''۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''میں نے دیکھا کہ میری والدہ محترمہ حضرت فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر کی مسجد کے محراب میں ساری ساری رات نماز میں لگی رہتی تھیں حتیٰ کہ صبح ہو جاتی تھی۔ میں نے خود سنا ہے کہ آپ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے بہت دعائیں مانگا کرتی تھیں اور اپنی ذات کے لئے کبھی کوئی دعا نہیں مانگتی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ امی جان اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ اپنی ذات کی خاطر کبھی کوئی دعا نہیں کرتی ہیں''۔

تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اَوَّلُ الْجَوَارِ ثُمَّ الدَّارِ۔ پہلے ہمسائے پھر اپنے گھر کے لئے''۔

(مدارج النبوت ج۲ص۶۲۹)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اولین و آخرین میں فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سیدۃ النساء عالمین ہیں۔ جب وہ محراب عبادت میں کھڑی ہوتی ہیں تو فرشتے اس پر

سلام بھیجتے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔

یَا فَاطِمَۃُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰیکِ وَ طَھَّرَکِ وَاصْطَفٰکِ عَلٰی النِّسَاءِ الْعَالَمِیْنَ۔

اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جہانوں کی عورتوں میں سے پاک وطاہر کیا اور برگزیدہ بنایا''۔

(روضہ الواعظین سیرت فاطمۃ الزھراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از حافظ ناصر محمود ص ۱۷۶)

تلاوت قرآن مجید تو آپ کے رگ و ریشہ میں رچی ہوئی تھی۔ امور خانہ داری میں مصروف ہیں لیکن زبان پر تلاوت قرآن جاری ہے۔

(i).....حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے کسی کام سے حضرت فاطمۃ الزھراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دولت کدہ میں جانے کا اتفاق ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ چکی پیستی جاتی تھیں اور قرآن حکیم کی تلاوت کرتی جاتی تھیں۔

(ii).....حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبح فجر کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے تو سیدۃ النساء فاطمۃ الزھراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی مصلّے پر کھڑی ہوگئیں حالانکہ آپ اس روز بیمار تھیں۔ جب حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آئے تو دیکھا کہ آپ چکی پیس رہی ہیں اور قرآن حکیم کی تلاوت بھی جاری ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا تو فرمایا۔

''بیماری کی حالت میں تو اتنی عبادت، ریاضت، محنت مشقت نہ کیا کریں۔ تھوڑی دیر ضرور آرام کرلیا کریں ایسا نہ ہو کہ اتنی مشقت سے بیماری میں اضافہ ہوجائے''۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

''اللہ تعالیٰ کی عبادت اور آپ کی اطاعت ہی تو میری مرض کا بہترین علاج ہے۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی چیز میری موت کا باعث بن جائے تو اس سے بڑھ کر اور میری کیا خوش نصیبی ہوسکتی ہے''۔

(کتاب الفضائل ص ۱۴۷)

(iii)..... حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قرآن حکیم کی تلاوت سے خاص شغف تھا۔ تلاوت قرآن کے دوران خوف خدا کے باعث آپ کا چہرہ زرد ہو جایا کرتا تھا۔ تمام جسم مبارک تھر تھر کانپنے لگتا تھا، آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی تھی اور آنسو مصلّے پر گرتے تھے۔

(iv)..... حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک روز میں سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دولت کدہ میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بکرے کی کھال پر لیٹے ہوئے آرام فرما رہے ہیں اور سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے دست اقدس سے پنکھا جھل رہی ہیں

اورزبان اطہر پرتلاوت قرآن مجید جاری ہے۔

(v).....حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

''میں گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا روٹی پکاتی جاتی ہیں اور نہایت خوش الحانی سے تلاوت قرآن بھی کرتی جاتی ہیں''۔

(vi).....جب قرآن مجید میں عذاب دوزخ سے متعلق آیت مبارکہ

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ (الحجر۴۳)

''اور بے شک جہنم ان سب کا وعدہ ہے'' شیطان اور اس کی اتباع کرنے والوں کے لئے جہنم ہے''۔

نازل ہوئی تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی شدت سے رونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی رو دیئے۔ جب زیادہ ہی گریہ زاری شروع ہوگئی اور لوگوں کو علم تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی لخت جگر کو دیکھ کر ہمیشہ خوش ہوتے ہیں تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے تجویز کیا کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا جائے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گریہ کم ہو جائے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیغام دینے گئے تو دیکھا کہ آپ چکی پیس رہی ہیں اور ساتھ ہی تلاوت قرآن بھی جاری ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے جب جا کر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سارا ماجرا بیان کیا تو آپ کمبل اوڑھ کر مسجد میں تشریف لے آئیں اور عرض کیا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا رلایا ہے''۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی تو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی خوف خدا سے گر پڑیں۔ بار بار اس آیت کو پڑھتی رہیں اور روتی رہیں۔

(vii).....حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قرآن مجید میں جب کوئی بات تشریح طلب ہوتی تو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا براہ راست نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھ لیا کرتی تھیں۔ اس وجہ سے آپ کو قرآن پاک پر مکمل عبور حاصل تھا۔ آپ ہر آیت کے نزول، معنی، تشریح اور تفسیر سے متعلق جانتی تھیں۔ آپ خود فرماتی ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَجْعَلَنِیْ جَاحِدًا لِشَیْءٍ مِنْ کَفَابِہٖ

''سب تعریف اللہ کی جس نے مجھے اپنی کتاب کے کسی نکتہ سے حیران نہیں کیا''۔

(viii).....حجۃ الوداع کے موقعہ پر حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام ازواج المطہرات کے ساتھ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھیں۔ حج سے فارغ ہو کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس

کے پاس قربانی کا جانور نہیں ہے وہ احرام کھول دے۔ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی احرام کھول دیا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن سے حج میں شامل ہونے کے لئے آئے تھے اپنے ساتھ قربانی کے جانور لائے تھے۔ لہٰذا وہ احرام میں ہی رہے۔ جب اپنی زوجہ محترمہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو احرام کے باہر رنگین کپڑوں میں ملبوس دیکھا تو احرام کھولنے کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے عرض کیا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہی حکم تھا۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد الیاس عادل ص ۹۱)

درود فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح سے درود بھیجا کرتی تھیں جو ''درود فاطمہ'' کے نام سے مشہور ہوا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّی عَلٰی مَنْ رُوْحُہٗ مِحْرَابُ الْاَرْوَاحِ وَ الْمَلٰئِکَۃِ وَالْکَوْنِ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّی عَلٰی مَنْ ھُوَ اِمَامُ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ۝اَللّٰھُمَّ صَلِّی عَلٰی مَنْ ھُوَ اِمَامُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۝

''اے اللہ درود نازل فرما اس ذات پر جن کی روح تمام ارواح فرشتوں بلکہ ساری کائنات کیلئے محراب ہے۔اے اللہ درود نازل فرما ان پر جو تمام انبیاء اور مرسلین کے امام ہیں۔اے اللہ درود نازل فرما ان پر جو جنتی لوگوں جو اللہ کے مومن بندے ہیں کے امام ہیں''۔

(شان بتول بزبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم از افتخار احمد حافظ قادری ص ۱۱)

(۷)....زہد و تقویٰ

دنیا اور اس کی زیب و زینت سے بے رغبتی زہد کہلاتی ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مالک کون و مکان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کی چابیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے تصرف کا پورا اختیار دیا ہے۔ وہ خالق کل

ہے تو یہ مالک کل ہیں۔ دیتا وہ ہے تقسیم یہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کن کی زبان عطا کی ہوئی ہے جو فرما دیں وہ ہو جاتا ہے۔
حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

اگر میں چاہوں تو مکہ کے تمام پہاڑ ابھی سونے کے بن جائیں اور چاہوں تو میرے ساتھ ساتھ بھی چلیں۔ ایک طرف تو یہ عالم ہے اور دوسری طرف یہ کہ دنیاوی عیش وعشرت نام کو نہیں۔ کئی کئی روز گھر میں چولہا نہیں جلتا۔ خورد ونوش کی کوئی چیز میسر نہیں آتی۔ فاقے پر فاقے آ رہے ہیں لیکن زبان پر کوئی طلب نہیں ہیں۔ مل گیا تو کھا لیا ورنہ کوئی شکوہ و شکایت نہیں، صبر کی انتہا نہیں۔

فرمایا میرا فقر، زہد سب اختیاری ہے۔ میں مجبور نہیں ہوں۔

یہی حال حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا۔ سادگی، صبر وشکر، زہد وتقویٰ آپ کا اختیاری شعار تھا۔ دنیاوی جاہ و حشمت سے بیزاری تھی۔ پیٹ میں خوراک نہیں جسم پر لباس نہیں پھر بھی اتنی خوشی کہ جیسے دو جہاں کی نعمتیں مل گئی ہوں۔ گھر کے کام کاج میں ہمہ تن مصروف ہیں اور زبان پر تلاوت قرآن حکیم جاری ہے۔ کوئی کسی قسم کا فکر و انگیز نہیں۔ توکل کی انتہا ہے۔ آپ کی سخاوت اور ایثار میں پڑھ آئے ہیں۔ چند اور بھی مثالیں ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور خواتین کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے زہد وتقویٰ کی سبق آموز مثالیں

(۱)..... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عیادت کو گئے۔ در فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر پہنچ کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دستک دی اور اندر جانے کی اجازت طلب فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا کہ میرے ساتھ عمران بن حصین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی ہیں۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ میرے پاس ایک چھوٹی سی چادر ہے جس سے میں اپنا پورا جسم ڈھانپ نہیں سکتی۔ بس جتنا ہو سکا وہ چھپائے بیٹھی ہوں''۔

یہ آپ کے فقر و زہد کا حال تھا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی چادر مبارک اندر پھینکی۔ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس چادر مبارک سے پردہ کر لیا۔ پھر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کر دیا کہ

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھی کے ہمراہ اندر تشریف لے آیئے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر داخل ہوئے۔ سلام کے بعد فرمایا:

''بیٹی کیسی ہو''۔

وہ عرض کرتی ہیں۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تو یہ ہے کہ میں بیمار ہوں اور دوسرا یہ کہ میں بھوکی ہوں میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں کہ جسے کھا کر اپنی بھوک مٹا سکوں''۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چشمان مبارکہ میں آنسو آ گئے فرمایا:

''بیٹا گھبراؤ نہیں۔ اللہ کی قسم میرا پرودگار عالم کے ہاں تجھ سے زیادہ مرتبہ ہے۔ مگر میں نے بھی تین دن سے کچھ کھایا نہیں ہے۔ اگر میں اللہ تعالیٰ سے مانگوں تو وہ ضرور مجھے کھلائے گا مگر میں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دے رکھی ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست شفقت اپنی لخت جگر کے سر پر پھیرا اور فرمایا ''بیٹی دنیا کے مصائب سے دل شکستہ نہ ہو۔ تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو''۔

(۲)..... نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک روز حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر اونٹ کی کھال کا لباس زیب تن فرمایا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمان مبارک میں آنسو آ گئے۔ فرمایا:

''اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تم آج دنیا کی تنگی وسختی پر صبر کرو تاکہ کل قیامت کے دن جنت کی نعمتیں تمہیں حاصل ہوں''۔

(مدارج النبوت ج۲ص ۶۲۸)

(۳)..... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ سیدۃ النساء فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لے آئیں۔ بھوک سے آپ کا چہرہ زرد ہو رہا تھا۔ آپ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کھڑی ہو گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بیٹی میرے قریب ہو جاؤ''۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو کر کھڑی ہو گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیاں مبارک پھیلا کر اپنی ہتھیلی مبارک حضرت فاطمتہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سینہ اقدس پر رکھی اور دعا کی

''اے میرے اللہ بھوک کے پیٹ کو بھر دینے والے، حاجت روائی کرنے والے اور گرے ہوؤں کو بلند کرنے والے فاطمتہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھوکا نہ رکھ''۔

حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

میں نے اس وقت دیکھا کہ بھوک کے باعث جو آپ کے چہرہ

انور پر زردی تھی وہ ختم ہوگئی تھی اور چہرہ پر خون کی رنگت سرخی ظاہر ہو رہی تھی۔
پھر چند دنوں کے بعد میں نے حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا تو فرمایا:

''اے عمران اسی دن کے بعد مجھے کبھی بھوک نے تنگ نہیں کیا''۔(مدارج النبوت ج۲ص ۶۲۸)

(۴).....ایک روز سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک روٹی کا ٹکڑا پیش فرمایا تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''بیٹی یہ ٹکڑا کہاں سے ملا ہے''۔

عرض کیا کہ

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ جو مل گئے تھے وہ میں نے پیش کر روٹی پکائی تا کہ بچوں کو کھلاؤں۔ جب بچوں کو کھلا رہی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی خیال آیا تو میں یہ روٹی آپ صلی اللہ علیہ سلم کے لئے لے آئی ہوں''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چشمان مبارکہ میں آنسو آ گئے اور فرمایا:

''بیٹی مسلسل چار وقتوں کے بعد روٹی کا یہ پہلا ٹکڑا ہے جو تیرے باپ کے منہ میں گیا ہے''۔

(۵).....ایک روز نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فاقہ سے تھے اور یہی حال

سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تشریف لے جارہے تھے کہ راستہ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی مل گئے تو انہیں بھی ساتھ لے لیا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مکان کے قریب ہی اپنے باغ میں کام کررہے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا علم ہوا تو اپنے باغ سے کھجوروں کا گچھا اتارا اور ساتھ لیکر بھاگتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ آپ نے دیکھا کہ گھر میں خوردنوش کی کوئی چیز نہیں ہے تو آپ نے بکری ذبح کی۔ آدھے گوشت کا سالن اور آدھے گوشت سے کباب تیار کئے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے لئے کھانا پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تناول فرمایا اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ

''میری بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے بھی کھانا بھجوادو کہ وہ بھی کئی روز سے فاقہ میں ہے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا تناول فرما رہے تھے تو وحی کے آثار شروع ہوگئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قیامت کے دن بندوں سے دنیاوی نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا''۔

(۶)......ایک روز حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا آٹھ پہر سے فاقے کی حالت میں تھے۔

شام کو ایک تجارتی قافلہ آیا۔ تاجر کو اونٹوں سے سامان اتروانے کے لئے ایک مزدور کی ضرورت تھی۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رات گئے تک اونٹوں سے سامان اتارنے کی مزدوری کی تو آپ کو ایک درہم معاوضہ ملا۔ آپ نے اس ایک درہم کے جَو خریدے اور گھر تشریف لے آئے۔ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا انتظار میں ہی تھیں اور آپ کو یہ بھی علم تھا کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بھوکے ہیں۔ آپ نے وہ جَو پیسے آٹا بنا کر روٹیاں پکائیں اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش فرمائیں۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانا تناول فرمایا تو پھر سیدہ نے آپ روٹی کھائی۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول مبارک یاد آ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

''فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) دنیا کی بہترین عورتوں میں سے ہے''۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد الیاس عادل ص ۱۳۸ تا ۱۴۷)

(۷)....حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کئی روز جب فاقے کی حالت میں گزر گئے اور بھوک نے سخت تنگ کیا تو میں گھر سے باہر

نکل گیا۔ سرراہ مجھے ایک دینار پڑا ہوا ملا۔ اب میں سوچ میں پڑ گیا کہ اسے اٹھاؤں یا نہ اٹھاؤں۔ بھوک نے تنگ کیا ہوا تھا آخر چار و ناچار میں نے وہ دینار اٹھالیا۔ بازار سے اس کا آٹا خریدا اور گھر لے آیا۔ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کمزوری کی یہ حالت تھی کہ کمر جھک گئی تھی اور پیشانی مبارک کے بال مبارک لگن تک پہنچ رہے تھے۔ بڑی مشکل سے آپ نے آٹا گوندھا۔ روٹی پکائی، ہم نے روٹی کھائی تو میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور ساری بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

''اسے کھالو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ رزق دیا ہے''۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از حافظ ناصر محمد ۱۷۲)

(۸).....ایک روز نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی لخت جگر کے ہاں تشریف لے گئے اور پوچھا کہ

''بیٹی کیا حال ہے''۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچے بھی تین روز سے بھوکے ہیں''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل انور بھر آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ عرض کیا

اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا اَنْزَلْتَ عَلٰی

مَرْيَمُ بِنْتِ عِمْرَانَ.

''یا اللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اہل بیت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر رزق نازل فرما جیسے تو نے مریم بنت عمران (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر نازل کیا''۔

حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جنتی پھل عطا ہوتا تھا۔ آپ کے حجرہ مبارک میں بے موسمی پھل نازل ہوا کرتے تھے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جونہی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے جواہر نگار زریں برتنوں میں پکا پکایا کھانا حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر کر دیا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے تھے کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے پھر بھی پوچھا۔

''بیٹی یہ کھانا تمہارے پاس کہاں سے آیا''۔

عرض کیا: هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٌ۔

''یہ اللہ کی طرف سے آیا ہے بے شک وہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب عطا کرتا ہے''۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَکَ شَبِیْهَ سَیِّدَةَ النِّسَآءَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ (مریم)

''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے (میری اُمت میں بھی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنی اسرائیل کی عورتوں کی سردار (حضرت مریم

رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی مثال قائم فرمادی‘‘۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرات حسنین کریمین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور دیگر اہل بیت کو جمع فرمایا۔ سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔ کھانا پھر بھی بچ رہا جو ہمسائیوں میں تقسیم کیا گیا۔

(تفسیر کشاف ج اول ص ۳۵۹، البتول ص ۱۸۱)

ایک دوسری روایت کے مطابق

جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی اور اپنی شہزادی کو حکم دیا کہ

’’ذرا اپنی کوٹھڑی میں دیکھو کہ تمہیں کیا نظر آتا ہے‘‘۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اندر تشریف لے گئیں۔ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ ہیں۔ آپ نے کوٹھڑی میں اندر جا کر دیکھا کہ ایک جواہر نگار پیالہ ثرید سے بھرا ہوا ہے اور اس کے اوپر ایک پکے ہوئے گوشت کا ٹکڑا رکھا ہوا ہے جس میں سے کستوری جیسی خوشبو نکل کر پھیل رہی ہے۔ آپ نے وہ پیالہ اٹھایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

’’اللہ کا نام لے کر اس کو کھاؤ‘‘۔

پھر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خوب سیر ہو کر اس غیبی کھانے کو تناول فرمایا۔ (معارج النبوت ج ۴)

(۹).....۸ہجری میں مکہ مکرمہ فتح ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مکہ مکرمہ میں ہی مقیم تھے۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مبارک میں تشریف فرما تھیں۔ ایک خادمہ حاضر خدمت ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پینے کی چیز پیش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کچھ نوش فرمایا اور باقی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دے دیا۔ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ مشروب پی لیا۔ پھر یاد آیا کہ آپ کا تو روزہ تھا، عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا تو روزہ تھا''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر یہ نفلی روزہ تھا تو پھر کوئی حرج نہیں''۔

(سیرت طیبہ پنجتن پاک ص ۳۷۶)

(۱۰).....ایک روز گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہ تھی، حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زوجہ محترمہ سے فرمایا:

''میں فلاں یہودی کے باغ میں مزدوری کے لئے جا رہا ہوں۔ دونوں شہزادوں کو بھی ساتھ لے جاتا ہوں کہ یہ بھوک کی وجہ سے آپ کو تنگ نہ کریں''۔ چنانچہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں شہزادوں کو ساتھ لے کر چلے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لخت جگر

کے ہاں تشریف لے آئے۔ دونوں شہزادوں کو موجود نہ پایا تو پوچھا

''بیٹی میرے شہزادے کہاں ہیں''۔

عرض کیا۔

''علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فلاں باغ میں تشریف لے گئے ہیں اور ان کو بھی ساتھ ہی لے گئے ہیں''۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام از خود ہی وہاں تشریف لے گئے اور دیکھا کہ دونوں بچے ایک حوض کے پاس کھیل رہے تھے۔ اور ان کے پاس چند کھجوریں پڑی ہوئی ہیں۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا

''علی، اس سے قبل کہ دھوپ تیز ہو جائے دونوں بچوں کو لے کر گھر چلو''۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر تشریف رکھیں تاکہ میں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے بھی درخت سے گری ہوئی کھجوریں چن لوں''۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسب ضرورت کھجوریں چن لیں اور اپنے کپڑے میں ڈال لیں۔ ایک شہزادے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھالیا اور دوسرے کو سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گود لے لیا اور اسی حالت میں سب گھر پہنچ گئے۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد بلال قادری ص ۱۲۰)

(۸).....صلہ رحمی

اپنے رشتہ داروں سے حسن سلوک سے پیش آنا صلہ رحمی کہلاتا ہے۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تمام رشتہ داروں کے ساتھ نہایت ہی اچھے تعلقات تھے۔ آپ سب کے ساتھ محبت اور خندہ پیشانی سے پیش آتی تھیں۔ ان کے ہر دکھ سکھ میں شریک ہوتی تھیں۔

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اطاعت گزاری

(i).....آپ ابھی کم سن ہی تھیں کہ آپ کی حقیقی والدہ ماجدہ سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوگیا تھا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ساس تھیں۔ آپ نے اپنی ساس کی خدمت کر کے دنیا میں ایک مثال قائم کردی کہ بہو ساس کے تعلقات ایسے بھی ہوتے ہیں۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب اپنے گھریلو کام کاج سے فارغ ہوتیں تو اپنی ساس کی خدمت بجالاتیں۔ ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھتیں۔ انہیں زیادہ کام نہ کرنے دیتیں ان کے آرام کا خاص خیال رکھتیں۔ ان کے کپڑے دھوتیں۔ انہیں کھانا کھلاتیں۔ ان کا بستر بچھاتیں اور صاف کرتیں۔ ان کے ذمہ جو کوئی کام ہوتا اس میں ان کی مدد کرتیں۔

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

’’فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے جس قدر میری خدمت کی ہے اتنی خدمت شاید ہی کسی بہو نے اپنی ساس کی کی ہوگی۔ میری بہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر ہے مجسمۂ محبت ہے، بے حد خدمت گزار ہے اور مجھے حقیقی ماں کی طرح جانتی ہے۔

(سیرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد الیاس عادل ص ۱۱۳)

حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فراق

(ii)..... نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جنگ بدر سے واپس ہونے سے قبل حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی ہمشیرہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہو چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لخت جگر کی قبر پر تشریف لے گئے۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ساتھ تھیں۔ آپ اپنی ہمشیرہ کی یاد میں بہت روئیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے کپڑے مبارک سے ان کے آنسو پونچھتے جاتے تھے اور آپ کو تسلی دے رہے تھے۔

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر گریہ زاری

(iii)..... حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چچا جان حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ موتہ میں شہادت پائی تو سیدہ کو اتنا صدمہ ہوا کہ آپ ’’ہائے میرا چچا‘‘، ’’ہائے میرا چچا‘‘ کہتے ہوئے روتیں رہیں۔ آپ

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چشمان مبارکہ بھی تر ہوگئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے شخص پر رونے والوں کو رونا چاہئے''۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا

''اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا (زوجہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آج غم زدہ ہیں لہٰذا آج تم ان کے بچوں کے لئے کھانا تیار کرو''۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از حافظ ناصر محمود ص ۱۶۵)

ازواج المطہرات سے محبت

(iv).....حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام ازواج المطہرات کی ایک جیسی عزت کرتی تھیں۔ حقیقی والدہ کی طرح ان کا ادب کرتی تھیں۔ وہ جو کام کرنے کے لئے کہتیں اسے خوشی خوشی سرانجام دیتی تھیں۔

☆.....حضرت اُم المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرما دیتیں کہ بی بی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آج ذرا گھر میں جھاڑو تم نے دینی ہے۔ آپ فوراً جواب دیتیں۔

''فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ذرا میرے گھر کی دیوار کو لیپ تو کردو''۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب کام چھوڑ کر دیوار کی لپائی شروع کردیتیں۔

☆.....اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمادیتیں۔

''فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میرے برتن دھو کر صاف کردے''۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جواب دیتی ہیں۔

''امی جان آپ نے تو مجھے کبھی کوئی کام بتایا ہی نہیں ہے۔ میری خوش قسمتی کہ آپ نے مجھے کوئی حکم دیا ہے۔ میں ابھی حاضر ہو کر آپ کے برتن صاف کئے دیتی ہوں''۔

☆.....اُم المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں۔

''فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میں چند روز کی مہمان ہوں۔ کبھی کبھار میرا کام کر جایا کرو''۔

سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتی ہیں۔

''امی جان، میں آپ کی ہی غلام ہوں۔ آپ اپنا سارا گھر کا کام مجھ پر چھوڑ دیں میں آپ کے گھر کا سارا کام کر جایا کروں گی''۔

☆.....اُم المومنین حضرت اُم سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمادیتی تھیں۔

''فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آج میری طبیعت خراب ہے ذرا میرے گھر آنا''۔

حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ان کے ہاں تشریف لے جاتیں۔ ساری رات ان کا سر اور جسم دباتی رہتی تھیں۔

☆.....اُم المومنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود اپنے حجرہ شریف کی چھت مرمت کرنے لگتی ہیں تو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کا ہاتھ پکڑ لیتی ہیں اور عرض کرتی ہیں۔

''آپ اس وقت اتنا سخت کام نہ کریں۔ مجھے حکم دے دیا کریں''۔

☆.....اُم المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک روز کسی بات پر حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جھڑک دیا۔ تو کسی نے کہہ دیا کہ اب آپ ان کے ہاں نہ جایا کرو۔ تو آپ نے فرمایا

''کیوں نہ جاؤں، وہ میری ماں ہیں، وہ مجھے جو چاہیں کہہ لیں''۔

(اخلاق فاطمہ سلام اللہ علیہا از ندیم باری ص ۳۳)

☆.....جب آپ کو فضہ نامی کنیز میسر آئی تو آپ نے اس کے ساتھ جو حسن سلوک روا رکھا وہ آج کل کے ''آقاؤں'' کے لئے مشعل راہ ہے۔

ایک روز جو کام فضہ کرتی تھیں۔ دوسرے روز وہی کام خود حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کرتی تھیں۔ اپنی کنیز پر کوئی ایسا کام نہ ڈالتیں جو اس سے نہ ہوسکتا ہو۔ کبھی اس سے بے جا کام نہ لیا۔ ہمیشہ اس کے ساتھ مل جل کر کام کیا۔

ایک روز نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو حضرت

فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا چکی پیس رہی تھیں۔ حضرت فضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''بیٹی تم خود اتنی مشقت کیوں کرتی ہو۔ اپنی کنیز سے کام لیا کرو''۔

لخت جگر نے عرض کیا۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل اس کی باری تھی۔ آج میری باری ہے''۔ (اخلاق فاطمہ سلام اللہ علیہا از ندیم باری ص ۳۴)

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا غم

(۷)..... غزوہ احد میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت پائی تو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گریہ زاری دیکھ کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھیں بھی نم ہوگئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تیرے جیسا صدمہ کسی کو نہیں پہنچا''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب اور حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا

''خوش ہو جاؤ۔ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور خبر دی کہ ساتوں آسمانوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ''حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شیر ہیں''۔

(سیرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از ذوالقرنین عطاری المدنی ص ۱۲۲)

(vi)....ہمسائے کی تعزیت

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت میں ایک میت کو دفنایا اور واپس ہوئے۔ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دولت کدہ کے دروازے پر پہنچے تو وہاں رک گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آتے ہوئے دیکھا تو فرمایا

'اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تمہیں کس چیز نے گھر سے نکلنے پر آمادہ کیا''۔

سیدہ عرض کرتی ہیں۔

''میں اس میت کے لواحقین سے تعزیت کرنے آئی تھی''۔

آپ نے فرمایا:

''کیا تم ان کے ساتھ قبرستان تک پہنچ گئی تھی''۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض کرتی ہیں

''معاذ اللہ، میں ایسا کیسے کر سکتی ہوں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کے قبرستان جانے کے بارے میں سن رکھا ہے''۔

(سنن ابی داؤد ج۲ ص۳۸۹)

خانگی زندگی

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے میکے

یعنی والد محترم ذی محتشم و ذی وقار نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رخصت ہو کر اپنے سسرال یعنی اپنے شوہر نامدار حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے ہاں تشریف لے گئیں۔ چٹائی پر ایک کونہ میں سمٹ کر بیٹھ گئیں۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنی زوجہ محترمہ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے کاشانہ میں لے آئے تو جوان کا کل اثاثہ تھا وہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد کر دیا جس میں ایک زرہ تھی۔ ایک بھیڑ کی کھال اور ایک پرانی یمنی چادر تھی۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از حافظ ناصر محمود ص ۹۱)

(۱)..... حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں:

کہ اگلے روز نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو صاحبزادی نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کے ساتھ میرا نکاح کر دیا ہے جس کے پاس نہ کچھ مال وزر ہے نہ ہی کوئی گھر کی چیز ہے''۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت میں سے صرف دو اشخاص کو پسند فرمایا ہے۔ ایک تیرا

باپ دوسرا تیرا شوہر ہے''۔تم ہرگز اپنے شوہر کی نافرمانی نہ کرنا بلکہ اس کی فرمانبرداری بجالانا''۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''تم اپنی زوجہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ نرمی اور اخلاق کا مظاہرہ کرنا۔ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میرے جگر کا ٹکڑا ہے اس کو خوش رکھنا مجھے خوش رکھنے کے مترادف ہے''۔

(۲).....حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

''کیا تم راضی نہیں ہو کہ میں نے تمہارا نکاح اس شخص سے کیا ہے جو از روئے اسلام سب سے پہلے مسلمانوں میں ہے۔ وہ علم کے اعتبار سے دانا ترین ہے۔تم میری امت کی عورتوں میں سے بہترین ہو جس طرح سے مریم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اپنی قوم میں تھیں''۔

(۳)..... نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

''میں نے تمہارا نکاح اس شخص کے ساتھ کیا ہے جو دنیا میں نیک بخت اور آخرت میں صالحین میں سے ہے''۔

(سیرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد الیاس عادل ص ۷۰)

کنز العمال میں ہے کہ جس روز حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ اسی روز نماز عشاء کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لخت جگر کے ہاں تشریف لائے۔ ایک پیالہ پانی منگوایا اس میں اپنا لعاب دہن مبارک ڈالا۔ معوّذتین اور دعا پڑھی۔ پھر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا کہ ''یہ پانی پی لو''۔ پھر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ ''پانی پی لو''۔ پھر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی۔

''اے اللہ یہ دونوں جانیں مجھ سے ہیں اور میں ان کا ہوں۔ اے باری تعالیٰ جس طرح تو نے مجھ سے پلیدی دور کر کے مجھے پاک بنایا ہے اسی طرح سے ان دونوں کو پاک بنا۔ اے اللہ ان کے مابین پیار و محبت شامل فرما۔ ان میں اور ان کی اولاد میں برکت عطا فرما۔ ان سے پریشانی کو دور فرما۔ ان کی قسمت کو اچھا کر ان پر برکت نازل فرما اور ان سے بکثرت اولاد پاک پیدا فرما''۔

رخصتی کے وقت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی لخت جگر حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نصیحت فرمائی تھی۔

''اپنے خاوند سے محبت کرنا۔ ان کے ہر حکم کی اطاعت کرنا، دیکھنا کہ کبھی ایسا نہ ہو کہ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمہاری شکایت کریں، ان سے

ایسی بات کی فرمائش نہ کرنا جو وہ پوری نہ کر سکتے ہوں۔ اپنے دکھ درد سنا کر ان کے دل کو رنجیدہ نہ کرنا۔ ہمیشہ سادہ زندگی بسر کرنا'۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے والد گرامی قدر نبی مکرم و محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر من وعن عمل کر کے دکھایا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے گھر کے کاموں کی انجام دہی اس طرح سے تھی کہ گھر سے باہر کے کام والد محترم کے ذمے تھے۔ آپ پانی، ایندھن اور بازار سے سودا سلف لایا کرتے تھے۔ گھر کے اندرونی کام والدہ صاحبہ سرانجام دیا کرتی تھیں جن میں سب سے زیادہ مشقت طلب بات چکی پیسنا تھا۔ آپ خود ہی چکی چلا کر آٹا پیستی تھیں۔ آٹا گوندھ کر روٹی بناتی تھیں۔ سالن وغیرہ تیار کیا کرتی تھیں۔ خود ہی چولھے میں آگ جلاتی تھیں۔ گھر بھر میں جھاڑو دینا، سامان کی صفائی اور اسے قرینے سے رکھنا، گھر بھر کے کپڑے دھونا، پھٹے ہوئے کپڑوں کو پیوند لگانا، ہمیں کھانا کھلانا اور برتنوں کی صفائی کرنا، ہمیں نہلانا، ہمیں صاف ستھرے کپڑے پہنانا، بوقت ضرورت ہمیں دوائی پلانا وغیرہ سب کام آپ خود اپنے ہاتھوں سے ہی کیا کرتی تھیں۔ اس کام کاج میں کسی کی معاونت کی طلب گار نہیں ہوتی تھیں۔ جب ہمارے والد محترم کسی روزگار کی تلاش میں گئے ہوتے اور انہیں دیر ہو جاتی تو ہماری والدہ محترمہ پانی بھی خود ہی

بھر کر لاتی تھیں۔ مشکیزہ اٹھاتے اٹھاتے آپ کے نازک کندھوں پر نشان پڑ گئے تھے۔

اپنے گھریلو کاموں کے علاوہ امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے گھروں کے کام بھی کر دیا کرتی تھیں۔ ہمسائیوں کی خبر گیری بھی کرتی رہتی تھیں۔ اور بوقت ضرورت ان کے دکھ سکھ میں بھی شریک ہوتی تھیں اور ان کے کام بھی کر دیا کرتی تھیں۔ (البتول از علامہ چشتی ص ۳۸۶)

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اعتراف کرتے ہیں کہ اتنی مصروفیات اور عبادت گزاری کے باوجود فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے میری خدمت میں کوئی کمی نہیں آنے دی۔

فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جنت کا ایک خوشبودار پھول تھیں جس کے مرجھا جانے کے باوجود اب تک میرا دماغ اس کی خوشبو سے معطر ہے۔ وہ جب تک زندہ رہیں مجھے کبھی انہوں نے کوئی شکایت کرنے کا موقع نہیں دیا۔ (اخلاق فاطمہ سلام اللہ علیہا ج ۳ ص ۳۲)

اتنی زیادہ مصروفیت اور تابع داری کے باوجود کبھی کبھار میاں بیوی میں کوئی معمولی شکر رنجی یا ناراضگی ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ جب کبھی ایسا ہو جاتا تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خود تشریف لے جاتے اور دونوں میں صلح صفائی کرا دیا کرتے تھے۔

حضرت فاطمۃ الزھراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ازدواجی زندگی

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزھراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لختِ جگر تھیں۔ کم سنی میں ہی والدہ ماجدہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا پھر بھی والدہ ماجدہ نے آپ کو خانگی امور میں طاق کر دیا تھا۔ دینی امور میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی لختِ جگر کی خود تربیت فرمائی تھی۔ بچپن سے ہی آپ بے حد صابر، شاکر، متوکل، متعین، سنجیدہ اور اطاعت ووفا شعار تھیں۔ اخلاق و کردار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلک آپ میں صاف نظر آتی تھی۔ تمام اوصاف حمیدہ آپ میں عود کر آئے تھے۔ عقل و فہم و ادراک کی مالک اور باشعور تھیں۔ سیلقہ مند تھیں، پاک باز، طاہرہ مطہرہ تھیں۔ شکوہ شکایت کرنے والی نہ تھیں۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچپن سے ہی اپنے سایہ عاطفت میں لے لیا تھا۔ معلم کائنات نے خود ہی ان کی بھی تربیت فرمائی تھی۔ اس لئے آپ بھی نہایت تحمل مزاج، بردبار، حوصلہ مند اور بہادر تھے۔ درگزر کرنے والے تھے، جھگڑالو نہیں تھے۔ برداشت کرنے والے تھے، تعاون کرنے والے تھے۔ محبت و الفت اور شفقت فرمانے والے تھے۔ اس لئے ان دونوں ہستیوں نے نہایت تنگدستی کے عالم میں بھی خوشگوار کامیاب زندگی گزاری۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی لخت جگر کو شوہر کی فرمانبرداری اور اطاعت کی نصیحت فرمائی تھی اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی بیوی سے محبت و پیار اور شفقت کی نصیحت فرمائی تھی۔ دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر من وعن عمل کیا۔ نہ تو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کبھی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شکایت کا موقعہ دیا ان کی خوشی اور مرضی کے مطابق زندگی گزار دی اور نہ ہی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کبھی کوئی بے جا مطالبہ کیا اور نہ ہی ان کو ان کی مرضی کے خلاف کام کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اس لئے آپ دونوں نے ایک مثالی زندگی گزار دی۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسری شادی کرنے کی ممانعت

ابو جہل کے بھائی نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترغیب دلائی کہ وہ ابو جہل کی بیٹی غوراء بنت ابو جہل سے شادی کر لیں۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رضامندی ظاہر کر دی تو ابو جہل کا باپ ہشام بن مغیرہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس نکاح کی اجازت لینے کے لئے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ناراض ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا

ابن ہشام بن مغیرہ اپنی بیٹی کا نکاح علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کرنا چاہتا ہے اور مجھ سے اجازت مانگتے ہیں لیکن میں اجازت نہ دوں گا۔ کبھی نہ دوں گا، ہرگز نہیں دوں گا۔ البتہ علی بن ابی طالب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میری بیٹی کو طلاق دے کر ان کی لڑکی سے نکاح کر سکتے ہیں۔ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میرے جسم کا حصہ ہے۔ جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔ مجھے خوف ہے کہ میری بیٹی اپنے دین میں آزمائی جائے گی۔ میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے کے لئے کھڑا نہیں ہوا۔ مگر اللہ کی قسم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کی بیٹی ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں۔ (بخاری شریف ج اول)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کو سن کر حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ارادے سے باز آ گئے اور جب تک حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حیات رہیں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسری شادی نہیں کی۔

تسبیحات زہراء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں کوئی غلام یا خادمہ نہیں تھی۔ گھر کا سارا کام آپ خود کرتی تھیں۔ کچا مکان تھا جس میں جھاڑو دیتے ہوئے آپ کا جسم اور کپڑے گرد آلود ہو جاتے، برتن مانجھتے ہوئے اور چولہے میں آگ سلگاتے ہوئے آپ کے کپڑے سیاہ ہو جاتے۔ چکی چلاتے ہوئے آپ کے نازک ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے۔ پانی کا مشکیزہ اٹھاتے اٹھاتے آپ کے نازک کندھوں اور سینے پر نشان پڑ جاتے تھے۔

مال غنیمت میں بہت سے خادم اور کنزیں قیدی ہو کر آئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم میں تقسیم فرما رہے تھے۔

(i)..... بخاری شریف میں ہے کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھیجا کہ وہ بھی اپنے لئے کوئی خادمہ لے آئیں جو گھر کے کام میں ان کا ہاتھ بٹائے اور آپ کی مشقت کم ہو۔ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا شرم وحیا کی پیکر تھیں۔ اپنے لئے خادمہ کا سوال کرنا۔ عجیب محسوس کر رہی تھیں لیکن شوہر

نامدار کا حکم اور تابعداری بھی اپنے لئے فرض سمجھتی تھیں۔ آپ کاشانۂ نبوت میں تشریف لے گئیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دولت کدہ میں تشریف فرما نہیں تھے اس لئے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اپنا مدعا بیان کر کے واپس تشریف لے آئیں۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنے دولت کدہ میں تشریف لائے تو اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پیغام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام از خود حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا:

''بیٹی ہم نے خود ہی دنیا پر آخرت کو ترجیح دی ہے تو ہمیں ان مشقتوں کو خاطر میں نہیں لانا چاہئے کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز عطا نہ کر دوں جو غلاموں اور کنیزوں سے بدرجہا بہتر ہے۔ وہ یہ کہ رات سونے سے قبل سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار، اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھ لیا کرو''۔ یہ تمہارے لئے کسی خادم سے بہتر ہے۔ (بخاری شریف ج اول ص ۵۲۶ و دیگر)

(ii)..... مسلم شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر فرض نماز کے بعد بھی یہ تسبیح کرنے کا حکم فرمایا:

روایات میں آتا ہے کہ ان تسبیحات کا رات سونے سے قبل اور ہر فرض نماز کے بعد پڑھنا بہت زیادہ فوائد کا حامل ہے۔ اس کے پڑھنے سے ایک

طرح کی قوت اور طاقت آ جاتی ہے۔ دن بھر کی تھکن، محنت اور کام کاج کی دکھن دور ہو جاتی ہے۔

(iii).....سنن ابوداؤد شریف میں ہے کہ

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''بیٹی تم سے زیادہ وہ لڑکیاں غلاموں کی مستحق ہیں جن کے والد جنگ بدر میں شہید ہو چکے ہیں''۔

ایک دوسری روایات میں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''اللہ کی قسم میں ان غلاموں اور باندیوں کی قیمت اصحاب صفہ پر خرچ کروں گا جن کے پیٹ بھوکے ہیں اور جسم ننگے ہیں''۔

(iv).....الترغیب والترہیب میں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان تسبیحات کو بتانے کے بعد فرمایا:

''اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اپنے پروردگار کے فرائض ادا کرتی رہو اور اپنے شوہر کے کام کاج میں لگی رہو''۔

پھر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا۔

''میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے راضی ہوں''۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان تسبیحات کا پڑھنا میرا زندگی بھر معمول رہا ہے۔ جنگ حنین کے موقعہ پر ایک روز بھول گیا نہ پڑھ سکا تو رات گئے جب یاد آئیں تو اس وقت پڑھ لیں۔

سادگی

''نہیں محتاج زیور کا خوبی جسے خدا نے دی''

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سادہ طبیعت اور سادگی پسند تھیں۔ نمود و نمائش نام کو بھی نہ تھی۔ زرق برق لباس کی بجائے پیوند لگے موٹے جھوٹے پیراہن ہوا کرتے تھے اور اسے عار نہیں سمجھتی تھیں۔ سنہری چمکدار زیورات کا شوق قطعاً نہ تھا اور نہ ہی ان میں کوئی دلچسپی تھی۔

(۱)..... حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک ابھی پانچ سال کی تھی۔ بچپن کا عالم تھا۔ اس عمر کی بچیاں زیور پہننے کا بہت شوق رکھتی ہیں لیکن آپ کو زیورات کا ذرا بھی شغف نہ تھا۔ حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رشتہ داروں میں کسی لڑکی کی شادی تھی۔ آپ نے خیال فرمایا کہ دوسرے رشتہ داروں کے بچے اچھے اچھے کپڑوں میں ملبوس ہوں گے آپ نے بھی اپنی شہزادی حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے دو جوڑے کپڑوں کے لئے بنوا لئے اور چاندی کے دو تین ننھے ننھے زیورات بنوا لئے۔ جب شادی میں شمولیت کا وقت آیا تو حضرت سیدہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خوشی خوشی اپنی لخت جگر کو نئے کپڑے اور زیورات پہنانے کی تیاری شروع کی تو حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا۔

''امی جان میں یہ کپڑے اور زیور نہیں پہنوں گی۔ مجھے وہی لباس اچھا لگتا ہے جیسا آپ اور میرے والد گرامی قدر پہنتے ہیں۔''

حضرت سیدۃ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ نے جب یہ سنا تو نہایت محبت سے اپنی شہزادی کو سینے سے لگایا۔نہایت شفقت سے پیار کیا اور فرمایا:

فاطمہ تمہارے والد گرامی قدر نے سچ ہی فرمایا ہے کہ ہماری بیٹی عظیم ہے۔'' پھر ماں بیٹی دونوں نہایت سادہ لباس میں شادی کی تقریب میں شریک ہوئیں۔

(۲).....جب عذاب دوزخ سے متعلق آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُ هُمْ اَجْمَعِيْنَ. (الحجر۴۳)

''اور بے شک جہنم ان سب کا وعدہ ہے''۔یعنی شیطان اور اسی کی اتباع کرنے والوں کے لئے جہنم ہے۔

تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رونا شروع کر دیا اور اس قدر روئے کہ آنسوؤں کا تانتا بندھ گیا۔صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سخت پریشان ہوگئے اور انہوں نے بھی رونا شروع کر دیا۔رونے کی وجہ کسی کو معلوم نہ تھی۔ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ حالت تشویش ناک ہوگئی تو سب نے مشورہ کیا کہ اس وقت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلا کر حاضر خدمت کیا جائے کیوں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو دیکھ کر خوش ہو جاتے ہیں اور اپنے تمام غم بھول جاتے ہیں۔ وہ جب آئیں گی تو

یقینی طور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گریہ زاری کم ہو جائے گی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت بحال ہو جائے گی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو صورت حال بتائی اور عرض کیا کہ ’’آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلیں۔‘‘

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت چکی پیس رہی تھیں اور ساتھ ہی ساتھ قرآن حکیم کی تلاوت بھی جاری تھی۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سن کر اٹھیں۔ایک کمبل اوڑھا جس میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔یہ لباس کی سادگی کا عالم تھا۔

(۳)....حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لخت جگر کے گھر تشریف فرما ہوئے تو دیکھا کہ بیٹی آٹا گوندھ رہی ہے۔زبان پر کلام اللہ جاری ہے اور لباس میں تیرہ پیوند لگے ہوئے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل بھر آیا فرمایا:

’’فاطمۃ! دنیا کی تکلیف کا صبر سے خاتمہ کر اور آخرت کی خوشی کا انتظار کر۔‘‘

(۴)....ایک روز نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور دیکھا کہ انہوں نے اونٹ کی پشم کا ایک موٹا سا کپڑا پہن رکھا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے فاطمہ! آج دار دنیا میں مشقت اور تنگیٔ معاش پر صبر کرتا کہ قیامت کے دن جنت کی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہو۔''

(۵).....حبشہ کے بادشاہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں قیمتی تحائف بھیجے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مستحقین میں تقسیم فرما دیئے۔ان تحائف میں ایک انتہائی قیمتی جواہر نگار ایک جوڑا باز و بند خصوصی طور سے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے بھیجا گیا تھا۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تو بچپن سے ہی زیورات کے ساتھ کوئی رغبت نہیں تھی تاہم آپ نے ہدیہ یا تحفہ سمجھ کر وہ باز و بند پہن لئے کہ بادشاہ کو اس کی نیت کا اجر اور ثواب مل جائے ورنہ باز و بند پہننے کا تو کوئی شوق نہ تھا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی لخت جگر کے ہاں تشریف لے آئے اور انہیں باز و بند پہنے ہوئے دیکھ کر فرمایا:

''بیٹی ہم نے تو دنیا کے بدلے آخرت کو قبول کر رکھا ہے۔ دنیاوی نعمتوں پر آخرت کی نعمتوں کو ترجیح دے رکھی ہے۔ پھر تم نے یہ باز و بند پہننا کیسے پسند کر لیا۔''

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے فوراً بعد وہ باز و بند فروخت کر کے ان سے حاصل شدہ رقم مستحقین میں تقسیم فرما دی۔ (کتاب الفضائل ص ۲۸)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

تشریف لائے فرمایا:

''بیٹی ہمیں قیامت کے روز گنہگاروں کی شفاعت کرنا ہے۔اس لئے ہم دنیا کی راحت کو چھوڑ کر فقر اختیار کر چکے ہیں۔''

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت بھری باتیں سن کر مطمئن ہو گئیں۔(کتاب الفضائل ص ۱۶۹)

(۶).....سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی نے ایک طلائی کینٹھی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہدیۃً پیش کی اور خواہش ظاہر کی کہ میرے اس تحفہ کو قبول فرماتے ہوئے ضرور پہن لیں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی دل جوئی کی خاطر وہ کینٹھی پہن لی۔ابھی چند ہی لمحے گزرے تھے کہ ایک سائل نے دروازے پر صدا کر دی۔

''یا اہلِ بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں بھوکا بھی ہوں اور کمزور و نحیف بھی ہوں۔خدا کے نام پر مجھے کچھ عطا فرمایا جائے۔''

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اس وقت صرف وہی کینٹھی ہی تھی۔آپ نے وہی اتار کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر دی۔(البتول از حضرت علامہ صائم چشتی ص ۱۹۸)

(۷).....حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مالِ غنیمت میں سے حصہ کے طور پر کچھ رقم ملی۔آپ نے اس سے حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کیلئے ایک سونے کا ہار خرید لیا اور انہیں پہنا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لخت جگر کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا:

''فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کیا تم لوگوں سے یہ کہلانا چاہتی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی آگ کا ہار پہنتی ہے۔''

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسی وقت وہ ہار اتار کر فروخت کر دیا۔ اس کے بدلے ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا۔

(۸)..... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ سے واپس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخیریت واپسی کی خوشی میں حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے گھر کے دروازے پر نقشین پردہ لٹکا دیا اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چاندی کے کنگن پہنا دیئے۔ (ایک روایت کے مطابق آپ نے خود کنگن پہنے تھے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول اور حسب عادت پہلے حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملنے کیلئے ان کے ہاں تشریف لے گئے لیکن دروازہ سے ہی واپس تشریف لے آئے۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کا مطلب سمجھ گئیں۔ آپ نے پردہ اتار کر چاک کر دیا اور بچوں کے ہاتھوں سے کنگن اتار دیئے۔ شہزادے روتے ہوئے نانا جان کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ

کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا:

''یہ میرے اہلِ بیت ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ اس زرق برق آرائش سے آلودہ ہوں۔ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کیلئے عصیب کا ہار اور نقرئی کنگنوں کی بجائے ہاتھی دانت کے دو جوڑے کنگن خرید لاؤ۔'' (بخاری و مسلم)

دوسری روایت کے مطابق سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ پردہ اور کنگن حسنین کریمین کو دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بھیج دیا اور عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جس طرح چاہیں استعمال میں لائیں۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ پردہ چاک کر کے اہل صفہ میں تقسیم فرما دیا اور کنگن توڑ کر وہ بھی اہل صفہ میں تقسیم فرما دیئے اور دعا کی ''الٰہی! میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو اپنے فضل و کرم سے نواز۔ اس پردے کے بدلے جس سے صفہ کے محتاجوں کا تن ڈھانکا گیا۔ میری بیٹی کو جنت کے کپڑے عطا کر اور ان کنگنوں کے بدلے جو ان غریب لوگوں میں تقسیم کئے گئے اسے جنت کے زیور پہنا۔''

(سیرت طیبہ پنجتن پاک از منصور احمد بٹ ص ۳۷۴)

حضرت سیدة النساء فاطمة الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کی فراست وذہانت

حضرت سیدة النساء فاطمة الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت باسعادت کے وقت جو روحانی واقعات رونما ہوئے تھے ان کی بدولت حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ سمجھ لیا تھا کہ ان کی لخت جگر عام بچوں کی طرح نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص مقام اور مرتبہ کی حامل شخصیت ہونے والی تھیں۔ لہٰذا آپ نے اپنی بیٹی کی تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ ابھی آپ کی عمر پانچ چھ سال کی تھی کہ حضرت سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو اللہ تعالیٰ کی لامحدود ولامتناہی قوتوں سے متعلق درس دے رہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان الوہیت سے متعلق مثالیں دے کر سمجھا رہی تھیں کہ آپ کی لخت جگر نے بچپن کے ذہن سے بلند وبالا، ارفع واعلیٰ سوال پوچھ لیا۔

''امی جان! اللہ تعالیٰ کی قدرتیں اور لامتناہی طاقتیں تو ہم دیکھ رہے ہیں وہ روزمرہ ہمارے مشاہدے میں آرہی ہیں۔ نت نئی شان کا اظہار ہورہا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی ذات اقدس موجود ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہمیں خود کیوں نظر نہیں آتے۔''

سوال کی نوعیت ہی بتارہی ہے کہ حضرت سیدة النساء فاطمة الزہراء

رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچپن ہی میں بزرگانہ شعور رکھتی تھیں۔آپ بصیرت و فراست رکھتی تھیں اور کمال کی ذہانت رکھتی تھیں۔

والدہ محترمہ حضرت اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب اپنی لختِ جگر کا سوال سنا تو خوش ہو کر بولیں۔

''بیٹی! اگر ہم دنیا میں نیک کام کریں گے اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی کریں گے تو جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی وہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ظاہری دیدار سے نوازیں گے۔''

سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فقر

اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔اسے کسی چیز کی حاجت نہیں ہے۔وہ کسی کا محتاج نہیں۔بلکہ ہر چیز تمام مخلوق اس کی محتاج ہے۔اللہ تعالیٰ جب کسی اپنے بندے میں یہ صفت عطا کر دیتا ہے تو اسے بھی کائنات کی ہر چیز سے بے نیاز کر دیتا ہے۔اسے کسی چیز کی حاجت نہیں رہتی۔وہ کسی کا محتاج نہیں رہتا بلکہ ہر چیز اسی کی محتاج ہو جاتی ہے۔اللہ کا ایسا بندہ فنا فی اللہ کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔

حضرت سلطان العارفین حق باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''جہاں فقر کی انتہا ہو جاتی ہے وہاں بندہ فنا فی اللہ کا مقام حاصل کر لیتا ہے آپ نے اسی مقام کا نام تَمَّ اَلْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰہُ رکھا ہے۔آپ فرماتے

ہیں کہ صرف سات روحیں ایسی ہیں جو اس مقام پر فائز ہیں۔ان سب کے سلطان اور امام نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ان ساتوں ارواح میں روح اول سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہے۔ان ارواح مقدسہ پر ایک لمحہ اور پلک جھپکنے کی دیر میں انوار الٰہیہ کی ستر ہزار تجلیات وارد ہوتی ہیں لیکن وہ آہ تک نہیں کرتے ۔ وہ دم نہیں مارتے بلکہ مزید تجلیات کی خواہش فرماتے ہوئے ھَلْ مِنْ مَزِیْد کرتے ہیں یعنی وہ چاہتے ہیں کہ انوار تجلیات اور زیادہ وارد ہوں۔ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ بے نیاز کر دیتا ہے۔ ان کی کوئی ضرورت اور حاجت باقی نہیں رہتی۔ وہ حیات ابدی کے مالک بن جاتے ہیں۔'' (رسالہ روحی ص۱۲)

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واقعی ہر چیز سے بے نیاز کر دیا تھا۔آپ کو کسی قسم کی کبھی کوئی خواہش باقی نہیں رہی تھی۔ یہی فنا فی اللہ کا مقام ہے۔

(i).....حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''ہماری والدہ ماجدہ اکثر پوری پوری رات عبادت میں گزارتی تھیں۔آپ رو رو کر دعائیں مانگا کرتی تھیں لیکن آپ نے کبھی کوئی چیز اپنی ذات کے لئے طلب نہیں فرمائی۔''

(ii).....حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روز حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کچھ کھانے کے لئے طلب فرمایا تو سیدہ

نے عرض کیا کہ تین روز سے گھر میں جو کا ایک دانہ بھی نہیں ہے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود تو فاقہ سے رہنے کے عادی تھے لیکن سیدہ فاقہ کا خیال کر کے بے قرار ہو گئے اور فرمایا:

''اے بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے مجھے کیوں نہ بتایا۔ میں آپ کے کھانے کے لئے ضرور کچھ نہ کچھ انتظام کر دیتا۔''

شہزادی کون و مکان نے عرض کیا:

''میرے سرتاج! مجھے کچھ مانگنا آتا ہی نہیں ہے۔ مجھے یہاں آتے وقت میرے والد گرامی قدر نے فرمایا تھا کہ ''بیٹی علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو پریشان نہ کرنا۔ اس سے کوئی سوال کر کے اسے شرمندہ نہ کرنا۔''

یہ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مقام فقر ہے۔ آپ نے ہر قسم کی محنت و مشقت کو اپنا شعار بن رکھا تھا۔ ہر تکلیف و مصیبت کو پوری رضا و رغبت سے قبول کر رکھا تھا۔ آپ کسی بھی ابتلاء و آزمائش کے وقت ہرگز شکوہ و شکایت زبان مبارک پر نہ لاتیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بھی ان کے پوچھے بغیر اپنے کسی دکھ درد کا اظہار نہ فرمایا کرتی تھیں۔

(iii)..... ایک روز نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی لخت جگر کے ہاں تشریف لائے تو دیکھا کہ بیٹی کا چہرہ اترا ہوا ہے اور رنگ زرد ہو رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ''بیٹی کیا بات ہے کہ تمہارا چہرہ اترا ہوا ہے۔''

عرض کرتی ہیں:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوائے بھوک کے اور کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔'' فرمایا:

''بیٹی تیرا باپ بھی تین روز سے بھوکا ہے۔ تم صبر کرو۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے صبر کا دامن داغدار نہ ہونے دینا۔ تیرا باپ تمام رسولوں کا سردار ہے تیرا شوہر دنیا و آخرت کا سردار ہے۔ تو دونوں جہان کی عورتوں کی سردار ہے۔

بیٹی ہمارا یہ فقر اختیاری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صبر و استقامت عطا فرمائے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شفقت بھری باتیں سن کر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا خوش ہو گئیں اور چہرہ پر نقاہت کے آثار ختم ہو گئے۔ (نزہۃ المجالس ج۲ ص۲۲۳)

سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا علم غیب

حضرت امام ابوبکر طوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف ''لطائف البساتین'' میں لکھتے ہیں کہ منافقین مدینہ میں سے ایک نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا۔

''آپ معدن علم و فضل اور عرب کے بہادر ترین شخص ہیں۔ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کر کے آپ کو کیا حاصل ہوا ہے۔ آپ

فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو چھوڑ دیں اور میری بیٹی سے نکاح کرلیں تو میں اپنے گھر سے لے کر آپ کے گھر تک سامان جہیز سے لدی ہوئی اونٹوں کی قطار کھڑی کر دوں گا۔''

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''ہمیں خدا کی رضا کی ضرورت ہے۔ دنیاوی مال ومتاع کی نہ ہمیں کوئی حاجت ہے اور نہ ہی ہم اس کی خواہش رکھتے ہیں۔''

اس منافق نے سنا تو خاموش ہو کر رہ گیا۔

ہاتف سے آواز آئی۔

''اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنا سر اوپر اٹھا کر قدرت خداوندی کا نظارہ کرو اور دیکھ لو کہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جہیز کیا ہے اور اللہ کے ہاں ان کی قدر ومنزلت کیا ہے۔''

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب سر اٹھا کر دیکھا تو فرش سے عرش تک جنت کی اونٹنیوں کی قطاروں کی قطاریں مشک وعنبر اور زر و جواہرات سے لدی کھڑی ہیں۔ ہر اونٹنی کے ساتھ ایک کنیز اور ایک غلام موجود ہے۔ پھر آپ کو ندا آئی:

''یہ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جہیز ہے۔''

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنے گھر تشریف لائے تو حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

''یا علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جو کچھ آپ کے ساتھ واقعہ پیش آیا وہ آپ بتائیں گے یا میں خود بتادوں۔''

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''آپ خود ہی بتادیں۔''

حضرت سیدہ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ سارا واقعہ من وعن سنادیا گویا کہ آپ اس سارے واقعہ کی چشم دید گواہ ہیں۔

(روضۃ الشہداء ص۹۵)

(۲)..... حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہوگئیں تو حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا:

''اے بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا دل اگر کوئی چیز کھانے کو چاہتا ہو بتاؤ میں وہ آپ کے لئے لے کر آؤں۔''

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا

''میرا دل انار کھانے کو چاہتا ہے۔''

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی کیونکہ سیدہ نے اپنی عادت کے خلاف اپنے معمول کے خلاف شاید زندگی میں پہلی دفعہ فرمائش کی تھی اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو ہر حال پورا کرنا چاہتے تھے۔ گھر میں تو کوئی چیز تھی نہیں۔ آپ نے کسی سے ایک درہم قرض لیا اور انار خرید کر گھر کی طرف چل دیئے۔ دل میں خوش تھے کہ سیدہ فاطمۃ

الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فرمائش پوری کر رہے تھے۔

ابھی راستہ میں تھے کہ سرراہ ایک بیمار آدمی کو کراہتے ہوئے سنا۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے یہ ممکن ہی نہ تھا کہ مریض کو یوں کراہتے ہوئے چھوڑ کر آگے نکل جاتے۔ آپ اس مریض کے پاس گئے اور فرمایا:

''اگر تمہارا دل کسی چیز کو کھانے کو چاہتا ہے تو بتاؤ۔''

مریض نے عرض کیا:

''پانچ روز ہو گئے ہیں اسی طرح بیماری کی حالت میں پڑا ہوا ہوں۔ لوگ مجھے دیکھ کر گزر جاتے ہیں۔ کسی نے میرا حال تک نہیں پوچھا۔ میرا دل انار کھانے کو چاہ رہا ہے۔''

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ سنا تو خیال کیا کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ساری عمر میں ایک ہی فرمائش کی ہے اگر یہ انار اس مریض کو دیتا ہوں تو وہ محروم رہیں گی۔ اگر سائل کا سوال پورا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کا حکم وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلاَ تَنْھَر پورا نہیں ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی کہ بھوکے کو کھانا کھلانا بہترین صدقہ جاریہ ہے وہ بھی پورا نہ ہوگا۔ یہ سوچ کر آپ کا جذبہ سخاوت بھر آیا اور آپ نے وہ پورا انار اس مریض کو کھلا دیا وہ مریض انار کھا کر مکمل طور پر صحت یاب ہو گیا اس سخاوت کا اثر یہ ہوا کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بخار اتر گیا اور آپ مکمل طور پر صحت یاب ہو گئیں۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خالی ہاتھ گھر لوٹ آئے اور سوچ رہے تھے کہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کیا جواب دوں گا جو انار کے انتظار میں ہوں گی۔ جب حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر داخل ہوئے تو سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اٹھ کر آپ کا استقبال کیا اور فرمایا:

''میرے سرتاج آپ مغموم نہ ہوں مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت و جلال کی قسم۔ جب آپ اس مریض کو انار کھلا رہے تھے میرا دل انار کھانے سے پھر گیا تھا۔''

یہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا علم غیب تھا کہ آپ گھر میں تشریف رکھتے ہوئے بھی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بازار میں مریض کو انار کھلاتے دیکھ رہی تھیں ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو اپنے ہاتھ میں ایک طباق اٹھائے ہوئے تھے جس میں دس انار تھے جو ایک انار صدقہ کرنے کے عوض میں عطا ہوئے تھے کیونکہ جو شخص ایک نیکی کرتا ہے اسے دس گنا عطا ہوتا ہے۔ (البتول ص ۳۶۹)

خدمت خلق حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ اپنے گھر میں چکی پیس رہی تھیں کہ آپ کے پڑوس سے ایک دردناک آواز آپ کے کان میں پڑی۔ آپ بے چین ہوگئیں اپنی خادمہ کو ساتھ لے کر پڑوس میں چلی گئیں۔ پتہ چلا کہ پڑوسن دردزہ میں مبتلا ہے۔ اس کی جان پر بنی ہوئی ہے۔ گھر والے سخت پریشان ہیں کہ کیا کریں۔ کیا نہ کریں۔ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے گھر والوں کو تسلی دی اور اپنی خادمہ کو لے کر مریضہ کی خدمت میں لگ گئیں۔ آپ کی کوششوں سے بچہ صحیح سلامت پیدا ہوگیا اور زچہ کی جان بھی بچ گئی۔ آپ یہ خدمت سرانجام دے کر خوشی خوشی اپنے گھر واپس تشریف لے آئیں۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از مولانا عبدالمجید سوہدری)

خدمت خلق حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا شعار تھا۔ آپ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان عالی شان پر عمل پیرا تھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَحْسَنَ النَّاسَ خَادَمَ النَّاسَ.

''سب سے بہتر انسان وہ ہے جو دوسروں کی خدمت بجالاتا ہے۔''

آپ اپنے گھر میں نہایت مصروف زندگی گزارتی تھیں۔ خانہ داری بچوں کی نگہداشت، شوہر کی خدمت، عبادت، گھر کی صفائی، نگہداشت، چکی پیسنا وغیرہ سے آپ کو فرصت نہیں ملتی تھی لیکن صلہ رحمی اور ہمسائیوں کے دکھ

درد میں شریک ضرور ہو جاتا کرتی تھیں۔

شعروشاعری

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا قرآن مجید کی عالمہ، فاضلہ، مفسرہ ہیں کہ قرآن کا نزول آپ کے گھر میں ہوتا رہا۔ آیات قرآن کی تشریح آپ کی موجودگی میں ہوتی رہی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر کی تعلیم و تربیت خود فرمائی۔ آپ قرآن مجید کی خطیبہ بھی ہیں، احادیث مبارکہ کی راوی بھی ہیں۔ فصاحت و بلاغت کا آپ کو ملکہ حاصل ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ اقدس میں شاعری کا رواج عام تھا۔ ہر مرد و عورت شعر کہہ لیتے تھے۔ حضرت سیدہ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی شاعری میں کمال حاصل تھا۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری وصال شریف پر غم میں ڈوب کر آپ فرماتی ہیں: ؎

اِغْبَرَّ اٰفَاقُ السَّمَآءِ وَکُوِّرَتْ
شَمْسُ النَّهَارِ وَ اَظْلَمَ الْعَصْرَانِ

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک نے آسمان کے کناروں کو غبار آلود کر دیا اور دن کا سورج لپیٹ دیا گیا اور زمانوں پر اندھیرا پھیر دیا گیا۔''

فَلْيُبْكِهٖ شَرْقُ الْبِلَادِ وَغَرْبُهَا
وَلْيُبْكِهٗ مُضَرٌ وَكُلُّ يَمَانِيٗ
وَلْيُبْكِهٗ الطَّوْدَ الْمُعَظَّمِ جَوُهٗ
وَالْبَيْتَ ذُوالْاَسْتَارَ وَالْاَرْكَانُ

’’پس چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی پر مشرق و مغرب کے تمام شہراور ممالک روئیں، مصراور تمام یمن ان کی وفات کے صدقہ سے روئے اور چاہئے کہ مکہ کے پہاڑ اوراس کی فضا روئے، خانہ کعبہ پردے والا اوراس کے ارکان والا خدا کا گھر بھی روئے۔‘‘

يَا خَتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارَكِ ضَدُؤُهٗ
صَلّٰى عَلَيْكَ مُنَزِّلُ الْفُرقَانِ

’’اے تمام رسولوں کے خاتم اور مہر مبارک کی روشنی تجھ پر قرآن نازل کرنے والا خدا درود شریف بھیجے۔‘‘

اَبِیْ وَ ابْتَاهُ
اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ
جَنَّةَ الْفِرْدَوْسُ مَاوَاهُ
مِنْ رَبِّهٖ مَاهُ الدَّنَاهُ
اِلٰى جِبْرَائِیْلُ نَنْعَاهُ

’’ہائے میرے ابا پیارے ابا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے

رب کی پکار کا جواب دے دیا۔ جنت الفردوس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹھکانہ ہے۔اپنے رب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کتنے قریب ہو گئے مجھ تک حضرت جبرائیل علیہ السلام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کی خبر پہنچی۔(عظمت شہزادیٔ کونین)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دفن کرنے کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا:''تمہارے دلوں نے کیسے گوارا کرلیا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالو۔''

یہ سن کر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم دھاڑیں مار کر رونے لگے۔عرض کرتے ہیں:

''اے جگر گوشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرعاً اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا۔''

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر تشریف لے گئیں اور قبر انور کی مٹی اٹھا کر اپنی آنکھوں پر لگائی اور فرمایا:

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ اَحْمَدَ ﷺ
اَنْ لَّا یَشُمَّ مُدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا
صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا
صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ عُدْنَ لَیَالِیَا

جوشخص احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت کی مٹی ایک بار سونگھ لے اس پر لازم ہے کہ پھر کبھی کوئی خوشبو نہ سونگے۔ اس کو ساری عمر خوشبو سونگھنے کی ضرورت نہیں رہتی مجھ پر جو مصیبتیں پڑی ہیں اگر وہ دنوں پر پڑتیں تو وہ راتوں میں بدل جاتے۔

اَنَــا فَــقَــدُ نــاک فَــقــد الارض و ابــلهـــا
وَ غــاب مــدغبــت عــنــا الوحی و الکتــب
فَــلیــت قبــلک کـــان الــموت صـــادنـــا
لــمـــا بــغیــب و حـــالــت دونک الــکتــب

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے کیا جدا ہو گئے زمین اپنی طراوت سے محروم ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے سے وحی اور الہامی کتب کے اترنے کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا۔ کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری وصال سے پیشتر اور اس وقت سے پہلے جب مٹی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوشیدہ کیا ہمیں موت آ جاتی اور ہم مر گئے ہوتے۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد بلال قادری ص ۱۵۱)

یہی شعر یوں بھی ہے:

وَالْاَرْضَ مِـــنْ بَـــعْـــدِ الـــنَّبِّـــی کَیُـــئَۃً
اَنَـــا مَـــعَـــا شَـــرَ الْاَنْبِیَـــاءِ لَا نَـــرِثُ
وَ لَا نُـــوْرَکُ مَـــا تَـــرَکْـــنَـــاہُ صَـــدَقَۃُ

فَـــالْاَرْضَ مِـــنْ بَـــعْـــدِ الـــنَّبِـــیِّ کَـــئِیْبَۃ
اَسْفًا عَلَیْهِ کَثِیْرَۃُ الْاَخْزَانِ

''نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد زمین اپنی طراوت سے محروم ہوگئی۔ہم گروہ انبیاء وہ ہیں جو نہ کسی کی میراث لیتے ہیں اور نہ ہماری میراث کوئی لیتا ہے۔جو کچھ ہم ترکہ چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔''

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناقہ مبارکہ ''عصبا'' نے جب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ:

''یا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا رہی ہوں آپ نے اپنے والد محترم کو کوئی پیغام دینا ہو تو فرمایئے۔''

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام عرض کر دینا اور کہہ دینا:

لَا خَيْرَ بَعْدَكَ فِي الْحَيٰوةِ وَ اِنَّمَا

اَبْكِيْ مَخَافَةَ اَنْ تَطُوْلَ حَيَّاتِيْ

اے میرے پیارے ابا جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف اور صرف اس خوف سے روتی ہوں کہ کہیں اب میری زندگی لمبی نہ ہو جائے۔(مدارج النبوت)

فَلْيُبْكِهٖ شَرْقُ الْبِلَادِ وَ غَرْبُهَا

يَا فَخْرَ مَنْ طَلَعَتْ لَهُ النِّيْرَانَ

اب آنسو بہائے مشرق بھی مغرب بھی ان کی جدائی پر فخر تو

صرف ان کے لئے جن پر روشنیاں چمکیں۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا قادر الکلام تھیں۔ آپ برجستہ شعر کہہ لیا کرتی تھیں۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کچھ کم نہ تھے شاعری کے نقطہ نظر سے میاں بیوی میں ایک مکامہ کتاب کی زینت بناتے ہیں۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فَاطِمَةُ بِنْتُ السَّيِّدِ الْكَرِيْمِ قَدْ جَآءَ نَا اللّٰهُ بِذَا الْيَتِيْمِ
مَنْ يَّرْحُمِ الْيَوْمَ فَهُوَ رَحِيْمٌ وَعِدُهٗ فِیْ جَنَّةِ النَّعِيْمِ
هٰذَا صِرَاطُ الْمُسْتَقِيْمِ

(دیوان علی ص ۱۶۵)

''اے دو عالم کے سردار کی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اللہ تعالیٰ آج اس یتیم کو لایا ہے۔ جو شخص آج اس پر رحم کرے گا وہ رحیم ہے اور اس کے لئے باغ نعیم کا وعدہ ہے اور یہی سیدھا راستہ ہے۔''

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جواب دیتی ہیں:

اِنِّیْ اُعْطِيْهِ وَلَا اُبَالِیْ اُوْثِرُ اللّٰهُ عَلٰى عَيَالِیْ
اَمْسُوْا جِيَاعًا وَ هُمْ اَشْبَالِیْ اَصْغَرُ هُمْ يُقْتَلُ يَا غَتْيَالِیْ
لِلْقَاتِلِ الْوَيْلِ مَعَ الرَّبَالِیْ

(دیوان علی ص ۱۶۵)

''میں اسے ضرور عطا کروں گی اور میں اپنے بچوں پر اللہ تعالیٰ کے حکم کو ترجیح دوں گی اور ہرگز خیال نہیں کروں گی کہ میرے بچوں نے سارا دن بھوک رہ کر شام کی ہے اور ان میں سے چھوٹا بچہ اچانک شہید کر دیا جائے اس کے قاتل کی تباہی و بربادی ہو۔''

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فَاطِمَۃُ ذَاتَ الْمَجْدِ وَالْیَقِیْنُ یَا بِنْتُ خَیْرُ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ
اَمَا تَرِیْنُ الْبَاسَ الْمِسْکِیْنُ قَامَ بِالْبَابِ لَہٗ حَنِیْنَ
یَدْعُوْ اِلَی اللّٰہِ وَیَسْتَکِیْنُ کُوْ اِلَیْنَا جَائِعٌ حَزِیْنَ

''اے صاحب بزرگی اور یقین رکھنے والی فاطمہ اے تمام لوگوں سے بہتر کی صاحبزادی۔ کیا آپ اس مسکین اور بے کس کو کھانا نہیں کھلائیں گی جو دروازے پر کھڑا فریاد کر رہا ہے اور نہایت عجز کے ساتھ اللہ کے حضور میں دعا کرتا ہے اور ہم سے بھوک کی شکایت کرتا ہے اور وہ نہایت غم زدہ ہے۔'' (دیوان علی ص ۱۸۵)

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جواب دیتی ہیں:

اَمُرُکَ سَمِعَ یَا ابْنِ عَمٍّ وَ طَاعَۃُ اَطْعَمُہٗ وَالَا اُبَالِیْ السَّاعَۃِ
اِرْجُوْا اِذَا اشْبَتِ ذَا الْجَاعَۃِ اَنْ اَدْخُلُ الْخُلْدَ وَلِیْ شَفَاعَۃُ

''اے ابن عم آپ کا حکم سرآنکھوں پر میں ابھی اس کو کھانا کھلاتی ہوں اور اپنی بھوک کی ہرگز پرواہ نہیں۔ بھوکے کو کھانا کھلاؤں گی تو مجھے اُمید

ہے کہ جنت میں بھی جاؤں گی اور مجھ کو شفاعت بھی حاصل ہوگی۔''

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فَاطِمَةُ يَا بِنْتَ النَّبِيِّ اَحْمَدَ بِنْتُ نَبِيٍّ سَيِّدٍ مُسَوَّدَا

قَدْ زَانَهُ اللّٰهُ بِجِيْدِهَا اَغْيَا الْاَسِيْرُ لِلنَّبِيِّ الْمُهْتَدَا

مُكَبَّلُ فِيْ غُلَّةٍ يَشْكُوْ اِلَيْنَا الْجُوْعُ قَدْ ثَمَدَا

مَنْ يُطْعِمُ الْيَوْمَ يَجِدْهُ فِيْ غَدًا عِنْدَ الْعُلٰى اَلْوَاحِدُ الْمُوَحِّدُ

(دیوان علی ص ۵۷)

''اے بنت رسول اللہ، اے اس نبی کی بیٹی جو سردار ہے۔ یہ قیدی ہدایت یافتہ پیغمبر کا قیدی ہے اس کو خدا نے نازک گردن سے زینت دی ہے اور یہ زنجیر میں بندھا ہوا ہے اس کے گلے میں طوق ہے اور ہم سے بھوک کی شکایت کرتا ہے جو حد تک پہنچ چکی ہے جو آج اس کو کھلائے گا قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ واحد کے ہاں سے پائے گا۔''

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جواب دیتی ہیں:

لَمْ يَبْقَ مِمَّا جِئْتَ غَيْرُ مَقْلَعٍ ذَهَبَتْ كَفِّيْ مَعَ الذِّرَاعِ

اَبْنَائِيْ وَاللّٰهُ مِنَ الْجُوْعِ اَبُوْهُمَا لِلْخَيْرِ ذُوْا صُطْنَاعِ

''جو کچھ آپ لائے تھے اس سے بخدا ایک صاع جو کے باقی نہیں یا جن کو پیستے پیستے میرا ہاتھ بھی تھک گیا، خدا کی قسم میرے بچے بھوکے ہیں اور ان کا باپ نیکی کرنے والا ہے۔'' (البتول از علامہ صائم چشتی ص ۳۹۸)

ادب واحترام اہل بیت

جمہور اہل سنت، جمیع اولیاء کرام اور صوفیاء عظام کا یہی مذہب ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت اور آل سے محبت کرنا، ان کا ادب واحترام کرنا پوری امت پر فرض ہے۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اِرْقَبُوْا مُحَمَّدٍ فِیْ اَھْلِ بَیْتِہٖ. (بخاری شریف)

''نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کی اہل بیت کے معاملہ میں ڈرتے رہو''۔

(i).....شیخ اکبر حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''اِرْقَبُ۔۔۔۔۔کا مطلب یہ ہے کہ اہل بیت کا ساتھ دو۔ ان کا احترام کرو اور ان کا اکرام کرو، ان کی عزت کرو''۔ (اشرف المؤبد ص ۱۹۵)

(ii).....حضرت امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِرْقَبُ۔۔۔۔۔کا مطلب یہ ہے کہ اہل بیت کی حفاظت کرو، ان کو ایذاء تکلیف نہ دو۔ (الصواعق المحرقہ ص ۱۳۶)

ادب واحترام اہل بیت کی جھلکیاں

(i).....حضرت عمر بن عبدالعزیز کا ادب اہل بیت

اولاد حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں سے ایک صاحبزادے حضرت عبداللہ بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کسی ضرورت

کے تحت امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں تشریف لے گئے۔ خلیفہ وقت حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہوکر صاحبزادے کا استقبال کیا اور عرض کیا۔

''اگر آپ کو کسی چیز کی ضرورت تھی تو آپ کسی اپنے خادم وغیرہ کو بھیج دیتے یا رقعہ لکھ کر ہی بھیج دیتے تو میرے لئے کافی ہوتا۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حیا آتی ہے کہ اہل بیت کا کوئی فرد میرے دروازے پر سائل بن کر آئے''۔ (اشرف المؤبد ص ۱۹۵)

(ii).....حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب اہل بیت

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دفعہ درس حدیث دیتے ہوئے بچھو نے ستر بار ڈنگ مارا۔ آپ مسلسل اذیت برداشت کرتے رہے اور درس حدیث کو نہ روکا۔ لیکن ایک روز ایسا ہوا کہ آپ درس حدیث دیتے ہوئے بار بار اٹھتے بیٹھتے رہے۔ درس حدیث ختم ہوا تو آپ سے ایسا کرنے کی وجہ پوچھی گئی۔ آپ نے فرمایا۔

''اہل بیت کے شہزادے گلی میں کھیل رہے تھے۔ جب وہ کھیلتے ہوئے دروازے کے سامنے سے گزرتے تو میں احتراماً، تعظیماً ادب سے کھڑا ہو جاتا۔ ان کے گزر جانے کے بعد بیٹھ جاتا تھا''۔ (البتول ص ۳۱۷)

(iii).....سادات کی مدد کرنے کا صلہ:

سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد پاک میں

سے ایک شہزادی فقر اور تنگدستی کی حالت میں ایک مالدار رئیس مسلمان کے پاس اپنی کسی ضرورت اور حاجت کے لئے تشریف لے گئیں۔ اسے بتایا کہ

''میں سیدزادی ہوں۔ ضرورت مند ہوں، اپنی حاجت روائی کے لئے تیرے پاس آئی ہوں، اس لئے میری مدد کرو''۔

اس رئیس زادے نے کہا

''تیرے پاس کیا ثبوت ہے کہ تو سیدزادی ہے''۔ یہ کہہ کر اس کی مدد کرنے سے انکار کر دیا اور اپنا دروازہ بند کر لیا۔ اس رئیس زادے کے مکان کے بالمقابل ایک یہودی کا گھر تھا۔ وہ اپنے مکان کے باہر بیٹھا ہوا تھا اس نے جب اس شہزادی اور رئیس زادے کی گفتگو سنی تو شہزادی کو بلایا اور نہایت ادب واحترام سے پیش آتے ہوئے اس کی ضرورت پوری کر دی۔

رات کو اس مسلمان اور یہودی دونوں نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے دروازے پر تشریف رکھتے ہیں اور اپنے غلاموں کو جنت میں داخل ہونے کا اشارہ فرما رہے ہیں۔ یہ مسلمان بھی جب جنت میں داخل ہونے کیلئے آگے بڑھا تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے جنت میں داخل ہونے سے منع فرما دیا۔ رئیس زادے نے عرض کیا کہ'' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں مسلمان ہوں''، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جب تمہیں ہماری بیٹی کے سیدہ ہونے پر شک تھا تو ہم تمہارے مسلمان ہونے پر کس طرح یقین کر لیں''۔

اس یہودی کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت عزت سے جنت میں داخل ہونے کی اجازت عطا فرما دی۔ صبح بیدار ہوتے ہی وہ یہودی کلمہ شریف **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

(البتول از علامہ صائم چشتی ص ۳۳۰)

(iv).....حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ادب اہل بیت

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ شاہی پہلوان تھے، بہت جسیم، طاقتور اور شہ زور تھے۔ ایک نہایت لاغر و کمزور شخص نے آپ کو کشتی لڑنے کا چیلنج کر دیا۔ آپ حیران ہوئے کہ اس نے کس بل بوتے پر کشتی لڑنے کا چیلنج دیا ہے بظاہر یہ ہاتھی اور چیونٹی کا مقابلہ تھا۔ بہر حال چونکہ چیلنج تھا اس لئے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو کشتی لڑنا ضروری تھا۔ وقت مقررہ پر آپ تیار ہو کر اکھاڑے میں تشریف لے آئے۔ مد مقابل بھی آ گیا۔ لوگوں کا جم غفیر اکٹھا ہو گیا اور سبھی یہ عجیب تماشہ اور مقابلہ دیکھنے کے لئے بے تاب تھے۔

مقابلہ شروع ہونے سے پہلے اس لاغر شخص نے جب حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے ہاتھ ملایا تو آپ کے کان میں آہستہ سے سرگوشی کی۔

’’جنید۔ میں سیدزادہ ہوں مجھے کچھ رقم کی ضرورت ہے کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے شرم آتی ہے۔ میں نے یہ ڈھونگ رچایا ہے کہ آپ کو کشتی کا چیلنج دیا ہے۔ میرا آپ سے کیا مقابلہ ہے آپ اگر آج

میرے سامنے گر جائیں مجھے انعام مل جائے گا۔ میری حاجت پوری ہو جائے گی۔ میں چلا جاؤں گا آپ مسلسل شاہی پہلوان رہیں گے۔آپ کو یہ مرتبہ مبارک ہو'' ۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے لئے یہ ایک بہت بڑا امتحان تھا۔ایک طرف سیدزادہ تھا۔سادات کا خون تھا،ان کا ادب واحترام فرض تھا اور دوسری طرف اپنی شان وشوکت عزت اور مقام کا لحاظ تھا۔آپ نے سید زادہ کے سامنے اپنے مقام کو ملیا میٹ کر دیا اور چت گر گئے۔ بظاہر کشتی ہار گئے لیکن قیامت تک کے لئے اپنا نام روشن کر گئے۔

لوگوں نے شور مچا دیا۔شرم شرم کے نعرے لگائے۔ پتھر پھینکے، گالی گلوچ تک کرنے لگے لیکن حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے سب کچھ چپکے سے برداشت کیا اور اکھاڑے سے اٹھ کر اپنے گھر تشریف لے گئے۔

رات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زیارت سے نوازا فرمایا:

''جنید تو نے سیدزادے کا ادب کیا ہے میرے خون کا لحاظ کیا ہے میں تجھے اولیاء اللہ کا سردار سیدالطائفین بناتا ہوں اور یہ بھی سن لو کہ وہ شخص سیدزادہ نہیں تھا لیکن تو نے اس کا سیدزادہ سمجھ کر اس کا ادب کیا ہے تو میں تجھے یہ انعام عطا فرماتا ہوں''

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی بھی شخص اہل بیت اور سیدزادہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو ہمیں اس کی عزت وادب اور احترام ایسے

ہی کرنا ہے کہ جیسے وہ حقیقی سیدزادہ ہو۔اس بات کی ہرگز جستجو نہ کریں کہ آیا دعویدار شخص سیدہ زادہ ہے کہ نہیں ہے۔

نسب بدلنے کی ممانعت

اگر کوئی شخص اپنانسب تبدیل کرتا ہے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہے۔
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا نسب تبدیل کرنے والوں سے متعلق فرمایا کہ وہ خود ملعون ومردود ہیں۔ان پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے اور تمام لوگ لعنت کرتے ہیں۔(البتول ص ۳۳۰)

(۷).....حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب اہل بیت

حضرت حافظ بن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف ''الاصابہ'' میں تحریر فرمایا کہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ساتھ منبر پر چڑھ گئے اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

''میرے باپ کے منبر سے اتر جایئے اور اپنے باپ کے منبر پر جایئے''۔

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''یقیناً یہ آپ کے باپ کا ہی منبر ہے۔میرے باپ کا تو کوئی منبر نہیں تھا''۔

پھر آپ نے شہزادے کو پکڑ کر محبت سے اپنے پاس منبر پر

بٹھالیا۔ خطبہ ختم کر کے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے گھر لے گئے اور عرض کیا کہ کتنا ہی اچھا ہو کہ آپ گاہے بگاہے تشریف لے آیا کریں۔

(vi)۔حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں تشریف لے جانا

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

میں ایک روز حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں گیا۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازے پر کھڑے تھے۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر تنہائی میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گفتگو فرمارہے تھے۔ جب حضرت عبااللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس ہوئے تو میں بھی واپس آ گیا۔ پھر بعد میں حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا ''کیا بات ہے میں نے آپ کو دیکھا نہیں ہے''۔

میں نے عرض کیا کہ میں تو حاضر ہوا تھا پھر ساری بات بتا دی تو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''آپ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ حق دار ہیں۔ ہمارے سروں کے بال اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے اگائے ہیں''۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد بلال قادری ص ۱۸۴)

(vii).....حضرت احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

حضرت احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل پاک سے کامل محبت رکھتے تھے اس وجہ سے ہی یزید کے کفر اور اس پر لعنت کے جائز ہونے کے قائل تھے۔

(viii)....ہر سال فرشتہ حج کرتا رہے گا

حضرت محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف ''مسامرات الاخیار'' میں حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمتہ اللہ علیہ سے روایت بیان فرمائی ہے۔انہوں نے فرمایا'' مجھے ایک سال بتایا گیا کہ حجاج کا ایک قافلہ بغداد شریف میں آیا ہے۔ میں نے بھی ان کے ساتھ حج بیت اللہ شریف کے لئے جانے کا ارادہ کرلیا۔ میں نے پانچ سو دینار لئے اور حج کے لئے ضروری سامان وغیرہ خریدنے بازار کی طرف نکلا۔ میرے سامنے ایک عورت آئی کہنے لگی۔

''میں سید زادی ہوں، میری بچیوں کے تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا نہیں ہے۔ آج چوتھا دن ہے کہ ہمیں کچھ کھانے کے لئے بھی نہیں ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ میری مدد کریں''۔

میں نے وہ پانچ سو دینار اس کی جھولی میں ڈال دیئے اور واپس گھر آ گیا۔لوگ حج کے لئے چلے گئے۔ جب لوگ حج کر کے واپس آئے تو سوچا کہ ان سے ملاقات کر آؤں ان کو مبارک باد دے آؤں میں جس دوست کے

ہاں بھی گیا۔ اسے حج کی مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا حج قبول فرمائے تو وہ مجھے بھی ایسے ہی کہتا کہ تمہیں بھی حج مبارک ہو اللہ تعالیٰ تمہارا حج بھی قبول فرمائے۔ میں حیران تھا کہ میں تو حج کے لئے گیا ہی نہیں تھا یہ مجھے بھی مبارک باد دے رہے ہیں۔

رات کو سویا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زیارت سے نوازا۔ فرمایا:

''لوگ تمہیں حج کی مبارک باد دے رہے ہیں اس پر تعجب نہ کر۔ تم نے ایک کمزور اور ضرورت مند سیدزادی کی امداد کی تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ہو بہو تجھ جیسا ایک فرشتہ پیدا فرما دیا جو ہر سال تمہاری طرف سے حج کیا کرے گا۔ اب تم چاہو تو حج کے لئے جاؤ یا نہ جاؤ''۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد بلال قادری ص ۱۸۷)

(ix)..... اہل بیت سے محبت کا صلہ

شیخ زین الدین عبدالرحمٰن خلال بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے تیمور لنگ کے ایک امیر نے بتایا:

جب تیمور لنگ مرض الموت میں مبتلا ہوا تو ایک دن اس پر سخت اضطراب طاری ہو گیا۔ رنگ بدل گیا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ جب اسے آفاقہ ہوا تو لوگوں نے اسے صورت حال بیان کی تو اس نے کہا

''میرے پاس عذاب کے فرشتے آئے تھے کہ اتنے میں نبی کریم

علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئی اور فرمایا۔ اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ میری اولاد سے محبت رکھتا تھا اوران کی خدمت کرتا تھا''۔لہٰذا وہ فرشتے مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد بلال قادری ص ۱۸۷)

(x)..... **نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت:**

حضرت شمس الدین محمد بن حسن خالدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک ساتھی کوخواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت سے نوازا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتو تیمور لنگ بھی تھا۔اس ساتھی نے اس سے کہا:

''اے دشمن خداتم یہاں پہنچ گئے ہو''۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''اے محمد بن حسن اس کا سبب یہ ہے کہ یہ میری اولاد سے محبت رکھتا تھا''۔(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد بلال قادری ص ۱۸۷)

(xi).....**شفاعت کی امید:**

حضرت عبداللہ بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوامیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونچی جگہ بٹھایا۔ان کی ضرورتیں پوری کیں پھران کے پیٹ پر محبت سے ایک زور سے چٹکی لی اور فرمایا میری شفاعت کے لئے اسے یاد رکھنا۔شہزادے کے جانے کے بعد لوگوں نے

پوچھا کہ آپ نے اس کو اتنے زور سے دبایا کہ انہیں تکلیف محسوس ہوئی۔ آپ نے ان سے یہ سلوک کیوں کیا۔آپ نے فرمایا:

’’بنو ہاشم کا ہر فرد شفاعت کرے گا۔ مجھے امید ہے کہ مجھے ان کی شفاعت حاصل ہوگی۔میں نے انہیں صرف یاد دلایا ہے‘‘۔

(xii).....**نسبت کا فائدہ:**

سادات کا ایک فرد مطیر نامی تھا جو اکثر لہو ولعب میں مصروف رہتا تھا۔جب وہ فوت ہوگیا تو اس وقت کے عالم نے اس کا جنازہ پڑھانے میں توقف کیا۔اس نے رات خواب میں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت فاطمۃ الزھراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ہیں۔انہوں نے اس عالم سے اعراض کیا تو اس عالم نے عرض کیا کہ مجھ پر نظر رحمت فرمائیں۔حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزھراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کی طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا:

’’کیا ہمارا مقام مطیر کے لئے کفایت نہیں کرسکتا‘‘۔

(xiii).....**قید سے رہائی:**

حضرت علامہ مقریزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مجھے قاضی القضاۃ عبدالعزیز بن عبدالعزیز بکری حنبلی بغدادی نے بیان کیا کہ

’’میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسجد نبوی میں موجود ہوں اور کیا

دیکھتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبرانور سے باہر نکل کر تشریف فرما ہوئے اور مجھے اپنے قریب ہونے کا اشارہ فرمایا۔ میں فوراً حاضر خدمت ہو گیا۔ تو مجھے فرمایا:

''موید کو کہو کہ عجلان کو رہا کر دے''۔

میں بیدار ہوا اور سلطان موید کی مجلس میں پہنچ گیا۔ اور اسے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم اور اپنی خواب بیان کی۔ بادشاہ خاموش ہو رہا۔ میں نے اسے متعدد بار قسم کھا کر بتایا کہ

''نہ تو میں عجلان کو جانتا ہوں نہ اسے کبھی دیکھا ہے''۔

مجلس برخاست ہوگئی۔ بادشاہ خاموشی سے اٹھا۔ قلعہ کے تہہ خانے میں گیا اور امیر مدینہ سید عجلان حسینی کو قید خانے سے بلایا اور رہا کر دیا۔

(xiv).....اپنے علوی ہونے پر گواہ پیش کرو:

شیخ عدری نے اپنی تصنیف ''مشارق الانوار'' میں ابن جوزی کی تصنیف ''ملتقط'' سے نقل کیا ہے کہ بلخ میں ایک علوی قیام پذیر تھا وہ فوت ہو گیا اس نے ایک بیوہ اور چند بیٹیاں چھوڑیں۔ اس کی بیوہ بیوی بیان کرتی ہے کہ

''وہ دشمنوں کے خوف سے سمرقند چلی گئی۔ سخت سردی کا موسم تھا، میں نے اپنی بیٹیوں کو ایک مسجد میں ٹھہرایا اور خود ان کے خورد نوش کی تلاش میں نکلی۔ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی کے گرد بہت سے لوگ جمع ہیں۔ مجھے

پتہ چلا کہ وہ رئیس شہر ہے۔ میں اس کے پاس پہنچی اور اپنی حالت زار بیان کی تو اس نے کہا کہ اپنے علوی ہونے پر گواہ پیش کرو۔ اس نے میری طرف کوئی توجہ نہ دی۔ میں واپس مسجد کی طرف چل دی۔ میں نے ایک بوڑھے شخص کو بلند جگہ پر بیٹھے ہوئے دیکھا اس کے گرد بھی چند لوگ جمع تھے۔ مجھے پتہ چلا کہ یہ محافظ شہر ہے اور مجوسی ہے۔ میں ضرورت مند تھی میں اس کے پاس پہنچی اور اپنی کہانی بیان کی۔ اس نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ جاؤ میری بیوی سے کہو کہ وہ تیار ہو کر آئے۔ جب وہ آئی اس کے ساتھ اس کی خادمائیں بھی تھیں۔ اس بوڑھے نے اپنی بیوی سے کہا:

''اس عورت کے ساتھ فلاں مسجد میں جاؤ اس کی بیٹیوں کو وہاں سے اپنے گھر لے آؤ''۔

اس محافظ شہر نے اپنے گھر میں ہمارے لئے الگ رہائش گاہ کا انتظام کر دیا۔ ہمارے غسل کا انتظام کیا ہمیں اچھے کپڑے پہنائے اور طرح طرح کے کھانے کھلائے

رات کو رئیس شہر نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے۔ لواء الحمد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر مبارک پر لہرا رہا ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں کو جنت میں جانے کا اشارہ فرما رہے ہیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رئیس سے اعراض فرمایا تو اس نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے اعراض فرما رہے ہیں حالانکہ میں مسلمان ہوں''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اپنے مسلمان ہونے پر گواہ پیش کرو''۔

رئیس سخت پریشان ہوا کہ وہ گواہ کیسے اور کہاں سے پیش کرے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تو بھول گیا جو تو نے اس علوی عورت سے کہا تھا''۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں ایک محل کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا: ''یہ محل اس شیخ کا ہے جس کے گھر میں اس وقت وہ علوی عورت قیام پذیر ہے''۔

رئیس اپنی خواب سے بیدار ہوا تو اپنے منہ پر طمانچے مار رہا تھا اور رو رہا تھا۔ اس نے اس عورت کی تلاش میں اپنے خادموں کو بھیجا۔ اسے پتہ چلا کہ وہ عورت مجوسی کے گھر میں قیام پذیر ہے۔ وہ خود چل کر اس مجوسی کے پاس پہنچا اور کہنے لگا:

''جو علوی عورت آپ کے ہاں قیام پذیر ہے وہ میری مہمان ہے اسے میرے گھر میں بھیج دو''۔

مجوسی نے انکار کیا اور کہا کہ ''وہ تیری مہمان نہیں ہے۔ وہ میری مہمان ہے''۔

رئیس نے کہا ایک ہزار دینار لے لو اور میری مہمان کو میرے ہاں بھیج دو۔ شیخ مجوسی نے کہا کہ ''تم ایک لاکھ دینار بھی دے دو۔ پھر بھی نہیں ہو سکتا کہ میں اپنے مہمانوں کو تمہارے ہاں بھیج دوں''۔

جب رئیس نے زیادہ اصرار کیا تو مجوسی نے کہا:

جو خواب تم نے دیکھا ہے وہ میں نے بھی دیکھا ہے میں بھی وہیں پر موجود تھا۔ جو محل تم دیکھ آئے ہو وہ واقعی میرا محل ہے۔ تم اپنے مسلمان ہونے پر فخر کرتے ہو۔ خدا کی قسم جیسے ہی وہ علوی خاتون ہمارے گھر میں داخل ہوئی ان کی برکت سے ہمیں ایمان نصیب ہو گیا۔ ہم تمام اہل خانہ اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو چکے ہیں۔ میں نے وہی خواب دیکھا ہے جو تم نے دیکھا اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا۔

''چونکہ تم نے اس علوی خاتون کی تعظیم و تکریم کی ہے اس لئے یہ محل تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے لئے ہے اور تم جنتی ہو''۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد بلال قادری ص ۱۹۱)

(xv).....سید زادے کو مارنے پر تنبیہ:

حضرت عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سید شریف نے حضرت خطاب رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں بیان کیا کہ کاشف البحیر ہ نے ایک سید زادے کو مارا تو اسے اسی رات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زیارت سے نوازا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اعراض فرما رہے ہیں۔

نگاہ عنایت پھیر رہے ہیں۔اس نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے اعراض فرمارہے ہیں۔مجھ سے کیا غلطی سرزد ہوگئی ہے''۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''تو مجھے مارتا ہے حالانکہ میں قیامت کے دن تیری شفاعت کروں گا''۔

اس نے عرض کیا کہ:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے یاد نہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مارا ہو''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تو نے میری اولاد کو نہیں مارا''۔

اس نے عرض کیا:

''جی ہاں مجھ سے یہ ہوا ہے''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تیری ضرب میری کلائی پر لگی ہے''۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کلائی مبارک نکال کر دکھائی جس پر ورم تھا کہ جیسے کہ شہد کی مکھی نے ڈنگ مارا ہو''۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد بلال قادری ص ۱۹۳)

(xvi)......معافی کی التجا:

حضرت علامہ مقریزی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے رئیس شمس الدین محمد بن عبداللہ عمری نے بیان کیا کہ:

میں ایک دن قاضی جمال الدین محمود عجمی کی خدمت میں حاضر ہوا جو قاہرہ کے محتسب تھے وہ اپنے نائبین اور خادموں کے ہمراہ سید عبدالرحمٰن طباطبی مؤذن کے گھر تشریف لے گئے ان سے جازت طلب کی۔ وہ باہر نکلے تو مؤذن کو ان کے ہاں آنے پر حیرت ہوئی وہ انہیں اندر لے گئے۔ ہم بھی ان کے ساتھ اندر داخل ہوئے اور سید عبدالرحمٰن طباطبی کے سامنے اپنے اپنے مرتبے کے مطابق بیٹھ گئے۔ پھر قاضی جمال الدین محمود عجمی نے کہا:

''حضرت صاحب مجھے معاف کردیں''۔

انہوں نے کہا کہ

''کیوں معاف کردوں۔ کیا بات ہے''۔

انہوں نے بتایا

کل رات میں قلعہ پر گیا اور بادشاہ ''ظاہر برقوق'' کے سامنے بیٹھا تو آپ بھی تشریف لائے اور مجھ سے بلند جگہ پر بیٹھ گئے۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ بادشاہ کی محفل میں یہ مجھ سے بلند جگہ پر کیوں بیٹھے ہیں''۔ رات میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’محمود تو اس بات سے عار محسوس کرتا ہے کہ میری اولاد سے نیچے بیٹھے‘‘۔

یہ سن کر سید عبدالرحمٰن رو پڑے اور فرمایا:

’’جناب میں کون ہوں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے یاد فرمائیں‘‘۔

یہ سن کر تمام حاضرین بھی رو پڑے اور سید عبدالرحمٰن سے دعا کی درخواست کر کے واپس لوٹ آئے۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد بلال قادری ص۱۹۳)

(xvii).....سادات کی خصوصیت:

سید محمد فاسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

میں مدینہ طیبہ کے بعض حسنی سادات کو اس لئے ناپسند کرتا تھا کہ ان کے افعال سنت نبوی کے مخالف تھے۔ مجھے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں زیارت کا شرف بخشا اور میرا نام لے کر فرمایا:

’’محمد فاسی کیا بات ہے میں دیکھتا ہوں کہ تم میری بعض اولاد سے بغض رکھتے ہو‘‘

میں نے عرض کیا

’’خدا کی پناہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو ان کے سنت کے خلاف افعال کو ناپسند کرتا ہوں‘‘۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''کیا یہ فقہی مسئلہ نہیں کہ نافرمان اولاد نسب سے ملحق ہوتی ہے''۔

میں نے عرض کیا

''جی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم''

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

''یہ نافرمان اولاد ہے''۔

جب میں بیدار ہوا پھر جس بھی سید سے ملتا اس کی بے حد تعظیم کرتا۔

(xviii).....اللہ تعالیٰ کی عنایت سے نصب ملتا ہے:

حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''عراق کا ایک امیر سادات سے شدید محبت رکھتا تھا اور ان کی انتہائی تعظیم وتکریم کرتا تھا۔ جب کوئی سید اس کی مجلس میں آتا تو اسے سب سے آگے بٹھاتا اگرچہ وہاں اس سے زیادہ مالدار اور بلند مرتبہ دنیادار موجود ہوتا۔

ایک روز ایک سید زادہ ان کی مجلس میں آیا مجلس میں ایک بہت بڑے عالم بھی موجود تھے۔اس سید زادے کو جو جگہ ملی وہ اس عالم سے اونچی تھی۔آپ وہاں تشریف فرما ہو گئے اور اس کے مستحق بھی تھے۔اس عالم کے چہرے پر ناگواری کے اثرات ظاہر ہوئے اور اس نے نہایت نامناسب گفتگو شروع کر دی۔امیر نے اسکی باتوں پر کوئی توجہ نہ دی۔

کچھ دیر بعد امیر نے اس عالم سے اس کے بیٹے کے متعلق پوچھا تو عالم نے جواب دیا:

''وہ ستون یاد کرتا ہے۔ اسباق پڑھتا ہے۔ اس نے یہ بھی پڑھ لیا ہے وہ بھی پڑھ لیا ہے۔ اس کا ایک سبق صبح کے وقت مقرر ہے۔ ایک سبق دوسرے وقت پر متعین ہے۔ اس طرح سے اور بھی بیان کرتا رہا۔

امیر نے کہا

''کیا تو نے اس کے لئے ایسا نسب بھی مہیا کیا ہے اور اسے ایسی شرافت بھی سکھائی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پاک میں سے ہو جائے''۔

عالم کو اپنی دلی سوچ بھول چکی تھی اس نے کہا:

''یہ فضیلت فراہم کرنے اور سکھانے سے حاصل نہیں ہوتی۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے۔ اس میں کسب کا دخل نہیں ہے''۔

امیر نے بڑے رعب اور زوردار آواز میں فرمایا

''خبیث انسان جب تجھے یہ بات معلوم ہے تو پھر تو نے سید زادے کے اونچی جگہ پر بیٹھنے کو کیوں ناگوار محسوس کیا۔ آئندہ تم میری مجلس میں کبھی نہیں آؤ گے''

پھر امیر نے حکم دے کر اسے باہر نکلوا دیا۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد بلال قادری ص ۱۹۵)

(xix).....حضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا احترام سادات:

حضرت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ سادات کرام کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا:

''اگر قاضی کسی جرم کی پاداش میں کسی سیدزادے پر حد شرعی جاری کر دے یعنی اسے سزا کا حکم دے دے تو بھی وہ اس وقت یہ نیت کرے کہ

''شہزادے کے پاؤں میں کیچڑ لگ گیا ہے میں اس کو دھو رہا ہوں''۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد بلال قادری ص ۲۱۲)

(xx).....قریش کا فخر کرنا:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قریش کے چند لوگ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں جمع ہوئے اور اپنے آپ پر فخر کا اظہار کرنے لگے اور اہل بیت سے متعلق باتیں کرنے لگے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

''ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو تشریف لائے ہیں''۔

یہ سن کر بعض نے بدگوئی کے انداز میں کہا

''یہ بنجر زمین سے کھجور یا کوئی درخت نمودار ہوگیا ہے''

حضرت صفیہ رض اللہ تعالیٰ عنہا نے اس بات کا تذکرہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلال میں آ گئے اور حضرت

سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوحکم دیا کہ:

''لوگوں کو جمع کرو''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا

''اے لوگو میں کون ہوں''۔

سب نے یک زبان ہوکر عرض کیا

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں''۔

پھر فرمایا:

''میرا نسب بیان کرو''۔

سب نے عرض کیا کہ

آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

''اس قوم کا کیا حال ہے جو میرے خاندان کی تنقیص وتحقیر کرتے ہیں''۔

خدا کی قسم میں ان سب سے نسب میں افضل اور مرتبہ ومقام میں اعلیٰ ہوں''۔

یادرہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آباؤ اجداد کو ''بنجر زمین'' کہنے پر ناراضگی کا اتنا اظہار فرمایا تو وہ لوگ اس سے سبق حاصل کریں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو (نعوذ باللہ) کافر

اور جہنمی کہتے ہیں:

(فضائل حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی ص ۴

(xxi).....حضرت سبیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طعن کرنے کی ممانعت :

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ابولہب کی بیٹی سبیعہ نے اسلام قبول کرلیا اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگی۔

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ مجھے کہتے ہیں کہ'' تو دوزخ کے ایندھن کی بیٹی ہے'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غصے میں آ کر کھڑے ہوکر فرمایا:

جو لوگ مجھے رشتہ داروں کے بارے میں ایذا دیتے ہیں وہ یہ بات یاد رکھیں جو مجھے ایذا پہنچاتے ہیں وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچاتے ہیں۔ (فضائل حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی ص ۵ زرقانی ج اول ص ۱۸۷)

(xxii).....معافی کا اعلان:

عباسی خلیفہ معتصم باللہ کے حکم پر حضرت جعفر بن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سزا کے طور پر کوڑے لگوائے۔ آپ کو بیہوشی کی حالت میں لے جایا گیا۔ آپ کو جب ہوش آیا تو فرمایا:

''میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے مارنے والے کو معاف کر دیا ہے''۔

جب آپ سے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا:

''مجھے خوف ہے کہ مرنے کے بعد جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے حاضری ہوگی تو مجھے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حیا آئے گی کہ میری وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کا ایک فرد جہنم میں جائے''۔

روایت ہے کہ خلیفہ منصور نے آپ سے کہا کہ

''میں جعفر سے آپ کا بدلہ دلواتا ہوں''۔

امام صاحب نے فرمایا:

''خدا کی پناہ ایسا نہیں ہوسکتا۔ خدا کی قسم جب چابک میرے جسم سے اٹھتا تھا تو میں انہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قرابت داری کی وجہ سے معاف کر دیتا تھا''۔

(فضائل حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی ص ۴۵)

(۱).....حضرت فضیل بن عیاص رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام احمد رحمتہ اللہ علیہ کو اٹھائیس ماہ (۲۸ ماہ) قید میں رکھا گیا اور ہر رات ان پر کوڑے برسائے جاتے تھے کہ آپ بے ہوش ہو جاتے تھے۔

(۲).....حضرت علامہ حافظ ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت

امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کو اسی (۸۰) کوڑے ایسے مارے گئے کہ اگر وہ ہاتھی کو مارے جاتے تو وہ بھی چیخ اٹھتا۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از ذوالقرنین عطاری المدنی ص ۱۹۲)

(xxiii).....قاتل کو رہا کردو:

بغداد کے حاکم ابراہیم بن اسحٰق نے ایک رات خواب میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا شرف حاصل کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''قاتل کو رہا کردو'' ۔

حاکم بغداد کانپتا ہوا بیدار ہوا۔ اس نے اپنے ماتحت عملہ سے پوچھا۔

''کوئی ایسا بھی مجرم جیل میں ہے جس پر قتل کا مقدمہ چل رہا ہو''۔

حاکم کو بتایا گیا کہ ایک فرد ایسا ہے جس پر قتل کا الزام ہے۔

حاکم بغداد نے حکم فرمایا ''اسے میرے سامنے پیش کرو''۔

جب مجرم کو حاکم بغداد کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے مجرم سے پوچھا:

''سچ سچ بتاؤ کہ واقعہ کیا ہے تم کیوں پکڑے گئے ہو''۔

مجرم نے کہا کہ جی ہاں میں بالکل سچ بتاؤں گا جھوٹ نہیں بولوں گا۔ پھر کہا ہم چند آدمی مل کر عیاشی و بدماشی کیا کرتے تھے۔ ہم نے ایک بوڑھی عورت کو اجرت پر مقرر کر رکھا تھا۔ وہ کسی نہ کسی بہانے سے ہر رات کسی نہ کسی عورت کو لے آتی تھی۔ ایک رات وہ ایسی عورت لائی جس

نے میری دنیا بدل دی۔

وہ نو وارد عورت جب ہمارے سامنے آئی تو چیخ مار کر بے ہوش ہو کر گری۔ میں اسے اٹھا کر دوسرے کمرے میں لے گیا۔ اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی جب اسے ہوش آیا تو میں نے اس سے چیخنے اور بے ہوش ہونے کی وجہ پوچھی۔ اس نے کہا۔

''اے نوجوان میرے حق میں اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ پھر کہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ وہ بڑھیا مجھے بہانے ہی بہانے سے یہاں لے آئی۔ میں ایک شریف عورت ہوں اور سیدزادی ہوں۔ میرے نانا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور میری والدہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ میری اس نسبت کا لحاظ رکھو، میری طرف بدنگاہی سے نہ دیکھنا''۔

میں نے جب اس سیدزادی کی بات سنی تو لرز گیا۔ اپنے دوستوں کے پاس جا کر انہیں حقیقت حال سے آگاہ کیا اور ان سے کہا کہ اگر اپنی عاقبت کی خیر چاہتے ہو تو اس مکرمہ معظّمہ سیدزادی کی بے ادبی نہ ہونے پائے۔

میرے دوستوں نے سمجھا کہ شائد میں ان کو ایک طرف ہٹا کر خود تنہائی میں گناہ کا ارتکاب کرنا چاہتا ہوں اور ان کو دھوکہ دے رہا ہوں۔ اس خیال سے وہ مجھ سے لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ میں نے کہا کہ کچھ بھی ہو جائے

میں تم سے لڑوں گا، مر جاؤں گا لیکن تمہیں اس سیدزادی کی طرف بدنگاہی نہ کرنے دوں گا۔ وہ مجھ پر جھپٹ پڑے میں ان کے حملہ سے زخمی بھی ہو گیا۔ ان میں سے ایک آدمی جو اس سیدہ کے کمرے کی طرف زبردستی جانے لگا میرے روکنے پر مجھ پر حملہ آور ہوا تو میں چھری سے اسے قتل کر دیا۔ میں اس سیدزادی کو اپنی حفاظت میں لے کر باہر نکلا تو لوگوں نے شور مچا دیا، خون آلود چھری میرے ہاتھ میں تھی، میں پکڑا گیا اور آج آپ کے سامنے یہ بیان دے رہا ہوں''۔

حاکم بغداد نے کہا:

''جاؤ تمہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم پر رہا کیا جاتا ہے''۔

(فضائل حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا از علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی ص ۵۴)

(xxiv)..... تعظیم سادات کا صلہ:

(۱)..... حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

''جو میرے اہل بیت میں سے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا میں روز قیامت اس کا صلہ اسے عطا فرماؤں گا''۔

(جامع صغیر از جلال الدین سیوطی ص ۵۳۳)

(۲)..... حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

’’جو شخص عبدالمطلب کی اولاد میں سے کسی کے ساتھ اس دنیا میں نیکی کرے گا جب وہ روز قیامت مجھ سے ملے گا تو اس کا صلہ دینا مجھ پر لازم ہے‘‘۔

(سیرت سیدہ فاطمۃ الزہراء از ذوالقرنین عطاری المدنی ص ۱۹۰، تاریخ بغداد ج اول ص ۲)

(xxv).....عطائے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام:

ایک خراسانی حاجی صاحب ہر سال حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کرنے جاتے تھے اور وہاں ایک علوی بزرگ حضرت طاہر بن یحییٰ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں نذرانہ پیش کرتے تھے۔ ایک سال مدینہ شریف میں کسی حاسد نے آپ سے کہہ دیا۔

’’تم بلاوجہ اپنا مال ضائع کرتے ہو۔ طاہر صاحب تمہارا نذرانہ غلط جگہ پر خرچ کرتے ہیں‘‘۔

چنانچہ دو سال انہوں نے حضرت شیخ طاہر بن یحییٰ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت نہ کی۔ تیسرے سال جب حج کی تیاری کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اپنی زیارت کا شرف بخشا اور فرمایا۔

’’تم پر افسوس ہے کہ بدخواہوں کی بات سن کر تم نے طاہر سے حسن سلوک کا رشتہ ختم کر دیا۔ اس کی تلافی کرو اور آئندہ قطع تعلق سے بچو‘‘۔

وہ حاجی صاحب خواب سے بیدار ہوئے تو سخت شرمندہ ہوئے۔ جب مدینہ شریف پہنچے تو سب سے پہلے ان علوی بزرگ حضرت شیخ طاہر بن

یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا:

''اگر تمہیں مدینے والے آقا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بھیجتے تو تم آنے کے لئے تیار ہی نہ تھے۔تم نے مخالف کی ایک بات سن کر میرے بارے میں غلط رائے قائم کر لی اور اپنی عادت کریمانہ ترک کردی تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمہیں خواب میں تنبیہ فرمائی''۔

اس خراسانی حاجی صاحب نے عرض کیا:

فرمایا کہ ''جب تو نے بے توجہی سے کام لیا تو میرے دل کو صدمہ پہنچا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں آ کر مجھے دلاسہ دیا اور جو کچھ تمہیں خواب میں فرمایا وہ مجھے بھی بتادیا''۔

پھر اس خراسانی حاجی نے ان علوی بزرگ سے معافی مانگی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۵۷۱، سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از ذوالقرنین عطاری المدنی ص ۱۹۳)

(xxvi).....سادات سے محبت کا انعام:

حضرت ابوعبداللہ واقدی قاضی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک سال عید کے موقع پر ہمارے پاس خرچ کرنے کے لئے کچھ رقم بھی نہ تھی۔تنگدستی کے دن تھے۔ یحییٰ بن خالد برمکی حاکم وقت تھا۔میری خادمہ نے مجھ سے کہا'' عید بالکل قریب آ گئی ہے۔گھر میں کوئی خرچہ وغیرہ نہیں ہے۔آپ کوئی انتظام کریں''۔

میں اپنے ایک تاجر دوست کے پاس گیا اس سے اپنی تنگدستی کی حالت بیان کی اس نے مجھے ایک مہر بند تھیلی دے دی جس میں بارہ سو درہم تھے۔ میں نے وہ تھیلی لا کر اپنے گھر والوں کو دے دی جس سے ان کو تسلی ہوئی کہ اب عید اچھی گزر جائے گی۔

ابھی ہم نے اس تھیلی کو کھولا بھی نہ تھا کہ میرا ایک سید زادہ دوست آیا اور کہنے لگا۔

''ان دنوں ہمارے حالات بہت خراب ہیں۔ عید بھی آ گئی ہے اور گھر میں خرچہ وغیرہ بالکل نہیں ہے۔ اگر ہو سکے تو مجھے کچھ رقم ادھار دے دو''۔

میں اس سیدزادے کی بات سن کر اپنی زوجہ کے پاس گیا اور اسے اس سیدزادے کی صورت حال سے آگاہ کیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا:

''اب آپ کیا چاہتے ہیں''۔

میں نے کہا:

''میرا خیال ہے کہ آدھی رقم اس سیدزادے کو دے دیتے ہیں اس سے ہم دونوں گھرانوں کا گزارہ ہو جائے گا''۔

میری زوجہ نے مجھ سے کہا:

''جب تیرے جیسا ایک عام شخص اپنے دوست کے پاس اپنی حاجتمندی کا سوال لے کر گیا تو اس نے تجھے بارہ سو درہم کی تھیلی عطا کر دی

اور اب جب کہ تیرے پاس دو عالم کے مختار سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پاک میں سے ایک شہزادہ اپنی حاجت لے کر آیا ہے تو آپ اسے آدھی رقم دینا چاہتے ہیں۔ کیا تیرا عشق یہ گوارا کرتا ہے۔ یہ ساری رقم لے جا اور اس سیدزادے کے قدموں پر نچھاور کر دے''۔

میں نے اپنی زوجہ سے اتفاق کیا اور وہی تھیلی ویسے ہی اس سیدزادے کے حوالے کر دی وہ مجھے دعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔

وہ سیدزادہ جب اپنے گھر پہنچا تو میرا وہی تاجر دوست اس کے گھر پہنچا وہ اس کا دوست تھا۔ اس نے سیدزادے سے عرض کیا:

''میں ان دنوں بہت تنگدستی کا شکار ہوں۔ عید بھی آ رہی ہے۔ گھر میں کوئی خرچہ وغیرہ بھی نہیں ہے۔ مجھے کچھ رقم ادھار دے دو''۔

اس سیدزادے نے وہی مہر بند تھیلی اس کو دے دی۔ تاجر نے وہ تھیلی پہچان لی اور وہ تھیلی لے کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔

''جو تھیلی آپ مجھ سے لے کر آئے ہیں وہ کہاں ہے''۔

میں نے اسے سارا واقعہ بتا دیا تو وہ مجھے کہنے لگا۔

''اتفاق سے وہ سیدزادہ میرا بھی دوست ہے۔ میرے پاس صرف وہی بارہ سو درہم تھے جو میں نے آپ کو دے دیئے۔ آپ نے اس سیدزادے کو دے دیئے۔ پھر اس سیدزادے نے مجھے دے دیئے۔ اس طرح سے ہم نے اپنے آپ پر دوسرے کو ترجیح دی اور دوسرے کی خوشی کی

خاطر اپنی خوشی قربان کر دی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہماری ادا پسند آ گئی۔

ہمارے اس واقعہ کی خبر کسی طرح سے حاکم وقت یحییٰ بن خالد برمکی کو ہوگئی۔ اس نے اپنا قاصد میرے پاس بھیجا اور پیغام دیا۔

میں اپنی کچھ مصروفیات کی بنا پر آپ کی طرف سے غافل رہا اور مجھے آپ کے حالات سے متعلق علم نہ ہو سکا۔ میں دس ہزار دینار بھیج رہا ہوں۔ ان میں سے دو ہزار آپ کے لئے۔ دو ہزار آپ کے دوست سیدزادے کے لئے اور دو ہزار آپ کے دوست تاجر کے لئے اور چار ہزار تمہاری عظیم سعادت مند بیوی کے لئے ہیں کہ وہ تم سب سے زیادہ غنی، افضل اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیکر ہے۔

(سیرت سیدہ فاطمۃ الزہراء از ذوالقرنین عطاری المدنی ص ۲۰۱)

(xxvii).....سادات کی مدد کا صلہ:

حضرت احمد بن خصیب رحمتہ اللہ علیہ اپنا وزیر بننے سے قبل کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔

میں خلیفہ متوکل کی والدہ کا کاتب تھا۔ ایک روز ایک خادم ایک تھیلا لے کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔

''اے احمد خلیفہ کی والدہ آپ کو سلام کہتی ہے۔ اس نے یہ ایک ہزار دینار بھجوائے ہیں اور وہ کہتی ہیں یہ دینار میرے حلال وطیب مال میں

سے ہیں۔انہیں مستحق افراد میں تقسیم کر کے ان کے نام ونسب اور مکمل پتے لکھ کر مجھے بھجوا دو تا کہ ان علاقوں سے اگر کبھی کوئی آئے تو ہم ان کی طرف ہدیہ بھجوا دیا کریں گے''۔

احمد بن خصیب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے تین سو (300) دینار مستحق لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔باقی سات سو (700) دینار بچ رہے تھے میں ان سے متعلق فکر مند تھا۔رات گئے دروازے پر کسی نے دستک دی پھر چوکیدار کی آواز سنائی دی وہ کسی سے پوچھ گچھ کر رہا تھا۔میں نے خادم کو بھیجا تو اس نے آ کر بتایا کہ دروازے پر ایک سیدزادہ ہے جو آپ سے ملنا چاہتا ہے''۔

''میں نے کہا کہ اس کو اندر بلا لاؤ اور باقی تمام لوگ یہاں سے ہٹ جاؤ''۔

وہ سیدزادہ آیا مجھے سلام کر کے بیٹھ گیا پھر بولا:

''اس وقت آپ کے سامنے ایک ایسا شخص موجود ہے جسے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خاص نسبت اور قربت حاصل ہے۔اللہ کی قسم ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس سے ہمارا گزارہ ہو سکے اور نہ ہی ہمارے پاس کوئی درہم و دینار ہیں کہ ہم اپنے کھانے کے لئے کوئی چیز خرید سکیں۔ ہمارے پڑوس میں آپ کے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں جو اس کڑے وقت میں ہماری مدد کر سکے''۔

میں نے اس کو ایک دینار دے دیا وہ مجھے دعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔
میری بیوی میرے پاس آئی اور کہنے لگی۔

''اے بندہ خدا تجھے کیا ہو گیا ہے۔ خلیفہ کی والدہ نے آپ کو یہ ہزار دینار مستحق لوگوں میں تقسیم کرنے کے لئے بھجوائے تھے۔ ایک سیدزادے نے آپ سے اپنی تنگدستی کی شکایت کی تو آپ نے صرف ایک دینار اسے دے کر ٹرخا دیا۔ تیرے لئے یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو آل رسول سے ایسا برتاؤ کرے''۔

بیوی کی بات میرے دل پر اثر کر گئی۔ میں نے اپنے خادم کو بھیج کر اس سیدزادے کو بلا لیا اس سے معذرت کی اور سات سو بقیہ دینار اس کو دے دیئے۔ وہ سیدزادہ مجھے دعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔

پھر مجھے شیطانی وسوسہ آیا کہ خلیفہ متوکل سادات کرام سے خوش نہیں ہے۔ اس کی والدہ ''شجاع'' نے مستحق لوگوں میں تقسیم کرنے کے لئے جو رقم بھیجی تھی میں نے اس کا ایک بڑا حصہ تو صرف ایک سیدزادے کو دے دیا۔ اگر خلیفہ کو پتہ چل گیا تو وہ ضرور غضبناک ہو گا اور مجھے سزا دے گا۔ میں نے اپنی اس پریشانی کا ذکر اپنی بیوی سے کیا تو اس نے کہا کہ

''آپ نے ایک سیدزادے کی تنگدستی کے عالم میں مدد کی ہے آپ یہ سارا معاملہ سادات کرام کے نانا جان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر چھوڑ دیں وہ خود ہی سنبھال لیں گے اور آپ کو ان لوگوں کے غصہ اور

غضب سے بچالیں گے‘‘

ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دروازہ پر دستک ہوئی میں نے خادم سے کہا کہ جاؤ دیکھو اس وقت کون آ گیا ہے۔خادم نے آ کر بتایا۔

’’خلیفہ کی والدہ ’’شجاع‘‘ نے پیغام بھجوایا ہے کہ فوری طور پر میرے پاس پہنچو‘‘۔

ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ دوسرا قاصد آ گیا کہ خلیفہ کی والدہ نے جلدی بلایا ہے۔اس کے بعد تیسرا قاصد بھی آ گیا کہ جلدی چلو۔

چنانچہ میں سواری پر سوار ہو کر محل کی طرف روانہ ہو گیا۔راستے میں اور بھی قاصد ملے جو مجھے بلانے آ رہے تھے۔میں محل میں پہنچا تو ایک خادم خاص آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر ایک سمت لے گیا اور کہنے لگا۔

’’خلیفہ کی والدہ آپ کے گفتگو کرنا چاہتی ہے جہاں آپ کو ٹھہرایا جائے وہیں ٹھہر جانا اور جب تک سوال نہ کیا جائے اس وقت تک کچھ نہ بولنا‘‘۔

پھر وہ مجھے ایک خوبصورتی سے آراستہ کئے ہوئے کمرے میں لے گیا جس میں بہترین پردے لٹک رہے تھے۔کمرے کے وسط میں شمع دان رکھا ہوا تھا۔مجھے ایک دروازے کے پاس کھڑا کر دیا گیا۔میں چپکے سے وہیں کھڑا رہا۔پھر آواز آئی اے احمد! جس کو میں نے پہچان کر عرض کیا:

’’اے خلیفہ کی والدہ میں حاضر ہوں‘‘۔

پھر آواز آئی

''ایک ہزار دیناروں کا حساب دو۔ بلکہ سات سو دیناروں کا حساب دو''۔

اس آواز کے بعد خلیفہ کی والدہ کے رونے کی آواز آنے لگی۔ میں نے سوچا کہ سیدزادے نے دل کھول کر خرچ کیا ہو گا تو کسی مخبر نے خلیفہ کو خبر کر دی ہو گی کہ میں نے سیدزادے کی مدد کی ہے تو خلیفہ نے مجھے قتل کرنے کا حکم دے دیا ہو گا۔ اس کی والدہ از راہ ہمدردی رو رہی ہے اور اسے مجھ پر ترس آ رہا ہے۔

پھر آواز آئی:

''اے احمد ہزار دیناروں کا حساب دو بلکہ سات سو دیناروں کا حساب دو''۔

وہ پھر زارو قطار رونے لگی۔ اس طرح بار بار اس نے سات سو دیناروں کا حساب مانگا۔ تو میں نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ جب سیدزادے کا ذکر آیا تو وہ زاروقطار رونے لگی اور کہا:

''اے احمد اللہ تعالیٰ تجھے اور جو تیرے گھر میں نیک خاتون ہے اسے بہترین جزاء عطا فرمائے۔ تمہاری وجہ سے آج مجھے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زیارت کا شرف عطا فرمایا ہے اور فرمایا ہے۔

''اللہ تعالیٰ احمد بن خصیب اور اس کے گھر میں موجود نیک خاتون کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آج رات تم لوگوں نے میری اولاد میں سے تین ایسے شخصوں کی تنگدستی دور کی ہے جن کے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ

تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے''۔

خواب سنانے کے بعد کہا

''اے احمد بن خصیب یہ زیورات، کپڑے اور دیناروں کی تھیلیاں اس سیدزادے کو پہنچا دینا جس کی وجہ سے مجھے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زیارت کا شرف عطا فرمایا ہے اور اسے بتا دینا کہ جب بھی ہمارے پاس مال آیا کرے گا ہم اس کے لئے بھجوا دیا کریں گے''۔

پھر خلیفہ کی والدہ ''شجاع'' نے کچھ اور کپڑے، زیورات اور دینار دے کر کہا کہ اپنی زوجہ کو دے دینا اور اس سے کہنا

'' اے نیک و مبارک خاتون اللہ تعالیٰ تمہیں اچھی جزاء عطا فرمائے۔ تمہارے ہی مشورہ پر اس سیدزادے کو رقم دی گئی تو مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف عطا ہوا۔ آپ یہ نذرانہ قبول کرلیں''۔

پھر کچھ کپڑے اور رقم دے کر کہا

''اے احمد یہ کپڑے اور رقم تمہارے لئے ہے یہ تم لے لو''۔

میں یہ تمام سامان لے کر گھر کی طرف روانہ ہوا۔ پہلے اس سیدزادے کے گھر پہنچا۔ دروازے پر دستک دی تو وہی سیدزادہ باہر نکلا اور مجھے کہا

''اے احمد ہمارے لئے جو مال لے کر آئے ہو وہ ہمیں دے دو''۔

''میں نے پوچھا آپ کو کیسے خبر ہوئی کہ میں آپ کے لئے مال لے کر آیا ہوں''

سیدزادے نے فرمایا:

جب آپ نے مجھے رقم دی وہ میں نے اپنی زوجہ کو دی۔ ہمارے پاس کچھ نہ تھا وہ رقم دیکھ کر خوش ہوگئی اور مجھے کہا کہ

''تم شکرانے کے طور پر نماز پڑھو اور اس شخص کے حق میں دعا کرو جس نے ہماری مدد کی ہے تو میں آمین کہوں گی''۔

میں نے نماز پڑھ کر دعا کی اس نے آمین کہی تو مجھ پر نیند طاری ہو گئی۔خواب میں میرے نانا جان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زیارت کرائی اور فرمایا:

''جنہوں نے تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے میں نے ان کا شکریہ ادا کر دیا ہے۔ وہ اب دوبارہ تمہیں کچھ چیزیں بطور خیر خواہی دیں گے وہ قبول کر لینا''۔

حضرت احمد بن خصیب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اس وقت جو بھی کچھ میرے پاس تھا وہ میں نے اس سیدزادے کو دے دیا اور خوشی خوشی گھر چلا آیا۔ میری زوجہ بڑی فکر مند تھی اور وہ میرے لئے خیریت سے واپس آنے کی دعائیں مانگ رہی تھی۔ جب میرے گھر آنے کی خبر اسے ملی تو خوش ہوگئی پھر میں نے اسے سارا واقعہ سنایا تو اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

(سیرت سیدہ فاطمۃ الزھراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از ذوالقرنین عطاری المدنی ص ۲۰۳)

سادات کا ادب اور
اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

(i)......خبردار صاحبزادے سے کوئی کام نہ لیا جائے

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے کاشانہ اقدس میں ایک کم عمر سیدزادے خانہ داری کے کاموں میں ہاتھ بٹانے کے لئے ملازم ہوئے۔ آپ کو بعد میں معلوم ہوا کہ وہ سیدزادہ ہے لہٰذا آپ نے گھر والوں کو تاکید کر دی کہ خبردار صاحب زادے سے کوئی کام نہ لیا جائے ان کو کھانا وغیرہ اور ضرورت کی ہر چیز حاضر کی جائے۔ جس تنخواہ کا وعدہ ہوا ہے وہ بطور نذرانہ پیش ہوتا رہے۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوتی رہی حتیٰ کہ وہ سیدزادے خود ہی تشریف لے گئے۔ (حیات اعلیٰ حضرت ج اول ص ۱۷۹)

(ii).....سیدزادہ کو ملازم رکھنا:

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

''سیدزادے سے ذلیل خدمت لینا جائز نہیں اور ایسی خدمت پر اس کو ملازم رکھنا بھی جائز نہیں جس خدمت میں ذلت نہیں اس پر ملازم رکھا جا سکتا ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۲ ص ۵۶۸)

(iii).....مردوں کو سونا پہننا جائز نہیں:

سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف حضرت مہدی حسن میاں رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’میں بھی بریلوی شریف آتا تو سرکار اعلی حضرت رحمتہ اللہ علیہ میرے لئے خود کھانا لاتے میرے ہاتھ دھلاتے۔ایک مرتبہ میں نے سونے کی انگوٹھی اور چھلے پہنے ہوئے تھے۔حسب معمول جب آپ میرے ہاتھ دھلوانے لگے تو فرمایا

’’شہزادہ حضور یہ انگوٹھی اور چھلے مجھے دے دیجئے‘‘۔

میں نے اتار کران کو دے دیئے اور خود بمبئی چلا گیا جب بمبئی سے مارہرہ شریف واپس آیا تو میری بیٹی فاطمہ نے کہا۔

’’ابا حضور بریلوی شریف کے مولانا صاحب کے یہاں سے پارسل آیا تھا جس میں یہ انگوٹھی اور چھلے تھے۔ساتھ میں ایک خط تھا جس میں لکھا تھا۔

’’شہزادی صاحبہ یہ دونوں طلائی اشیاء آپ کی ہیں‘‘۔

(حیات اعلیٰ حضرت ج اول ص ۱۰۵)

(iv).....طالب علم کی راہنمائی:

حضرت علامہ نور محمد رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت علامہ سید قناعت علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ الشاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے زیر سایہ علم دین حاصل کر رہے تھے ان دونوں میں بے تکلفی تھی اور وہ آپس میں گہرے دوست تھے ایک روز مولانا نور محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے سید صاحب کا نام لے کر اس طرح سے آواز دی۔قناعت علی۔قناعت علی۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے جب سنا تو آپ کے عشق نے گوارا نہ کیا کہ سیدزادے کو اس طرح نام لے کر پکارا جائے۔آپ نے مولوی نور محمد صاحب کو فرمایا۔

''کیا سیدزادوں کو اس طرح سے پکارتے ہیں۔کبھی مجھے بھی ان کو اس طرح سے پکارتے ہوئے سنا ہے''۔(حالانکہ میں استاد تھا)

علامہ نور محمد صاحب بہت شرمندہ ہوئے اور ندامت سے سر جھکا لیا۔

آپ نے فرمایا۔

''جایئے اور آئندہ خیال رکھئے گا''۔(حیات اعلیٰ حضرت ج اول ص ۱۸۳)

(۷).....**تنگدستی کا علاج:**

اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں

سادات کرام میں سے ایک سیدزادے تنگدستی اور مفلسی میں مبتلا تھے۔وہ میرے پاس آتے اور اپنی تنگدستی کی شکایت کرتے رہتے تھے۔ایک روز میں نے ان سے کہا

''صاحبزادے یہ ارشاد فرمایئے کہ جس عورت کو باپ نے طلاق دے دی ہو کیا وہ بیٹے کے لئے حلال ہوسکتی ہے''۔

انہوں نے فرمایا:

''کہ نہیں ایسا نہیں ہوسکتا''۔

پھر میں نے عرض کیا:

آپ کے جد اعلیٰ امیر المومنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے چہرہ انور پر ہاتھ پھیر کر فرمایا تھا

''اے دنیا کسی اور کو دھوکا دے۔ میں نے تجھے ایسی طلاق دی جس میں کبھی رجعت نہیں ہے''۔

اب بتایئے شہزادے حضور کیا اس قول کے بعد بھی سادات کرام کا غربت اور افلاس میں مبتلا ہونا کوئی تعجب کی بات ہے۔

سیدزادے ساری بات کو سمجھ گئے پھر کبھی غربت کا شکوہ نہ کیا۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت ص۹۳)

(vi).....سادات سے خدمت کرانا اور آپ کا کشف:

اعلیٰ حضرت بریلوی الشاہ احمد رضا خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ ایک روز پالکی میں سوار ہو کر کہیں جا رہے تھے۔ ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ آپ نے آواز دی۔

''پالکی روک دو''۔

آپ کے حکم کے مطابق پالکی روک دی گئی۔ پالکی کے آگے پیچھے، دائیں بائیں جو نیاز مند چل رہے تھے وہ بھی رک گئے۔ آپ نہایت اضطراب کی حالت میں پالکی سے باہر تشریف لائے اور بھرائی ہوئی آواز میں کہاروں کو بلا کر پوچھا

''آپ لوگوں میں کوئی آل رسول تو نہیں ہے۔ اپنے جد اعلیٰ کا

واسطہ سچ سچ بتادو کیونکہ میرا ایمان یہ گواہی دے رہا ہے''۔

کہاروں میں سے ایک شخص کا رنگ فق ہوگیا۔ پیشانی پر غیرت ابھر آئی۔ گردش ایام کے ہاتھوں مجبور نظریں جھکائے دبی زبان میں بولا:

''مزدور سے کام لیا جاتا ہے۔ اس کی ذات پات نہیں پوچھی جاتی''

آہ آپ نے میرے جداعلیٰ کا واسطہ دے کر میری زندگی کا ایک راز فاش کر دیا۔ سمجھ لیجئے کہ میں اس چمن کا ایک مرجھایا ہوا پھول ہوں جس کی خوشبو سے آپ کی مشام جاں معطر ہے۔ رگوں کا خون نہیں بدل سکتا اس لئے آل رسول ہونے سے انکار نہیں ہے لیکن اپنی خانماں برباد زندگی کو دیکھ کر یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ چند مہینے سے آپ کے اس شہر میں آیا ہوں۔ کوئی ہنر نہیں جانتا کہ اسے اپنا ذریعہ معاش بناؤں۔ پالکی اٹھانے والوں سے رابطہ قائم کر لیا ہے۔ ہر روز سویرے ان کی جھنڈ میں آ کر بیٹھ جاتا ہوں اور شام کو اپنے حصہ کی مزدوری لے کر اپنے بال بچوں میں لوٹ جاتا ہوں''۔

ابھی اس سید زادے کی بات مکمل بھی نہ ہو پائی تھی کہ لوگوں نے ایک حیرت انگیز منظر دیکھا کہ امام اہل سنت حضرت الشاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دستار مبارک اس سید زادے کے قدموں پر رکھی ہوئی ہے اور آپ زار و قطار رو کر التجا کر رہے ہیں۔

''معزز شہزادے میری گستاخی معاف کر دو۔ لاعلمی میں یہ خطا مجھ سے سرزد ہوگئی ہے۔ ہائے غضب ہوگیا جن کے نقش پا کا تاج میرے سر کا

سب سے بڑا اعزاز ہے ان کے کندھوں پر میں نے سواری کی۔ قیامت کے دن اگر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھ لیا کہ

''اے احمد رضا میرے فرزندوں کا دوش ناز اس لئے تھا کہ تیرا بوجھ اٹھائے''۔ تو میں کیا جواب دوں گا۔ اسی وقت بھرے میدان حشر میں میرے ناموس عشق کی کتنی بڑی رسوائی ہوگی۔ آہ اس ہولناک تصور سے میرا کلیجہ شق ہو رہا ہے۔

لہٰذا میری اس خطا کا کفارہ جب ہی ادا ہوگا کہ اب تم اس پالکی میں بیٹھو اور میں اسے اپنے کندھوں پر اٹھاؤں''۔

ہزار انکار کے باوجود آخر سیدزادے کو اعلیٰ حضرت بریلوی کی بات ماننا پڑی پھر لوگوں نے دیکھا کہ

وہ سیدزادہ پالکی میں سوار ہے اور امام اہل سنت کہاروں کی قطار میں لگ کر اپنے علم و فضل، جبہ و دستار، عالمگیر شہرت کو خوشنودی حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاطر ایک گمنام مزدور کے قدموں پر نثار کر رہا ہے۔

(زلف و زنجیر ص ۴۷، سیرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از ذوالقرنین عطاری المدنی ص ۲۱۴)

کرامات حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۱)..... حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیٹی

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک روز بیان فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی بیٹی کے جہیز میں بیشمار سامان دیا۔ جو جوتی اسے پہنائی گئی اس میں سات بیش قیمت لعل جڑے ہوئے تھے۔ اپنے داماد کے لئے جو بیش قیمت تاج بنوایا اس میں سات سو قیمتی موتی جڑے ہوئے تھے۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان سن کر اپنے گھر تشریف لائے اور بیان من وعن حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سنایا۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں یہ خیال آیا کہ شاید حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات ان سے اس لئے کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی بیٹی کو بہت جہیز دیا اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ماجد نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بیٹی کو اس کے مقابلہ میں کچھ بھی نہ دیا۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رات خواب میں دیکھا کہ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت الفردوس میں ایک جواہر نگار مرصع تخت پر عزت وتمکنت کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ جنت کی حوریں دست بستہ نہایت ادب واحترام سے آپ کے سامنے کھڑی

ہیں۔ ان میں ہی ایک نہایت حسن و جمال کی پیکر لڑکی اپنے ہاتھوں میں موتیوں اور جواہرات سے بھرے ہوئے دوطشت لئے کھڑی ہے۔ اور بڑے شوق و اشتیاق سے بار بار سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف دیکھ رہی ہے کہ کاش وہ ایک مرتبہ ہی اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھ لیں۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا ''یہ لڑکی کون ہے''۔

حضرت سیدۃ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں ارشاد فرمایا:

''یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی صاحبزادی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے میری خدمت پر معمور فرمایا ہے''۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح اپنا خواب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سنایا تو آپ نے سجدہ شکر ادا فرمایا۔

(معارج النبوت ص ۱۲۰)

(۲)..... ایک روز مدینہ منورہ میں زرق برق لباس میں مہاجرین و انصار کی خواتین کا اجتماع ہونے والا تھا۔ خواتین نے حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے درخواست کی کہ آپ بھی ہمارے اس اجتماع میں شرکت فرمائیں۔ سیدہ نے اپنے لباس مبارک کا خیال فرمایا تو سوچ میں پڑ گئیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اس سوچ میں گم پایا تو حکم فرمایا:

''بیٹی تم ضرور اس اجتماع میں شریک ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہمارا طریقہ کسی کو مایوس اور نا امید کرنا نہیں ہے۔ نہ ہی ہم نے کبھی کسی سوالی کو خالی لوٹایا ہے''۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم سنا تو آپ اپنے اسی لباس میں ہی اجتماع میں تشریف لے گئیں۔ لیکن اپنے دل میں پیوند لگے لباس کا ہی خیال آتا رہا۔ آپ واپس تشریف لے آئیں۔ لیکن دل میں ذرا ملال ہی آتا رہا۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ

''اس اجتماع میں شرکت کرنے والی عورتوں میں سے کسی ایک عورت کو بلایا جائے تا کہ اس سے اس مجلس کا حال پوچھا جائے''۔

ایک عورت دربار رسالت میں حاضر ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''ہمیں اس اجتماع کا حال بیان کرو''۔

اس عورت نے عرض کیا کہ

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس اجتماع میں تشریف لے گئیں تو آپ کے لباس فاخرہ کی تجلیات سے تمام عورتیں حیران ہو کر ایک دوسری سے پوچھنے لگیں کہ یا اللہ

ایسے کپڑے کہاں سے ملتے ہوں گے جیسے شہزادی کون ومکان نے پہن رکھے ہیں''۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وہ کپڑے کیوں نظر نہ آئے تاکہ مجھے بھی تسلی اور شادمانی ہوتی۔ میں بھی خوش ہوجاتی''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بیٹی ان کپڑوں نے تجھے زیبائش نہیں دی بلکہ ان کپڑوں کی نایاب رزق برق زیبائش وخوبصورتی صرف اس وجہ سے تھی کہ وہ تمہارے زیب بدن تھے''۔(شواہدالنبوت ازمولانا عبدالرحمٰن جامی ص ۱۰۵)

(۳)..... یہودیوں کی سازش اور

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے جنتی لباس:

مدینہ منورہ کی چند یہودی عورتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ ہمارے ہاں شادی ہے۔ ہم نے بہت سے مہمانوں کو دعوت دی ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر بھی ہماری اس تقریب میں شرکت کریں۔ ان عورتوں کی اصل میں یہ ایک سازش تھی کہ جب سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا شادی میں شرکت کے لئے آئیں گی ان کا لباس پیوند لگا ہوا ہوگا، جگہ بجگہ پھٹا ہوا ہوگا تو ہم ان کا مذاق اڑائیں گی کہ یہ مسلمانوں کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی

ہے کہ تن ڈھانپنے کو کپڑا ابھی نہیں ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت شریفہ ہی تھی کہ کبھی کسی کو نہ ہی نہیں فرمایا۔ آپ نے ان عورتوں سے وعدہ فرمالیا کہ ہم اپنی بیٹی کو وقت مقررہ پر آپ کے ہاں ضرور بھیج دیں گے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی لخت جگر کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا:

''بیٹی تمہیں یہودنوں کی شادی کی تقریب میں شرکت کرنا ہے''۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو بسر وچشم قبول کرلیا۔ کسی قسم کے انکار کی گنجائش ہی نہ تھی۔ لیکن آپ کے دل میں یہ خیال آیا کہ یہودی عورتیں میرا لباس دیکھ کر میرا مذاق اڑائیں گی۔ ابھی یہ خیال آیا ہی تھا کہ فَنَزَلَ جِبْرَئِيلَ بِحُلَّةٍ مِنَ الْجَنَّةِ حضرت جبرائیل علیہ السلام جنت الفردوس سے ایک نہایت ہی خوبصورت جوڑا لے کر حاضر ہوگئے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر کے لئے یہ جوڑا بھیجا ہے کہ یہودیوں کی شادی میں شرکت کے وقت یہ پہن کر جائیں''۔ (نزھۃ المجالس ج۲ص ۲۲۶)

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہ جوڑا زیب تن فرمایا اور شادی کی تقریب میں شامل ہونے کے لئے تشریف لے گئیں۔

یہودنوں نے جب آپ کونہایت قیمتی زرق برق لباس میں ملبوس دیکھا تو ان کے ہوش اڑ گئے اور رنگ فق ہو گئے ۔ اپنی سازش کو بھول گئیں اور حضرت سیدۃ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کونہایت عزت وقار اور احترام کے ساتھ خوش آمدید کہتے ہوئے اپنے درمیان بٹھالیا۔ جَلَسَتْ بَيْنَهُن ان کے درمیان تشریف فرما ہوگئیں۔آپ کے لباس کو بار بار غور سے دیکھتی رہیں اور انہیں رشک آتا رہا کہ کاش ان کے پاس بھی ایسا لباس ہوتا۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے لباس مبارک کے ایک کنارہ کو ذرا سنوارنے کے لئے اوپر اٹھایا تو اس میں سے نور کی شعائیں نکل کر فضا میں پھیل گئیں ۔ جب یہودنوں نے ان انوار وتجلیات کا مشاہدہ کیا تو اور بھی زیادہ مرعوب ہوگئیں ۔رَفَعَتُ الْاَنْوَارَ فَلَعُتَ الْاَنوَار.

(نزہۃ المجالس ج۲ص۲۲۶)

یہودنوں سے نہ رہا گیا آخر پوچھ لیا کہ یہ لباس آپ نے کہاں سے لیا ہے۔

فَقَالَتِ النِّسَاءُ مِنْ اَيْنَ لَکِ هٰذَا يَا فَاطِمَۃ(رضی اللہ تعالیٰ عنہا)۔

فَقَالَتْ مِنْ اَبِیْ۔فرمایا کہ اپنے والدگرامی قدر سے۔

فَقُلْنَ مِنْ اَيْنَ لِاَبِيْکِ کہنے لگیں کہ آپ کے والدگرامی قدر نے کہاں سے لیا۔

فَقَالَتْ مِنَ الْجِبْرَائِيْلَ۔فرمایا جبرائیل علیہ السلام سے۔

فَقُلْنَ مَنْ جِبْرَائِیْلَ۔ کہنے لگیں کہ جبرائیل کون ہے۔

فَقُلْنَ مَنْ اَیْنَ جِبْرَائِیل۔ جبرائیل علیہ السلام کہاں سے لے کر آئے۔

قَالَتْ مِنَ الْجَنَّۃِ۔ فرمایا جنت سے

یہودنوں نے کہا کہ بے شک آپ ٹھیک فرما رہی ہیں اوران سب نے کلمہ شریف لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَـمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اور مسلمان ہو گئیں۔ ان میں سے بیشتر کے شوہر بھی مسلمان ہو گئے۔ جن خواتین کے شوہر مسلمان نہ ہوئے انہوں نے ان سے طلاق حاصل کر لی۔

(نزہۃ المجالس ج۲ص۲۲۶)

فَقُلْنَ نَشْھَدُ اَنْ لَااِلٰہَ اَلااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَمَنْ اَسْلَمَ زَوْجَھَا اِسْتَمَرَّتَ مَعَہٗ وَ اِلَّا تَزَوَجَتْ غَیْرُہٗ۔

(۴)......حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا درزی

ننھے منے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا۔

''امی جان کل عید ہے۔ ہمیں پہننے کے لئے نئے کپڑے دینا۔ ہم پرانے کپڑے نہیں پہنیں گے''۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بچوں کو بہت بہلانے کی کوشش کی لیکن شہزادے اپنی بات پر ہی قائم رہے۔ آخر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی ضد کے پیش نظر وعدہ فرمالیا کہ انہیں عید کے روز

نئے کپڑے مل جائیں گے۔ رات نماز تہجد سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے دعا مانگی۔

''یا اللہ فاطمہ تیری کنیز ہے۔اس کے وعدہ کو پورا فرما دینا۔اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں بچوں کی ضد کے پیش نظران سے نئے کپڑوں کا وعدہ کرلیا ہے۔اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے کبھی اپنی ذات کے لئے سوال نہیں کیا ہے اور نہ ہی کبھی جھوٹ بولا ہے۔ نہ ہی کبھی غلط وعدہ کیا ہے۔ یا اللہ میرے وعدہ کوایفاء فرما دینا''۔

صبح ہوئی تو شہزادوں نے نئے کپڑوں کا مطالبہ کر دیا۔حضرت سیدہ فاطمۃ الزھراء رضی اللہ تعالیٰ عنہانے فرمایا:

''میرے پیارے بچو! درزی ابھی آپ کے نئے جوڑے لے کرآ رہاہے''۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کوحکم فرمایا:

''میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹی کے درزی بن جاؤ اور فوری طور پر جنت سے شہزادوں کے لئے دو جوڑے کپڑوں کے لے کران کے در پرپہنچ جاؤ''۔

تھوڑی ہی دیر بعد دروازہ پر دستک ہوئی۔سیدہ نے پوچھا کون ہے۔ عرض کیا درزی ہوں شہزادوں کے کپڑے لے کر حاضر ہوا ہوں۔

(کتاب الفضائل ص۱۹۲،البتول ص۲۱۴)

(۵).....حضرت جبرائیل علیہ السلام جھولا جھولاتے ہیں:

روایات میں آتا ہے کہ جب حضرات حسنین کریمین چھوٹے بچے تھے تو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کو جھولے میں لٹا دیتیں اور ایسا بھی ہوتا کہ کہ آپ خود عبادت میں اس انہاک سے مصروف ہو جاتیں۔طویل سجدے فرمایا کرتی تھیں۔گردوپیش سے بالکل بے نیاز ہو کر عبادت میں مصروف رہتیں اور جھولے کو جھولا دینا بھی یاد نہ رہتا۔ایسے میں جب شہزادے اگر رونا شروع کر دیتے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام فوراً پہنچ جاتے اور جھولا جھولاتے رہتے جب تک سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جھولے کی طرف متوجہ نہ ہو جاتیں اور جب جھولے کو دیکھتیں تو وہ از خود ہی جھول رہا ہوتا تھا۔(مجمع الفضائل ص ۱۳)

(۶).....حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے معمولات کے لئے فرشتے مقرر تھے:

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے معمولات میں چکی پیسنا بھی تھا۔ایک روز چکی چلاتے ہوئے نماز عصر کا وقت ہو گیا۔آپ نے چکی چھوڑی اور نماز کے لئے کھڑی ہو گئیں۔

(i).....اسی دوران حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کام سے حاضر ہوئے۔حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اندر بلا لیا۔ وہ فرماتے ہیں۔

’’میں نے دیکھا کہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہی تھیں اوران کی چکی خودبخود آٹا پیس رہی تھی۔اس میں جوبھی ڈالے جارہے تھےاورآٹابھی نکل رہاتھا‘‘۔

(ii).....حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

’’مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کے لئے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر نماز پڑھ رہی تھیں اوران کی چکی خودبخود چل رہی تھی‘‘۔میں نے حیرانگی کے عالم میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں یہ بات بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا’’اللہ تعالیٰ نے فاطمہ(رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی مدداوران کی چکی چلانے کے لئے فرشتے مقرر کررکھے ہیں۔

(ریاض النفرہ ج۲ص۲۶۲)

(۷).....حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اورسیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مسکراہٹ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ اہل جنت جب جنت کے باغات میں ہوں گے تو ایک نور بلند ہوگا توسب لوگ گمان کریں گے کہ سورج طلوع ہوگیاہے۔

وہ لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشادگرامی تو یہ ہے کہ جنت میں سورج نہیں ہوگا۔پھر رضوان جنت اعلان کرے گا۔

لوگو! یہ سورج نہیں ہے بلکہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسکرائے ہیں۔ ان کی مسکراہٹ سے جنت کے تمام باغات چمک اٹھے ہیں۔ (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۲۸)

(۸)..... دعوت اور امت کے گناہ گاروں کی بخشش:

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دعوت طعام کا اہتمام فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لے کر میرے غریب خانہ پر تشریف لے چلیں۔ اس میں قدم رنجہ فرمائیں۔ اس کو رونق بخشیں اور ما حضر تناول فرمائیں''۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھائے گئے قدمین شریفین گننے جا رہے تھے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''اے عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے قدم کیوں گن رہے ہو''۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو میرے غریب خانہ کو رونق بخش رہے ہیں تو میں اس خوشی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کروں گا''۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس دعوت میں شریک تھے۔ آپ جب اپنے دولت کدہ میں واپس تشریف لائے تو آپ کے چہرہ انور پر کچھ افسردگی اور ملال تھا۔ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب آپ کی یہ کیفیت دیکھی تو آپ سے رہا نہ گیا۔ عرض کرتی ہیں۔

''میرے سرتاج کیا بات ہوئی ہے میں آپ کو ذرا غمگین دیکھ رہی ہوں'' فرمایا ''کوئی ایسی خاص بات نہیں۔ حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ اصحاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی پرتکلف دعوت کی ہے اور حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قدم مبارک کے بدلے ایک غلام آزاد کیا ہے۔ ہم بھی اگر ان کی طرح مالدار ہوتے تو ہم بھی ایسی ہی دعوت کرتے اور غلام آزاد کرتے''

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

آپ نہ گھبرائیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی دعوت طعام حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمائی ہے ویسے ہی ہمارے غریب خانہ کو بھی رونق بخشیں اور جملہ احباب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو

ساتھ لے کر تشریف لائیں اور ماحضر تناول فرمائیں‘‘۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہوں گے تو آپ بھی ان کے قدمین شریفین کو گنتے جائیں۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیران ہوئے کہ گھر میں تو اپنے کھانے کے لئے بھی کچھ نہیں ہے اور اتنی بڑی دعوت کا انتظام کیسے ہوگا۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

’’آپ ضرور دعوت طعام کے لئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کر کے آئیں۔ میرا اللہ تعالیٰ کارساز ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری سے سارا انتظام ہو جائے گا‘‘۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت طعام دینے کے لئے تشریف لے گئے اور جا کر عرض کیا۔

’’یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ ہمارے ہاں بھی تشریف لا کر ہماری بھی حوصلہ افزائی فرمائیں‘‘۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تو سب کچھ جانتے ہیں ۔علم غیب رکھتے ہیں سب کی نیتوں کو جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کشف القلوب حاصل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعوت کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے نہایت خوشی کا اظہار فرمایا۔

ادھر حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزھراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مصلیٰ بچھا لیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور سر سجدہ میں رکھ دیا اور رو، رو کر دعا کی:

''یا اللہ تو اپنی بندی کے احوال سے آگاہ ہے۔ میں نے تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دعوت طعام دے رکھی ہے۔ تیری بندی میں اتنی استطاعت نہیں ہے۔ میں تیرے فضل وکرم کے آسرے پر تجھ سے دعا کرتی ہوں۔ میری لاج رکھ لینا، مجھے اپنے مہمانوں کے روبرو شرمندہ نہ کرنا، میں تیری گنہگار بندی ہوں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ میں مجھ پر کرم فرما دے''۔

آپ نے اسی امید اور یقین کامل پر چولہے پر ہنڈیا رکھ دی کہ اللہ تعالیٰ ضرور میری دعا کو شرف قبولیت بخشے گا اور میری بھرپور مدد کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس ہنڈیا کو جنت کے طرح طرح کے کھانوں سے بھر دیا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت سیدہ فاطمۃ الزھراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں دسترخوان بچھا کر اس کو جنت کے طرح طرح کے کھانوں سے بھر دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جملہ احباب رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لے کر تشریف لائے اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین کو گن رہے ہیں تاکہ قدمین شریفین کی تعداد زیادہ سے زیادہ ہو جائے۔

تمام مہمانوں نے خوب سیر ہوکر کھانا تناول فرمایا لیکن ہنڈیا جوں کی توں بھری رہی یا یوں کہہ لیجئے کہ دستر خوان ویسے ہی کھانوں سے بھرا رہا۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر سجدہ میں سر رکھ دیا اور دعا کی کہ یا اللہ تو جانتا ہے کہ میرے پاس مال و دولت نہیں ہے کہ غلام خرید کر آزاد کرسکوں۔ میں تیرے فضل و کرم سے امید رکھتی ہوں کہ تو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ میں ان کے ہر قدم کے عوض اُمت محمدیہ کے گنہگار بندوں کو جہنم سے آزاد فرمادے گا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قدم کے بدلے ایک ہزار گنہگار مرد اور ایک ہزار عورتیں کہ جن پر جہنم واجب ہو چکی ہو گی جہنم سے آزاد کر دیئے جائیں گے''۔ یہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اُمت محمدیہ پر احسان ہے۔

(جامع المعجزات ص۲۵۶،عظمت شہزادی کونین ص۳۴۹)

(۹).....خوب رہی یہ تجارت:

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت سے فارغ ہوکر اپنے دولت کدہ میں تشریف لائے اور پوچھا:

اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کیا گھر میں کچھ کھانا موجود ہے۔سیدہ نے عرض کیا کہ کھانا وغیرہ تو کچھ نہیں البتہ میں نے سوت کاتا ہے

اور اس کے عوض مجھے چھ درہم ملے ہیں وہ حاضر ہیں آپ وہ لے جائیں اور خورد نوش کی چیزیں خرید کر لائیں۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ چھ درہم لے کر گھر سے نکلے ہی تھے کہ ایک سائل نے سوال کر دیا:

''جو اللہ کی راہ میں قرض حسنہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دگنا کر دیتا ہے اور اس کے لئے اور بھی زیادہ عطا کر دیتا ہے''۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ چھ درہم اس سائل کو دے دیئے اور خود خالی ہاتھ گھر لوٹ آئے۔ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کو خالی ہاتھ دیکھا تو عرض کیا کہ کیا کوئی چیز لائے ہیں۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارا واقعہ بیان فرمایا تو آپ مطمئن ہو گئیں۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حاضری کا ارادہ لے کر گھر سے نکلے۔ راستہ میں ایک اعرابی ملا جس کے پاس ایک نہایت خوبصورت اونٹنی تھی وہ بولا۔

''علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مجھ سے یہ ناقہ خرید لیں''۔

فرمایا کہ ''میرے پاس رقم نہیں ہے''۔

وہ اعرابی بولا ''کوئی بات نہیں آپ ادھار خرید لیں رقم کی ادائیگی بعد میں کر دینا جب آپ کے پاس ہو۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا ''کتنی قیمت ہے''۔

اعرابی عرض کرتا ہے ''ایک سو درہم''۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹنی خریدنے کا ارادہ فرمایا تو اعرابی نے ناقہ کی نکیل حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دے دی اور چلا گیا۔ آپ ناقہ لے کر چلے کہ ایک اور اعرابی ملا۔ عرض کرتا ہے کہ

''علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیا آپ یہ اونٹنی فروخت کریں گے''۔

فرمایا ''کتنے میں خریدو گے''۔

عرض کرتا ہے ''تین سو درہم میں خرید لوں گا''۔

فرمایا ''مجھے منظور ہے''۔

اعرابی نے تین سو درہم حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کئے اور اونٹنی لے کر چلا گیا۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین سو درہم لے کر گھر تشریف لائے تو سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھ لیا کہ ''یہ کیا ہے''۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''ایک سو درہم میں ایک اونٹنی ادھار خرید لی اور تین سو درہم میں نقد بیچ دی''۔

سیدہ نے مسکرا کر فرمایا ''خوب رہی یہ تجارت''۔

اتنے میں غیب دان نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور فرمایا:

''علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اونٹنی کی خرید وفروخت قصہ تم خود بتاؤ گے یا میں بتاؤں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی فرمادیں''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم نے اللہ کی راہ میں چھ درہم دیئے تو اللہ تعالیٰ نے ان میں اضافہ کر کے ایک درہم کے بدلے پچاس درہم تمہیں عطا کر دیئے۔ باقی رہی بات تمہاری تجارت کی تو اونٹنی فروخت کرنے والے حضرت جبرائیل (علیہ السلام) تھے اور اونٹنی خریدنے والے حضرت اسرافیل (علیہ السلام) تھے اور وہ اونٹنی وہ تھی جس پر فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جنت میں سوار ہوگی''۔ (جامع المعجزات ص ۱۲، عظمت شہزادی کونین ص ۳۵۸)

(۱۰)..... فرشتے کام کرتے ہیں

حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ دوپہر کا وقت اور شدید گرمی تھی کہ میں کسی کام سے سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دولت کدہ پر حاضر ہوئی۔ دروازہ بند تھا اور چکی چلنے کی آواز آ رہی تھی۔ میں نے جھانک کر دیکھا کہ شہزادی کونین رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو چکی کے پاس زمین پر سو رہی

تھیں۔ چکی خود بخود چل رہی تھی اور پاس ہی حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا گہوارہ بھی خود بخود ہل رہا تھا۔ میں یہ ماجرا دیکھ کر حیران ہوئی اور اسی وقت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ سارا قصہ بیان کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس شدت کی گرمی میں میری لخت جگر روزے سے ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس پر نیند غالب کردی تاکہ اسے گرمی اور تنگی محسوس نہ ہواور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ ان کے کام کو سرانجام دیں۔ (عظمت شہزادی کونین ص۳۶۲)

حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ دیگر صحابہ کرام اور صحابیات سے یہ روایات ملتی ہیں کہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب مصروف عبادت ہوتیں تو طویل سجدے فرمایا کرتی تھیں اور ان میں گریہ زاری فرمایا کرتی تھیں کہ گردوپیش کی بھی خبر نہ ہوتی تھی۔ ایسی صورت میں اگر کوئی شہزادہ گہوارے میں رونا شروع کر دیتا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے فوراً پہنچ جاتے اور گہوارے کو جھولا جھلاتے رہتے اور آپ جب سلام پھیر کر دیکھتیں تو گہوارہ ہل رہا ہوتا۔

(البتول ص۱۲۲)

(۱۱).....جنتی کھانا اور شیطان:

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی لخت جگر کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا ''کیا تمہارے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز ہے''۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں کوئی چیز خوردنوش کی نہ تھی تو آپ نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اوراس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے ہیں کہ میرے گھر میں کیا ہے''۔

اتنے میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تشریف لے آئے اور کچھ کھانے کے لئے مانگا۔ اس پر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اٹھے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی تو دیکھا کہ ایک دستر خوان نمودار ہوا جس پر طرح طرح کے پھل اور کھانے سجے ہوئے تھے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا کہ

''آؤ سب مل کر کھانا شروع کرو''۔

جیسے ہی کھانا شروع کیا تو دروازے پر ایک سائل نے صدا کردی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کو جھڑک دیا۔ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا'' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو کبھی کسی سائل کو جھڑکا نہیں کرتے''۔

اتنے میں سائل نے پھر صدا کردی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھر جھڑک دیا۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آج خلاف معمول کیا ماجرا ہے''

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

یہ شیطان ہے جو سائل بن کر آ رہا ہے کہ جو جنتی کھانا آج ہمیں ملا ہے اس میں سے یہ بھی کھالے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں جنتی میوہ نہیں رکھا ہے یہ دسترخوان تو جبرائیل علیہ السلام ہمارے لئے لے کر آئے تھے۔

(سیرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد الیاس عادل ص ۱۰۸)

(۱۲)..... کھانے میں برکت:

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا دو روٹیاں اور گوشت کی ایک بوٹی لے کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تحفہ کو شرف قبولیت بخشا اور فرمایا:

''بیٹی اس کھانے کو اپنے گھر لے چلو''۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اپنی لخت جگر کے گھر میں تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کے تھال پر سے رومال ہٹایا تو سب افراد نے دیکھا کہ تھال روٹیوں اور گوشت سے بھرا ہوا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

''بیٹی یہ سب کچھ تمہارے لئے کہاں سے آیا''۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

هُوَ مِنْ عِنْدِاللّٰہِ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ط

''یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے وہ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے''۔

پھر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دوسرے اہل بیت کو جمع کر کے سب کے ساتھ اس تھال میں سے کھانا کھایا۔اس کے باوجود تھال کھانے سے بھرا ہوا رہ گیا تو حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے پڑوسیوں اور مساکین کو بھی وہ کھانا کھلایا۔(روح البیان ص۳۲۳)

(۱۳).....نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیغام رساں ناقہ ''عصبا'':

ایک رات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناقہ مبارکہ ''عصبا'' حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حضور آئی اور عرض کیا:

''السلام علیکم یا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم''

میں آج آپ کے ابا جان کے پاس جا رہی ہوں اگر آپ نے اپنے والدگرامی قدر کو کوئی پیغام دینا ہو تو ارشاد فرمائیے۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تڑپ کر رہ گئیں۔ آپ نے اونٹنی کا سر اپنی آغوش میں لے لیا اور رو کر فرمایا:

''اے میرے ابا جان کی یادگار۔اے میرے ابا جان کی زیارت کی مشتاق ،اے میری ہمدرد و مونس تو مجھے چھوڑ کر جا رہی ہے۔ جب تو میرے بابا جان کے حضور پہنچے تو میرے بابا کو میرا سلام کہنا اور عرض کرنا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق مجھ پر غالب آ چکا ہے۔ دعا کریں کہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک جلد از جلد پہنچ جاؤں''۔

ناقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی روز گری اور فوت ہوگئی۔ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسے ایک کمبل میں لپیٹ کر دفن کرا دیا۔ تین روز بعد جب اس کی قبر کو کھول کر دیکھا گیا تو وہاں کوئی نشان تک موجود نہ تھا۔

(فضیلت شہزادی کونین رضی اللہ تعالیٰ عنہا از قاری محمد افضال نقشبندی ص ۱۷۴)

(۱۴).....شکم مادر سے آواز دی

حضرت شیخ شعیب حریفیش رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جب کفار نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مطالبہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائیں۔ ان دنوں حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی والدہ سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم اطہر میں جلوہ افروز فرما چکی تھیں۔ حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

''وہ کتنا ذلیل و رسوا ہے جس نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلایا ہے۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے نبی اور رسول ہیں''۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شکم مادر سے ندا دی۔

''امی جان آپ غم زدہ نہ ہوں اور نہ ہی ڈریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ میرے والد محترم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار ہے''۔

(حکایتیں اور نصیحتیں مطبوعہ مکتبہ المدینہ ص ۵۳۲۔ الروض الفائق حصہ ۲۸ ص ۲۷۴)

ارشادات حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

(۱)..... اپنے آپ کو دنیا کی غلاظتوں سے پاک رکھو۔

(۲)..... طاقت و استطاعت کے باوجود مظلوم کا ساتھ نہ دینے والے سنت نبوی کے پیروکار نہیں کہلا سکتے۔

(۳)..... قرآنی تعلیمات پر صحیح طور سے عمل پیرا ہونا بہشت کی ضمانت فراہم کرنا ہے اور نجات کی نعمت عطا کرتا ہے۔

(۴)..... نئی نسلیں اپنے بزرگوں اور اپنے سے پہلے لوگوں کی تاریخ سے سبق حاصل کریں۔

(۵)..... جہاد ایک ایسا مقدس فریضہ ہے جس سے اسلام کی عزت و عظمت

ظاہر ہوتی ہے۔

(۶)..... جب حق اور باطل کے درمیان بات آ جائے تو پھر گھر میں چھپ کر بیٹھنا قابل قبول نہیں۔

(۷)..... والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا خدا کے غضب و ناراضگی کو دور کرتا ہے۔

(۸)..... کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مسلمانوں کے مسلمہ حقوق کو غضب کرے۔

(۹)..... احکام الٰہی سب کے لئے برابر ہیں اور کسی کو ان سے مستثنٰی قرار نہیں دیا جا سکتا۔

(۱۰)..... صلہ رحمی سے عمریں بڑھتی ہیں۔

(۱۱)..... عورتوں کی عزت وعظمت اس میں ہے کہ وہ مردوں کے جسموں پر نظر نہ ڈالیں اور اس طرح سے مردوں کی شرافت کا راز اس میں ہے کہ وہ عورتوں کے جسموں پر آنکھیں نہ دھریں۔

(۱۲)..... کوئی عورت بلا اشد ضرورت دوسری عورت کو برہنہ نہ دیکھے۔

(۱۳)..... عورت کے لئے سب سے بہتر یہ ہے کہ وہ کسی غیر مرد کو نہ دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد کسی غیر عورت کو دیکھے۔

(۱۴)..... اپنی ذات سے پہلے اپنے ہمسائے کی فکر کرو۔ اس کی سلامتی کی دعا کرو۔

(۱۵)..... مشکلات و مصائب میں صبر اختیار کرنا اجر عظیم کا موجب ہے۔

(۱۶)..... اگر میں اپنے شوہر سے اس چیز کی فرمائش کروں جو وہ پوری نہ کر سکتا ہو تو میں خدا کو کیا منہ دکھاؤں گی یعنی عورت کو اپنے شوہر سے ایسی فرمائش نہیں کرنی چاہئے جو وہ پوری نہ کر سکتا ہو۔

(۱۷)..... خدا نے کائنات کی تخلیق اپنی عظیم قدرت اور پاکیزہ مشیت سے کی اسے لوگوں کی اطاعت اور معصیت کی کوئی پرواہ نہیں۔ جو شخص اطاعت کرے گا وہ جزاء پائے گا اور جو نافرمانی کرے گا وہ سزا پائے گا۔ اللہ تعالیٰ پوری کائنات سے بے نیاز ہے۔

(۱۸)..... اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اپنی اطاعت کی دعوت دی تاکہ لوگ اس کے سبب جنت کے مستحق قرار پائیں۔

(۱۹)..... یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اہل بیت کی اطاعت کو ملت اسلامیہ کی بقاء، استحکام اور نجات و سعادت کا بہترین اصول قرار دیا ہے۔

(۲۰)..... نماز تکبر کی گندگی کو دلوں سے دور کرنے کا بہترین وسیلہ ہے۔

(۲۱)..... زکوۃ تزکیہ نفس اور رزق میں وسعت پیدا کرنے کے لئے واجب قرار دی گئی ہے۔

(۲۲)..... روزہ رکھنا اخلاص عبادت کا مضبوط ترین عمل ہے۔

(۲۳)...... حج اس لئے فرض قرار دیا گیا تاکہ دین کی اجتماعی قدریں آشکارا ہوں اور اسلام کی جڑیں مضبوط ہو سکیں۔

(۲۴).....عورت کا میدان جہاد اس کا اپنا گھر ہے۔

(۲۵).....غلط بات کہنا اور درست کام کا نہ کرنا ہمارا شیوہ نہیں ہے اور نہ ہی ہم بے جا کچھ کہنے کے عادی ہیں۔

(۲۶).....ایک دوسرے کو نیک کاموں کی تاکید کرنا حقیقی معنی میں بھلائی و بہتری کا سبب ہے۔

(۲۷).....دین لوگوں کے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔

(۲۸).....شیطان کی آواز پر لبیک کہنے والے دین کے روشن چراغ بجھا کر سنت نبوی کو پامال کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں۔

(۲۹).....جو لوگ اسلام لانے کے بعد عملی طور پر شرک کی حمایت کریں اور ظاہری طور پر اظہار ایمان کے بعد اپنے کردار میں مکر و نفاق کا مظاہرہ کریں ان کا انجام نہایت برا ہے۔

(۳۰).....اگر تم مصیبت اور گناہ کی تاریکی میں ڈوبے رہ گئے تو اللہ تعالیٰ تمہاری قوتیں سلب کر لے گا۔

(۳۱).....ظالم اور غالب لوگوں کے ناروا سلوک پر صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

(۳۲)......اپنے بارے میں غلط فہمیوں کا شکار ہونے والے ذلت سے دوچار ہوتے ہیں۔

(۳۳).....زندگی کے آخری لمحوں تک اسلام کی حقیقت وحقانیت کے اقرار

سے انحراف نہ کرو۔

(۳۴)..... دنیا سے منہ موڑ کر آخرت سے دل لگانا ہماری پہچان ہے۔

(۳۵)....اللہ تعالیٰ نے شراب نوشی کی اس لئے ممانعت فرمائی ہے کہ لوگ رجس اور پلیدی سے دور رہیں۔

(۳۶)..... عدل وانصاف کا حکم اس لئے دیا گیا ہے تا کہ ہر قسم کے امتیازات کا احساس دلوں سے مٹ جائے۔

(۳۷)..... سب کچھ جانتے ہوئے قرآنی تعلیمات کی مخالفت کرنا اور اس کے احکامات کو پس پشت ڈالنا عذاب الٰہی کا موجب ہے۔

(۳۸)..... جو لوگ شکوک وشبہات کا شکار ہوں ان کے لئے قرآن مشعل ہدایت اور چراغ سعادت ہے۔

(۳۹)..... اس سے بڑا مظلوم کون ہو سکتا ہے جس سے اس کا حق بھی چھین لیا جائے اور اس کی بات بھی نہ سنی جائے۔

(۴۰)..... جس دنیا میں دھوکہ باز رہتے ہوں مجھے اس سے کیوں کر محبت ہو سکتی ہے۔

(۴۱)..... اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو سکتا ہے لیکن بصارت سے نہیں بلکہ بصیرت سے۔

(۴۲)..... اللہ تعالیٰ کے عظیم احسانات کو یاد کر کے شکر ادا کرنا ضروری ہے۔

(۴۳)..... اس دنیا سے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

کا شرف حاصل کرنے کی آرزو سے بڑھ کر کوئی خواہش وتمنا نہیں ہوسکتی۔

(۴۴)..... نذر و عہد الٰہی کو پورا کرنے سے مغفرت اور بخشش کی امید لگتی ہے۔

(۴۵)..... اہل ایمان وہ ہیں جن کے دل میں اللہ کے خوف کے علاوہ کسی کا خوف پیدا نہیں ہوتا۔

(۴۶)..... قیامت کے روز کسی کی توبہ وندامت اسے فائدہ نہیں پہنچا سکے گی اور جو لوگ باطل پرست ہوں گے وہ سخت نقصان اور خسارے میں ہوں گے۔

(۴۷)..... ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو یاد کرے ان پر اس کی حمد وثناء بجالانی چاہیئے۔

(۴۸)..... اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں اور احکام کو سچے دل سے تسلیم کرلینا ہمارا شعار ہے۔

(۴۹)..... معرفت کے باوجود حقدار کو اس کے حق سے محروم کرنا دل کی خباثت کو ظاہر کرتا ہے اور ایسا کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے۔

(۵۰)..... جو لوگوں کے ذہنوں کی چار دیواری میں سما جائے وہ خدا نہیں ہوسکتا۔

(۵۱)..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کبھی قرآن حکیم سے منہ نہیں موڑا اور نہ ہی اس کے پاکیزہ احکام کی خلاف ورزی کی۔

(۵۲).....جولوگ ظالموں کی روش کواپناتے ہوئے اوران کی تقلید میں حقدار کا ساتھ نہ دیں وہ معافی کے حقدار نہیں۔

(۵۳).....جولوگ حق کو باطل کا رنگ دینے اور باطل کوحق کی شکل میں ظاہر کرنے کے مرتکب ہوں وہ اپنے کیئے کی سزا ضرور پائیں گے۔

(۵۴).....اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھواور اپنے ہر عمل کی بنیاد تقویٰ اور پرہیزگاری کوقرار دو۔

(۵۵).....شرک کی ممانعت اس مقصد کے لئے ہوئی تا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے قراراوراس کے عملی اظہار میں مخلص رہیں۔

(۵۶).....دوعورتیں ننگے بدن ایک چادر میں نہ لپٹیں۔

(۵۷).....اگر کوئی عورت اتفاقاً یا کسی اہم ضرورت کے تحت کسی عورت کو برہنہ حالت میں دیکھ بھی لے تو اپنے خاوند سے اس کے اعضاء اور بدن کی بناوٹ کی تعریف نہ کرے۔

(۵۸).....کوئی عورت غیر مرد سے نرم اور دلکش لہجہ میں بات نہ کرے ورنہ جس کے دل میں بیماری ہے وہ تمہارا لالچ کرے گا۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کی دعائیں

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے اپنی والدہ ماجدہ کو مسلمان مردوں اور عورتوں کے حق میں بہت زیادہ دعائیں کرتے دیکھا۔ آپ نے اپنی ذات کے لئے کبھی کوئی دعا نہ مانگی تو میں نے عرض کیا:

''امی جان کیا وجہ ہے کہ آپ اپنے لئے کوئی دعا نہیں مانگتیں۔''

والدہ ماجدہ محترمہ نے فرمایا:

اے میرے فرزند اَلْجَوَارُ ثُمَّ الدَّارُ'' پہلے ہمسائے پھر اپنا گھر''

(مدارج النبوت ج ۲ ص ۶۲۷)

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی فرماتے ہیں:

''میں نے بعض مرتبہ اپنی والدہ ماجدہ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شام سے صبح تک عبادت وریاضت اور اللہ تعالیٰ کے آگے گریہ وزاری اور نہایت عاجزی سے التجاء اور دعائیں کرتے دیکھا ہے مگر میں نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ کبھی کسی دعا میں اپنے لئے بھی کوئی درخواست کی ہو۔ آپ کی تمام دعائیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت کی بخشش اور بھلائی کے لئے ہی ہوا کرتی تھیں۔''

(۱)......صبح کے وقت کی دعا

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تعلیم دینے کے لئے ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ صبح کے وقت یہ پڑھا کرو۔

''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَ مَالَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْئٍ عِلْمًا۔''

''اللہ تعالیٰ پاک ہے اور تمام خوبیاں اسی کے لئے ہیں اور نیکی کرنے کی توفیق اور گناہ سے بچنے کی قوت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو اسے صبح کے وقت پڑھے گا شام تک محفوظ کر دیا جائے گا اور جو اسے شام کے وقت پڑھے گا صبح تک محفوظ کر دیا جائے گا۔''

(۲)......دعائے فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اکثر بارگاہ رب العزت میں درج ذیل دعا کیا کرتی تھیں۔

اولیاء کرام فرماتے ہیں کہ بیماری کی پریشانی ہو یا قرض کی، اولاد کی محرومی ہو یا کوئی اور تکلیف ہر مصیبت کیلئے یہ دعا تیر بہدف کا کام کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صدقہ میں تمام مصائب کو دور کر کے دونوں جہانوں کی راحتیں نصیب فرماتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ. رَبَّنَا وَرَبُّ كُلِّ شَیْئٍ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی مُنَزِّلُ التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالزَّبُوْرِ وَالْفُرْقَانِ. اَعُوْذُ بِکَ مِنْ كُلِّ شَیْئٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَا صِیَتِہٖ اَنْتَ شَیْئٍ اَقْضِ عَنَّا الدَّیْنَ وَ اَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ. (مسلم شریف، نزہۃ المجالس ص ۱۲۴)

''اے اللہ تو ساتوں آسمانوں کا رب ہے۔ اور زمین کا رب ہے اور عرش عظیم کا رب ہے۔ ہمارا رب ہے اور ہر چیز کا رب ہے۔ دانے اور گٹھلی کو پیدا کرنے والا ہے۔ توریت، انجیل، زبور اور قرآن حکیم کو نازل کرنے والا ہے میں تیری پناہ چاہتی ہوں ہر شے کے شر سے۔ تو پکڑنے والا ہے۔ ہمارا قرض اتار دے اور ہمیں فقر سے نجات عطا فرما۔''

(۳)..... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں خادم کا سوال کرنے کے لئے حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہی دعا مانگنے کی تلقین فرمائی۔ اس میں اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِہٖ کے بعد جن الفاظ کا اضافہ فرمایا تھا وہ یوں تھے۔

اَنۡتَ الۡاَوَّلُ فَلَيۡسَ مِثۡلَکَ شَيۡئٌ وَاَنۡتَ الۡاٰخِرُ فَلَيۡسَ بَعۡدَکَ شَيۡئٌ وَاَنۡتَ الظَّاهِرُ لَيۡسَ فَوۡقَکَ شَيۡئٌ وَاَنۡتَ الۡبَاطِنُ فَلَيۡسَ دُوۡنَکَ شَيۡئٌ.

''تو سب سے پہلے ہے اور تیری مثل کوئی نہیں اور تو آخر ہے تیرے بعد کوئی شے نہیں اور تو ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی شے نہیں اور تو باطن ہے تیرے علاوہ کوئی شے نہیں۔'' (فضائل چمنستان کرم از ڈاکٹر عبدالمعطی امین قلعجی ص ۳۷۰)

(۴)......بخار کی دعا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں:

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بخار کی حالت میں دیکھا تو فرمایا کہ پڑھو۔

يَا حَيُّ يَا قَيُّوۡمُ بِرَحۡمَتِکَ اَسۡتَغِيۡثُ اَصۡلِحۡ لِيۡ شَافِيۡ کُلَّهٗ وَلَا تَکِلۡنِيۡ اِلٰی اَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ وَلَا اِلٰی نَفۡسِيۡ طَرۡفَةَ عَيۡنٍ.

(سیرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از ذوالقرنین عطاری المدنی ص ۱۰۹)

(۵)......دعا کی قبولیت کا وقت

سورج غروب ہونے سے چند گھڑیاں پہلے دعا قبول ہونے کا وقت ہے حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس وقت کا خاص خیال رکھا کرتیں تھیں اور آپ نے اپنی خادمہ کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ سورج کو دیکھتی رہے۔ جب اس کے غروب ہونے کا وقت آجائے تو مجھے بتا دے۔ وقت کی خبر ملنے پر آپ دعا و استغفار میں مشغول ہو جایا کرتیں یہاں تک کہ

سورج اندھیری رات کی آغوش میں چلا جاتا۔

(احیاء العلوم از امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ج اول ص ۱۸۶)

(۶)..... حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہر نماز فرض کے بعد نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ رقت آمیز لہجہ میں رو، رو کر، گڑ گڑا کر گریہ زاری کر کے رب العزت کی بارگاہ میں طویل دعائیں کیا کرتی تھیں۔

مختصر یہ ہے کہ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی دعاؤں میں پہلے اللہ تعالیٰ کی اتنی تعریف کرتی ہیں کہ جتنی کسی انسان کے بس میں ہوسکتی ہے۔ پھر اپنا مدعا بیان کرتی ہیں اور آخر میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی آل پر درود بھیجتی ہیں۔ یہ آپ کی دعا کا خاصہ ہے۔

حافظ ناصر محمود صاحب نے اپنی تصنیف ''سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے صفحہ ۲۱۸ تا ۲۵۱ پر آپ کی دعاؤں کا اردو ترجمہ لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس امر کی جزائے خیر عطا فرمائے۔

وصال مبارک حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۱)..... وصال کی خبر

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مرض وصال میں اپنی لخت جگر سے کچھ سرگوشی فرمائی تو وہ رونے لگیں۔ پھر دوبارہ ان سے سرگوشی فرمائی تو وہ ہنس پڑیں۔ میں نے ان سے پوچھا غمی اور خوشی میں نے کبھی اتنی قریب نہیں دیکھی کہ ابھی آپ رو رہی تھیں اور ابھی آپ ہنس رہی ہیں۔''

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

''امی جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اس مرض میں میرا وصال ہو جائے گا تو میں رونے لگی اور پھر فرمایا:

''اَنْتِ اَوَّلُ اَھْلِیْ لُحُوْقاً بِیْ''

''میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملوگی'' تو میں ہنس پڑی''

اس ''بشارت'' کے بعد سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہر وقت اپنے وصال مبارک کا ہی خیال رہتا تھا۔

وصال کی تیاری:

ایک روز حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ

سیدہ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ہاتھ سے آٹا گوندھا ہے

اور روٹیاں پکائی ہیں۔خود ہی اپنے بچوں کے کپڑے بھی دھو رہی ہیں۔

آپ نے فرمایا:

''کہ کیا بات ہے آج میں آپ کو دنیا کے دو کام اکٹھے کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔اس سے پہلے تو میں نے یہ کبھی ایسا نہیں دیکھا۔''

سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

''یہ میرے اور آپ کے درمیان جدائی کی صورت ہے۔''

سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خواب

سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا:

''میں نے آج رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلندی پر کھڑے دیکھا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاروں طرف اس طرح سے دیکھ رہے ہیں کہ جیسے کسی کا انتظار کر رہے ہیں۔میں نے عرض کیا کہ ابا جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں میری جان جسم سے مل گئی ہے اور جسم پگھل گیا ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بیٹی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میں ادھر کھڑا انتظار کر رہا ہوں''

میں نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس کا انتظار کر رہے ہیں۔''

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میں تیرا انتظار کر رہا ہوں اب بہت جلد ملاقات ہونے والی ہے۔کل رات تو ہمارے پاس ہوگی۔''

یا علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں نے جان لیا ہے کہ آج میری زندگی کا آخری دن ہے آئندہ شب کے پہلے حصہ میں وصال کر جاؤں گی۔ میں نے روٹیاں اس لئے پکائی ہیں کہ کل آپ میری مصیبت میں مصروف ہوں گے تو میرے بچے بھوکے نہ رہیں۔ بچوں کے کپڑے اس لئے دھو رہی ہوں کہ نہ جانے میرے بعد میرے بچوں کے کپڑے کون دھوئے گا۔ان یتیموں کے دل کی خواہش کون پوری کرے گا۔میں چاہتی ہوں کہ اپنے بچوں کے سر میں کنگھی کر دوں میرے بعد ان کی زلفوں اور چہروں کا غبار کون صاف کرے گا۔

غسل کی روایات:

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غسل آخر سے متعلق مختلف روایات ہیں لیکن جو قوی روایت ہے وہ یہ ہے۔

اُم المومنین حضرت اُم سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ شہزادئ کونین بیمار ہوئیں آپ کا وقت آخر آ گیا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر پر موجود نہ تھے تو سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھ سے کہا کہ

''امی جان مجھے غسل کرا دیں''

میں پانی ڈالتی رہی اور فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اچھی طرح سے غسل فرماتی رہیں کہ اسی سے قبل میں نے ایسا اچھا غسل نہیں دیکھا تھا۔ پھر فرمایا:

''میرے نئے کپڑے لے آیئے''

میں نے نئے کپڑے حاضر کر دیئے جو آپ نے پہن لئے اور فرمایا:

''میری چارپائی گھر کے درمیان میں بچھا دیجئے۔''

میں نے چارپائی بچھا دی تو آپ قبلہ رخ ہو کر چارپائی پر لیٹ گئیں اور فرمایا:

''امی جان! میں دنیا سے جا رہی ہوں میں نے غسل کر لیا ہے۔ اب میرا جسم کوئی نہ کھولے'' اسی گفتگو کے بعد آپ خاموش ہو گئیں۔ میں نے دیکھا تو آپ کا وصال ہو چکا تھا جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر میں تشریف لائے تو میں نے ساری حقیقت بیان کر دی۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''خدا کی قسم اب آپ کے جسم کا کوئی حصہ غسل کیلئے نہیں کھولا جائے گا۔'' (حلیہ الاولیاء ج ۲ ص ۴۴۳۔ البتول قدیم ایڈیشن از صائم چشتی ص ۳۰۸)

طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۴۶)

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح قبض ہونا

روایات میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیل علیہ

السلام کوحکم فرمایا کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روح کو قبض کرلے تو آپ کی پردہ داری کی خاطر حضرت عزرائیل علیہ السلام خاموش کھڑے رہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لختِ جگر کی روح کو خود قبض فرمایا۔

لَمْ نَزَلَ عَلَيْهَا مَلَكُ الْمَوْتِ وَلَمْ تَرْضٰى بِقَبْضَةٍ فَقَبَضَ اللّٰهُ رُوْحًا.

(تفسیر روح البیان ج۵ص۲۳۷)

''جب (حضرت عزرائیل علیہ السلام) موت کا فرشتہ آیا اور سیدہ کی روح کو قبض کرنے پر راضی ہوا تو اللہ تعالیٰ نے خود سیدہ کی روح کو قبض فرمایا''

نمازِ جنازہ:

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ سے متعلق بھی مختلف روایات ہیں۔ سیدہ نے مغرب اور عشاء کے درمیان وصال فرمایا اور وصیت فرمائی تھی کہ ''جب میں دنیا سے رحلت کر جاؤں تو مجھے رات کے وقت دفن کر دینا تاکہ میرے جنازہ پر نامحرموں کی نظریں نہ پڑیں۔''

لہٰذا حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ خود پڑھائی اور رات ہی رات جنت البقیع میں دفن کر دیا۔ ایک روایت کے مطابق نماز جنازہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی اور قبر میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے فرزند حضرت فضل بن عباس اترے تھے۔

(طبقات ابن سعد ج۸ص۲۹)

''روضۃ الاحباب''میں ہے۔

کہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے وقت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیدنا عثمان غنی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف لائے۔ جب جنازہ رکھا گیا تو حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آگے آئیں''

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''میں کیسے آگے آؤں جب کہ آپ خود موجود ہیں۔''

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''ہاں میں موجود ہوں لیکن آپ کے سوا کوئی ان کا جنازہ نہیں پڑھائے گا۔'' پھر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور سیدہ کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں چار تکبیریں کہیں۔ پھر اسی رات آپ کو دفن کر دیا گیا۔

جنازے کا خاص اہتمام:

اسد الغابہ جلد پنجم میں تحریر ہے کہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تجہیز و تکفین میں خاص جدت سے کام لیا گیا تھا۔ عورتوں کے جنازہ پر جو پردہ لگانے کا رواج ہے اس کی ابتداء سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی ہوئی تھی۔ اس سے قبل مرد، عورت کا جنازہ کھلا ہوا ہی جاتا

تھا۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزاج میں انتہا درجے کی شرم و حیا تھی آپ نے اپنے وصال مبارک سے قبل حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا تھا:

''کھلے جنازہ میں عورتوں کی بے پردگی ہوتی ہے۔ جنازہ پر ایک چادر ڈال دیتے ہیں جس سے عورت کے جسم کے خدوخال ظاہر ہوتے ہیں اور میں یہ پسند نہیں کرتی۔''

حضرت اسماء بیت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا۔

''اے جگر گوشۂ رسول میں نے حبشہ میں ایک طریقہ دیکھا ہے اگر حکم ہو تو میں وہ پیش کروں۔''

فرمایا کہ ہاں بتاؤ۔

پھر حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کھجور کی چند شاخیں منگوائیں ان کو چارپائی کے اردگرد کھڑا کر کے اوپر چادر تان دی جس سے ایک ڈولی کی صورت بن گئی۔

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور مسکرا دیں۔ سیدہ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری وصال مبارک کے بعد آج پہلی دفعہ مسکرائیں تھیں ورنہ آپ کی آنکھیں یادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمیشہ پرنم رہا کرتی تھیں۔

آپ نے فرمایا: ''یہ بہت اچھا طریقہ ہے۔''

پھرسیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چار پائی اسی طرح سے ہی تیار کی گئی تھی۔

(سیرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از محمد الیاس عادل ص ۱۵۲)

انتقال پُر ملال:

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری وصال مبارک کے چھ ماہ بعد حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال مبارک تین رمضان المبارک گیارہ ہجری بروز منگل ہوا۔اس وقت آپ کی عمر مبارک ۲۴ سال تھی۔(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ.

جائے دفن:

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت البقیع میں دفن ہیں۔

مسعودی نے ''سروج الذہب'' میں لکھا ہے کہ ۳۳۲ ہجری میں بقیع کی ایک قبر پر ایک کتبہ دیکھا تھا جس پر لکھا ہوا تھا۔

''یہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک ہے۔''

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیتیں:

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے وصال مبارک سے قبل چند وصیتیں فرمائی تھیں۔

(۱).....آپ نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت فرمائی۔

میرے وصال کے بعد آپ حضرت امامہ بنت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کرلیں۔ایک رات ان کے پاس رہیں اورایک رات میرے شہزادوں کے پاس گزاریں۔حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی چہیتی نواسی ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بہت پیار کیا کرتے تھے۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وصیت پرعمل کیا۔آپ کا نکاح حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اہتمام سے ہوا۔(مدارج النبوت ج۲ص ۳۲۵)

(۲)..... جب میں دنیا سے جاؤں تو مجھے رات میں دفن کریں تاکہ میرے جنازے پرغیرمحرم کی نظر نہ پڑے۔(فتاویٰ رضویہ ج۹ص ۳۰۷)

(۳)..... میرے جنازے پر شاخیں باندھ کرایک ڈولی کی سی صورت بنا کر اسی پر پردہ ڈال دیں تاکہ پردے کا پورا اہتمام ہو۔(حلیۃ الاولیاء ج۲ص ۴۳)

(۴)..... بعض روایات میں آتا ہے کہ وصال کے بعد آپ کے سرہانے کے نیچے سے ایک پرچہ ملا تھا جس میں آپ کی وصیت درج تھی جس کا ترجمہ لکھا جارہا ہے۔

''یہ وہ وصیت ہے جو فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے کہ وہ گواہی دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود

نہیں۔وہ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ہے اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ جنت دوزخ حق ہیں۔قیامت ضرور آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ سب کو اٹھائے گا جو قبروں میں ہیں۔

اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مجھے حنوط کرنا۔غسل دینا اور کفن پہنانا مجھ پر نماز پڑھنا، رات کو دفن کرنا، کسی کو میری موت کی اطلاع نہ دینا۔ میں نے تمہیں اللہ تعالیٰ کو سونپا اور اپنے بچوں کو روز قیامت تک کیلئے سلام کہتی ہوں۔'' (سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از حافظ ناصر محمود ص ۲۰۹)

(۵).....اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اگر مجھ سے آپ کے حق میں کوئی خطا ہوگئی ہو اور اس سے آپ کی دل آزاری ہوئی ہو تو مجھے معاف کر دیں اور مجھے بخش دیں۔

(۶).....میرے بچوں سے پیار کرنا، ان کو نظر انداز نہ کرنا، ان کے سروں پر دست شفقت رکھنا اگر ان سے کوئی زیادتی ہو جائے تو در گزر کرنا۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرثیہ

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال مبارک کا غم ہی ابھی کم نہ ہوا تھا کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفیقہ حیات حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی داغ مفارقت دے گئیں۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر وقت غم زدہ، افسردہ، دل شکستہ رہنے لگے۔آپ نے حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یاد

میں متعدد اشعار اور مرثیے لکھے جو کتب میں موجود ہیں۔ہم صرف ایک مرثیہ لکھنے پر اکتفاء کررہے ہیں جو باقی مرثیے کی بھی ترجمانی کررہا ہے۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اری علل الدنیا علی کثیرۃ وصاحبها حتی المحات علیل

وانی لمشتاق الی من احبه فهل لی ای من قد هویت سبیل

وانی و ان شطت بی الدار ا رها وقد مات قبل بالفراق جمیل

فقدْ قالَ فِی الامثال فی البین قائل افر بها یوم القراق رحیل

ان اقتصادس فاطما بعد احمد دلیل علی ان لا یردم خلیل

وکیف حصناک العیش من بعد فقدهم لعمرک شی ما الیه سبیل

یرید القرآن لا یموت ببیولیس الی مله یتبغیه سبیل

ولیس جلیلا رزمال و فقولکن رز الا کرمین جلیل

لذالک جبنی لا یواتیه مفرج القلب من حر االفراق غلیل

”دنیا میں رہنے والا موت کے وقت تک مصیبت زدہ رہتا ہے اور میں اپنے اوپر مصائب کو بہت زیادہ پاتا ہوں۔

میں اپنے محبوب کے ملنے کا مشتاق ہوں۔کیا میرے لئے اپنے محبوب تک پہنچنے کی کوئی سبیل (راستہ) ہے۔

اس گھر نے مجھے ایک پاک دامن سے علیحدہ کردیا ہے میرے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں۔

میں اس سے پہلے ان کے والد محترم صاحب کمال کو خیر باد کہہ چکا ہوں۔

جدائی کی امثال میں کسی نے کہا ہے کہ میں جدائی کے دن کوچ کرنے والے سے بھاگتا ہوں۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھودینا اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی دوست ہمیشہ رہنے والا نہیں ہے۔

ان کے فوت ہونے کے بعد زندہ رہنا کیسے ممکن ہے۔ مجھے تیری زندگی کی قسم یہ ایسی بات ہے، جس کے بغیر چارہ نہیں۔

انسان چاہتا ہے کہ اس کا حبیب اس سے علیحدہ نہ ہو حالانکہ اس خواہش کا پورا ہونا غیر ممکن ہے۔

مال کی مصیبت اور اس کا ضائع ہونا کوئی بڑی بات نہیں لیکن اچھے لوگوں کی جدائی کی مصیبت بہت سخت ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مجھے کوئی بستر راس نہیں آتا اور دل میں فرقت کی تپش کے باعث پیاس پائی جاتی ہے۔

اولاد حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اطہر سے تین صاحبزادے۔

حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور حضرت امام محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تین صاحبزادیاں۔

حضرت زینب، حضرت رقیہ اور حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن پیدا ہوئے۔

حضرت امام محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچپن میں ہی وصال فرما گئے تھے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پندرہ رمضان المبارک تین ہجری مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔آپ کا اسم گرامی ''حمزہ'' رکھنے کی تجویز ہو رہی تھی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک ریشمی رومال پیش کیا جس پر ''حسن'' لکھا ہوا تھا۔ لہٰذا آپ کا اسم گرامی ''حسن'' رکھا گیا۔ ولادت کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور آپ کے دہن مبارک میں اپنی زبان مبارک دے دی۔ اس طرح سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن آپ کی ''گھٹی'' بنا۔

صاحب سوارالانوار لکھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی آغوش مبارک میں لے کر پیار کیا۔ داہنے کان میں آذان دی۔ بائیں کان میں اقامت فرمائی اور دعا فرمائی۔

’’اے اللہ اس کو اور اس کی اولاد کو اپنی پناہ میں رکھنا۔‘‘

عقیقہ:

اسد الغابہ میں ہے کہ حضرت امام حسن کی پیدائش کے ساتویں دن اکیس رمضان المبارک تین ہجری کو اپنے دست مبارک سے عقیقہ فرمایا۔ بال منڈوا کر اس کے ہم وزن چاندی تصدق کی۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیقہ فرما کر اس کے سنت ہونے کی دائمی بنیاد ڈال دی۔

حضرت علامہ کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عقیقہ کے لئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنبہ ذبح فرمایا تھا۔

کنیت:.....آپ کی کنیت ابو محمد تھی۔

القاب:.....آپ کے القاب تو بہت زیادہ ہیں لیکن جن القاب سے آپ زیادہ معروف ہوئے ان میں طیب، تقی، سبط اور سید ہیں۔

محمد بن طلحہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو لقب ’’سید‘‘ خود عطا فرمایا ہے۔

حافظ ابو نعیم ابو بکر سے روایت ہے کہ

ایک روز نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز پڑھا رہے تھے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

کندھے مبارک پر سوار ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کرنے کے بعد فرمایا:

''یہ میرا بیٹا سید ہے۔ یہ عنقریب مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا۔''

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلا کے ذہین تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو ارشادات فرماتے یا جو بھی وحی آتی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً اسے یاد کر لیتے اور گھر جا کر اپنی امی جان کو من وعن سنا دیتے۔ اپنے والد محترم کی طرح پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کا حل سوچ و بچار کئے بغیر فوری طور سے بتا دیتے تھے۔ سخاوت و شجاعت میں بھی یکتا تھے۔ فہم و فراست کے مالک تھے۔ عابد و زاہد تھے۔

اپنے والد محترم حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ۲۵ رمضان المبارک ۴۰ ہجری کو شہادت کے بعد خلیفہ بنے۔ سات ماہ تک مسند خلافت کو رونق بخشی۔ جب اہل کوفہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک لڑائی کی شکل بن گئی۔ آپ نے مسلمانوں کی باہمی لڑائی اور خون ریزی کو پسند نہ فرمایا اور چند شرائط کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کر کے خلافت ان کے سپرد کر دی۔ یوں خلافت راشدہ میں سے آپ آخری خلیفہ راشد تھے۔

خلافت سے علیحدہ ہونے کے بعد آپ نے نہایت خاموشی سے اپنے نانا حضور کے جوار میں زندگی گزاردی۔ کسی سیاسی سرگرمی میں حصہ نہ لیا۔

اکثر ارباب سیر نے لکھا ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے زہر دے دیا تھا جن کے باعث آپ ۴۷ ہجری میں وصال کر گئے اور جنت البقیع میں اپنی والدہ ماجدہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

(۲)..... حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچ شعبان چار ہجری مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی لخت جگر حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دولت خانہ میں تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح نومولود کے کانوں میں آذان واقامت کہی اور نومولود کے منہ میں اپنی زبان مبارک ڈال کر گھٹی دی۔ فرمایا کہ بچے کا عقیقہ کیا جائے اور بال اتار کر ان کے وزن کے برابر چاندی خیرات کی جائے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے لخت جگر کا نام ''حرب'' رکھا لیکن نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے بدل کر آپ کا اسم گرامی ''حسین'' رکھ دیا اور ساتویں روز خود ہی بکری ذبح فرما کر عقیقہ کر دیا۔

(نزہۃ المجالس ج۲ص۲۳۰ودیگر)

آپ بہت بڑے عالم فاضل تھے۔ دینی علوم کے علاوہ اس عہد کے مروجہ علوم میں بھی پوری دسترس رکھتے تھے۔ عبادت و ریاضت آپ کا معمول تھا۔ آپ قائم الیل اور دائم الصوم تھے۔ نوافل میں بہت زیادتی فرماتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق آپ نے پچیس حج پیدل کئے۔ آپ بے حد حلیم الطبع اور منکسر المزاج خوش اخلاق تھے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کی تھی اس وجہ سے آپ ان سے خوش نہ تھے۔

آپ نے اپنے والد محترم کے ساتھ مل کر جنگ جمل، جنگ صفین اور خوارج کی جنگ میں حصہ لیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں آپ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ چلے آئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد آپ مکہ مکرمہ چلے آئے۔

مکہ مکرمہ میں آپ کے پاس اہل عراق کے خطوط آئے جس میں انہوں نے یقین دہانی کرائی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد ہم نے آپ کی بیعت کر لی ہے آپ عراق تشریف لے آئیں۔ آپ نے اصل صورت حال معلوم کرنے کیلئے اپنے بھائی حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا۔ عراقیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود تشریف لے گئے تو آپ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ ۱۰ محرم الحرام ۶۱ ہجری بروز جمعۃ المبارک کو آپ کی شہادت ہوئی۔

(۳)..... حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جمادی الاوّل پانچ ہجری میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور اپنے منہ میں چبا کر اس کا پانی نومولود کے منہ میں ڈالا، یہ گھٹی تھی۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کا اسم گرامی ''زینب'' رکھا اور فرمایا۔ یہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مشابہ ہے۔''

آپ کی کنیت اُم الحسن ہے۔ آپ دراز قد اور متناسب الاعضا تھیں، چہرہ مبارک پر اپنے نانا جان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلال تھا۔ حرکات وسکنات اور چال ڈھال میں اپنے والد محترم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشابہہ تھیں۔ آپ کی شادی حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئی جس سے آپ کے دو بیٹے حضرت عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کربلا کے میدان میں یزیدی لشکر سے نبرو آزما ہوئے تو حضرت سیدہ زینب بھی آپ کے ہمراہ تھیں اور آپ نے اپنی آنکھوں کے سامنے تمام اپنے بچوں، بھتیجوں کو شہید ہوتے ہوئے دیکھا لیکن جس حوصلے، شجاعت اور صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا تاریخ اس کی مثال دینے سے قاصر ہے۔

(شرح زرقانی ج۴ ص۳۴۲)

واقعہ کربلا کے بعد مدینہ منورہ پہنچ کر آپ نے ۶۲ ہجری میں وصال فرمایا۔

(۴)..... حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سات ہجری میں مدینہ شریف میں پیدا ہوئیں آپ کا نام زینب صغریٰ ہے اور کنیت اُم کلثوم ہے۔ ۱۷ ہجری میں آپ کا نکاح حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ جن سے ایک بیٹا حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئے۔

ایک روایت کے مطابق حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کے وقت دونوں ماں بیٹا فوت ہوگئے۔ (''محبِّ اہل بیت کون''، از مولانا شبیر حسین شاہ)

ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد عرصہ تک زندہ رہیں۔ انہوں نے نکاح ثانی حضرت عون بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا جن سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔ ان کی رحلت کے بعد ان کے بھائی محمد بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کیا جن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو بچپن میں فوت ہوگئی۔

(سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا از حافظ ناصر محمود ص ۱۳۳)

فہرست کتب ماخوذ

قرآن مجید کنزالایمان	مترجم امام احمد رضا خاں بریلوی
تفسیر نورالعرفان	مترجم مفتی احمد یار خاں
صحیح بخاری شریف	مترجم ابوعبید محمد بن اسماعیل بخاری
مشکوٰۃ شریف	مترجم مفتی احمد یار خاں
مسلم شریف	....
تفسیر مظہری	قاضی ثناءاللہ پانی پتی
تفسیر زرقانی	....
نزہۃ المجالس	امام صفوری
مدارج النبوت	عبدالحق محدث دہلوی
جامع ترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
مسند امام مالک	....
ریاض النضرہ	علامہ محبّ طبری
الصواعق المحرقہ	احمد بن حجر مکی
نورالابصار	مومن شبلنجی
البتول	علامہ صائم چشتی
سیرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا	ذوالقرنین عطاری المدنی
شان بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا بزبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم	افتخار احمد حافظ قادری

شان بتول جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا	مجلس المدینۃ العلمیہ
من دست و دامان آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	محمد ذیشان
سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا	حافظ ناصر محمود
سیرت طیبہ پنجتن پاک	منصور احمد بٹ
فضائل حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی
اخلاق فاطمہ سلام اللہ علیہا	ندیم باری
سیرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا	محمد بلال قادری
شہزادیٔ کونین سلام اللہ علیہا	قاری محمد افضال نقشبندی
سیرت خاتون جنت	محمد الیاس عادل
سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا	
عظمت شہزادیٔ کونین	محمد مقصود مدنی
تعظیم اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم	مفتی غلام رسول نقشبندی
اولاد کو سکھاؤ محبت اہل بیت	محمد عبدہٗ یمانی
فضائل چمنستانِ کرم	ڈاکٹر عبد المعطی امین قلعجی
اشعۃ اللمعات	عبد الحق محدث دہلوی
تفسیر در منثور	امام جلال الدین سیوطی
اشرف المو بد	امام نبہانی
شرح حدائق بخشش	مولانا غلام حسن قادری